مِلّتِ بریلویہ کی اچھوتی

تعبیر

پاگلوں کی کہانی

زیرِ نظر کتاب میں آپ ملّتِ بریلویہ کے رازہائے پنہاں اور عقائدِ مخفیہ ان کی اپنی کتابوں میں بیان کردہ ملاحظہ فرمائیں گے اور بعدہٗ آپ خود بخود اس نتیجہ تک پہنچ جائیں گے کہ یہ پاگلوں کا ایک گروہ ہے جن کے عقائد کا نہ کوئی ماخذ ہے اور نہ ہی اختراعاتِ بریلویہ کو فرموداتِ نبوّت علیٰ صاحبہا التحیہ سے کسی قسم کی نسبت

مصنّفہ

حضرت مولینا محمّد فاضل رحمہ اللہ

دارالمعارف

اردو بازار، لاہور

کتاب :	پاگلوں کی کہانی
مصنف :	حضرت مولینا محمد فاضلؒ
ناشر:	دارالمعارف اُردو بازار لاہور
پرنٹرز :	زاہد بشیر پرنٹرز' لاہور
اشاعت :	2001ء
قیمت :	50-00 روپے

فہرست مضامین پاگلوں کی کہانی

عرضِ مؤلّف

مدت سے میں ملت بریلویہ سے واقف ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ یہ چند افراد پر مشتمل نادانوں کی ایک جماعت ہے جو کل کائنات سے سمٹ سمٹا کر اتفاق سے پاک و ہند میں مجتمع ہوگئی ہے۔ اسی لئے ان کے خلاف لکھنے کو کبھی شرح صدر نہیں ہوا اور جب کبھی لکھا تو حقیقت یہ ہے کہ وہ بادلِ ناخواستہ لکھا لیکن گذشتہ کئی دنوں سے ملت رضائیہ بریلویہ کے زعماء کی ریشہ دوانیاں اور علماء دیوبند کے خلاف چیرہ دستیاں اور دریدہ دہنی کی کاروائیاں اور گیدڑ بھبکیاں ناقابل سماعت حد تک پہنچ چکی ہیں۔ ملت رضائیہ کے ایک مکروہ واعظ اپنی تقادیر میں علماء دیو بند کو کافر کہتے پھرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی مناظرے کا چیلنج دیتے ہوئے یہ بھی یاوہ گوئی کرتے ہیں کہ دیوبندی میرے مقابلے میں آ ہی نہیں سکتے۔

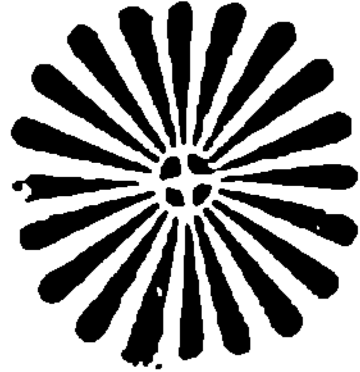
چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ خود ہی آئینہ لے کر اپنی شکل و صورت دیکھ لیتے اور ہمارے درپئے نہ ہوتے بقول کسے ؎

ذرا آئینہ لے کر وہ اپنی شکل تو دیکھیں
بڑے آئے میرا چاکِ گریباں دیکھنے والے

علاوہ ازیں ایک صاحب نے ایک کتاب "علمائے دیوبند کا تعارف" بھی لکھ ماری جس میں سوائے الزام تراشیوں اور قطع و بُرید کے کچھ بھی نہیں علمائے دیوبند کے ترجمان اور خادم ہونے کی حیثیت سے میرا فرض تھا کہ میں ملت بریلویہ کے لئے ایک ایسا آئینہ فراہم کروں جس میں یہ اپنی مکروہ صورت دیکھ کر ناپاک کاروائیوں سے باز آجائیں اور وہ آئینہ ہے "پاگلوں کی کہانی" اس آئینہ کو دیکھنے کے بعد جب آپ کو اپنی صورت نظر آئے گی تو آپ سیخ پا ضرور ہوں گے۔ اور ممکن ہے کہ قصر بریلویت اور ایوان رضائیت میں بادِ صرصر بھی گزر جائے۔ زلزلے آئیں اور دھماکے ہو کر صفِ ماتم بچھ جائے مگر اس میں میرا کیا قصور ہے یہ تو آپ کی حقیقی رونمائی کے اثرات ہوں گے۔

رہی مناظرہ کے چیلنج کی بات تو چشم ماروشن دلِ ماشاد۔ جب اور جہاں جی چاہے قسمت آزمائی کیجئے۔ آپ کو چونکہ دیوانوں کا ٹولہ سمجھتا ہوں اس لئے آپ کی طرف سے جواب کے انتظار میں یہ کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ

صراحی در بغل ساغر بکف دیوانہ وار آجا
لگائے آسرا بیٹھا ہے اک مستانہ برسوں سے



محمد فاضل عفی اللہ عنہ

گلہائے رنگا رنگ

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ امام المرسلین وخاتم النبیین وعلیٰ آلہ واصحابہ الطاہرین الھادین المھدین۔

امّا بعد

فقد قال النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم سیکون فی امّتی دجّالون کذّابون یحدّثونکم بما لم تسمعوا انتم ولا آباءکم

مسلم شریف

سرکار دوعالم فخر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں بہت سے دجال ہوں گے جو جھوٹے ہوں گے تم سے ایسی باتیں کہیں گے جو نہ تم نے سنیں ہوں گی اور نہ تمہارے پیشرو لوگوں نے۔

اس حدیث میں وضاحت ہے کہ آپ کی امت میں ایک یا دو نہیں بلکہ متعدد دجال پیدا ہوں گے جو اپنے دجل وفریب سے کام لے کر امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ کو گمراہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے اور ساتھ ساتھ آپ نے یہ بھی وضاحت فرمادی کہ وہ باتیں بھی ایسی کریں گے جو تم نے پہلے نہ سنی ہوں گی، یعنی نئی نئی رسومات، نئے نئے نظریات، جدید عقائد اور نئے عنوان، نیا مذہب اور نئی ملت

کے بڑے حضرت ہوں گے اسی حدیث میں آگے یہ بھی ہے کہ تم ان سے بچو اور دوسروں کو بھی ان کے دام تزویر سے بچانے کی سعی کرو۔

بنابریں ہر مسلم اور نبی علیہ الصلوۃ والتسلیم کی محبت کے دم بھرنے والے اور آپ کی اتباع کرنے والے پر فرض ہے کہ ہر اس آدمی اور ہر اس مذہب و ملت سے گریز کرے جو ملت نئی ہو اور جس کے احکام اسلام کے احکام سے منافی اور متضاد ہوں چاہے وہ ملتِ مرزائیہ ہو یا رضائیہ۔

صرف خود ہی کو نہیں بچانا بلکہ دوسروں کو بچانے کی تدبیر بھی کرنا ہے ہمارے ملک میں شروع ہی سے ایک ملت کے عقائد اثر و نفوذ کئے ہوئے ہیں جنہوں نے ان عقائد باطلہ پر اسلام کی منور چادر ڈال کر عوام کو گمراہ کر رکھا ہے۔ اور پھر اس آڑ میں تمام مسلمانوں کو کافر و مرتد قرار دیا ہے تاکہ وہ صحیح مسلمانوں کو کافر باور کرانے کے بعد اپنے مزعومات و مخترعات کی صحیح تبلیغ کر کے اصل اسلام سے ہٹا کر نئے مذہب کی بنیادوں کو مستحکم بنا کر شیطانی و نود میں ایک وفد کا اضافہ کر کے لوگوں کو صحیح عقائد سے برہنہ کر کے مزاروں پہ جھکا کر اور قرآن و حدیث سے ناآشنا بلکہ متنفر کر کے محفل قوالی میں لے جا کر طبلے کی تھاپ پر سر دھنوا کر اپنے بڑے حضرت یعنی ابلیس اکبر سے داد تحسین حاصل کریں۔ حالات شاہد ہیں کہ اس میدان میں انہوں نے رسول خدا اور اولیائے کرام کی آڑ میں خوب کامیابی حاصل کی ہے۔ ہم اس وقت ان کے خلاف قلم اٹھانے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں کیونکہ اب یہ مزار کے طواف اور طبلے کی تھاپ کی مستی میں آ کر جارحیت پر اتر آئے ہیں۔ ہم نے گذرے ہوئے حالات سے اغماض برتا اور مضیٰ ما مضیٰ کے طور پر ان کے اسلاف کی تحریرات کو تاویلات کا جامہ پہنا کر عفو و درگزر کیا غالباً ملت رضائیہ کے خلفاء نے اس سے غلط نتیجہ اخذ کیا اور ہماری آہِ صبحگاہی پر کسی نے خون کے آنسو بہائے۔ کسی نے زلزلہ لانے کی سعی ناتمام کی اور کسی نے دیوبندی مذہب نامی کتاب لکھ کر علمائے دیوبند پر خوب دل کھول کر شیطانی کارکی ترجمانی کی اور رہی سہی کسر رند خراب حال نے "علمائے دیوبند کا تعارف" لکھ کر پوری کر دی۔

میں قارئین "پاگلوں کی کہانی" سے گذارش کروں گا کہ وہ اس کتاب کو پڑھتے وقت ان مذکورہ چاروں کتابوں کو بھی سامنے رکھیں اور اس کے بعد فیصلہ کریں کہ کیا ہم

ان کے بارے میں کچھ عرض کرنے پر مجبور نہیں کر دیئے گئے۔ گویا کہ یہ کتاب صرف اور صرف ان غالی اور بدزبان بے علم علاموں کے جواب میں۔ جواب آں غزل کے طور پر لکھی گئی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ملت رضائیہ کے یاوہ گو علاموں کی تقریروں اور بیہودہ قلمکاروں کی تحریروں سے عوام الناس کو کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا بلکہ بجائے فائدے کے نقصان مشاہد ہے اسی طرح زیر نظر کتاب سے بھی عوام الناس کو فائدہ پہنچنے کی کسی قسم کی کوئی توقع نہیں بلکہ اس طرح کی سرکشی سے نئی پود کے علماء سے متنفر ہو جانے کے شدید اور یقینی خطرات ہیں اسی لئے میں عوام اور بریلوی مکتب فکر کو کما حقہ نہ سمجھنے والے دین دوست حضرات سے گذارش کروں گا کہ میں نے یہ کتاب نہ ان کے لئے لکھی ہے اور نہ ہی یہ ان کے لئے مفید ہے۔

اس آئینہ کو تو وہ پاگل دیکھیں جنہوں نے اپنی شکل کبھی نہ دیکھی ہو۔ یا ملت رضائیہ کے وہ متبع اور پیروکار جو احمد رضا کے مذہب پر عمل کرنا ہر فرض سے اہم فرض سمجھتے ہیں اور دنیا کے تمام شرفاء، دانشور اور سیاسی لیڈروں اور علمائے دیوبند کو کافر و مرتد کہتے ہوں انہیں سے میرا تخاطب ہے اس کے علاوہ کوئی بھی ہو نہ وہ میری مراد ہے اور نہ ہی اس سے مجھے کوئی سروکار ہے۔ نیز اس وقت تک زیر بحث طائفہ جن کو میں شیخ چلیوں کی بھیڑ کہا کرتا ہوں کے خلاف میرے بزرگوں اور دوستوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر میرے نزدیک وہ ان کے لئے غیر مفید اور ان کی ہمتوں اور ارادوں کو مزید قوت دینے کا باعث بنا ہے۔

آپ اگر کہیں جا رہے ہوں اور راستے میں کوئی کتا آپ کو کاٹنے کے لئے آئے اور آپ اس کو بھونکنے اور کاٹنے کے عدم جواز پر دلائل دینے شروع کر دیں تو وہ اور جری ہو گا اور اس کا توصلہ بلند ہو گا۔ جس سے عین ممکن ہے کہ وہ آپ کی ٹانگ کاٹ لے۔ آپ ایسے کتے کے سامنے مجیب مت بنیئے بلکہ آپ امن گلی اور راستے سے بسلامت تب گذر سکتے ہیں جب جارح کے مقابلے میں خود جارح بن کر اس پر حملہ آور ہو جائیں۔ مثال اور مثل لہ میں من کل الوجوہ مماثلت و مشاکلت

ضروری نہیں کسی ایک وجہ میں دونوں کا اشتراک شامل کا سبب بن سکتا ہے۔

ملت رضائیہ کی حیثیت ہمیشہ جارح کی سی رہی ہے اور ہمارے مکتب فکر کے حضرات بحیثیت مجیب جواب دیتے رہے جس سے فرقہ رضائیہ کے جارحین کے حوصلے بلند سے بلند تر ہوتے گئے ہر آدمی سے گفتگو اس وقت کامیاب رہتی ہے جب طرز تکلم میں اسی کی زبان کو استعمال کیا جائے۔

میں نے "پاگلوں کی کہانی" میں انہیں کی زبان استعمال کی ہے اور تمام حوالہ جات انہیں کی کتب کے ہیں۔ اس کے بعد جواب کی ذمہ داری انہیں پر ہے دیکھئے اب جواب ملتا ہے یا ماتمی جلوس نکل کر سمندر برد ہوتے ہیں۔

وما توفیقی الا باللہ

بندہ محمد فاضل عفا اللہ عنہ

باب اوّل

ملتِ رضائیہ ایک جدید اور غیر اسلامی مذہب ہے

سب سے پہلے میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ رضائی مذہب اکبر بادشاہ کے دین الٰہی کی طرح اسلام سے ہٹ کر ایک نیا مذہب ہے۔

جس کا اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے دُور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ ملت رضائیہ بریلویہ کے مخترعات اسلام سے متصادم ہیں آپ تعجب کریں گے کہ یہ تو ہم نے آج سنا ہے کہ بریلوی مذہب اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کا نام ہے جب کہ یہ بڑی بڑی توند والے اور ساٹھ گز کے صاحبِ عمامہ گلے میں کندھوں سے لے کر قدموں تک کالے سانپ ڈالے ہوئے علمائے پاکستان کے گلی کوچوں میں عموماً اور محرم و ربیع الاول میں خصوصاً برساتی مینڈکوں کی طرح ٹرّاتے نہیں تھکتے کہ دیوبندی کافر ہیں اور ہم مومن و مسلم یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کا مذہب اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب ہو تو صاحب یقین جانیئے بس آپ سے مذاق نہیں کر رہا بلکہ یہ پکی اور سچی بات ہے کہ بریلوی مذہب ایک نیا اور جدید مذہب ہے۔ چنانچہ بریلوی مذہب کے مُوسّس اور رئیس الحمقاء اعلیٰحضرت مجدّدِ بدعات بے عِلم علامہ مولنا احمد رضا خانصاحب بڑی تاکید کے ساتھ مرنے سے پہلے اپنی امت کو فرما گئے ہیں کہ میرا مذہب وہ نہیں جو قرآن وسنت میں موجود ہے بلکہ میرا مذہب وہ ہے جو میری کتابوں میں موجود ہے اور وہ سوائے چند باتوں کے جو آپ 'پاگلوں کی کہانی' کے آئندہ اوراق میں خود ہی ملاحظہ فرمالیں گے کر گیا ہے اسی کے بارے آپ کا ارشاد ہے کہ اس پر عمل کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

چنانچہ اعلیٰحضرت موصوف نے مرنے سے دو گھنٹے دس منٹ پہلے ارشاد فرمایا۔

تم سب محبت اور اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا

دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصایا شریف ص۹ نوری کتب خانہ۔

ؔجن سے عموماً اور ملت رضائیہ کے ڈھنڈورچیوں سے خصوصاً عرض ہے

کہ خط کشیدہ عبارت کو غور سے پڑھیں اور احمد رضا کو داد دیں کہ کس خوش اسلوبی سے ادعاء نبوت کرتے ہوئے اپنے دین پر جو مجموعہ ہے لعن وطعن کا عمل پیرا رہنے کی شدت سے تاکید فرما رہے ہیں۔

رضائی ملت کے سبائی مبلغین و محررین اکابر علمائے دیوبند کی عبارات کے خود ساختہ مطالب اخذ کرکے اس پر کفر کا فتویٰ لگانے میں دریغ محسوس نہیں کرتے اور اگر ہم ہزار بار بھی کہیں کہ ہمارا اور ہمارے اکابر کا وہ مطلب نہیں جو تم بیان کرتے ہو تو ہماری ایک بھی نہیں سنتے اور اپنی بات پر اصرار کرتے ہیں کہ نہیں صاحب اس کے علاوہ اس عبارت کا کوئی اور مطلب ہو ہی نہیں سکتا لہذا تم کافر ہو۔

چلو تمہاری اس روش اور ذہنی کجی اور بے ڈھنگے پن سے میں ایک قانون وضع کرتا ہوں اس کے مطابق آج کے بعد فریقین عمل کرنے کے پابند ہوں گے اور وہ یہ ہے کہ:۔

ہماری کتابوں کی عبارتوں کے مطلب تم بیان کرو!

اور . . . . تمہاری کتابوں کی عبارتوں کے مطالب ہم عرض کرتے ہیں۔ اس اصل وقانون کو آج کے بعد میں بھی نافذ العمل سمجھتا ہوں اور تم تو عالم شعور سے دخول مرقد تک اس پر ماشاء اللہ پہلے ہی سے کاربند ہو۔ ہماری ہی جانب سے آج تک کوتاہی ہوتی رہی گزشتہ پر آپ سے معافی کا خواستگار ہوں اور آئندہ کے لئے وعدہ کہ ایسی غلطی نہیں ہوگی۔ تو اس قانون کی رو سے تم نے تو اپنا فریضہ ادا کردیا اور ہمارے اکابرین کی عبارتوں پر جہاں جہاں آپ نے ضرورت محسوس فرمائی بہت کچھ لکھ دیا۔

اب میں اپنا فرض پورا کرتا ہوں اور ابتداء کرتا ہوں آپ کے اعلیٰحضرت کی پیش کردہ عبارت سے لیکن اس عبارت کے مطلب کو پیش کرنے سے پہلے ایک گذارش کرتا ہوں کہ ذرا دل میں وسعت پیدا کرکے بیٹھئے کہیں ایسا نہ ہو کہ جب آپ پر اپنے اعلیٰحضرت کی حقیقت واضح ہو اور آپ ندامت محسوس فرماکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی گردن نہ اٹھا سکیں بلکہ لوگوں کو زبردستی اٹھا کر آپ کو وہاں ڈالنا پڑے جہاں کی حالت کچھ اس طرح کی ہو سے

برمزارِ ما غریباں نے چراغ و نے گلے
نے پرپروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

اب آیئے اصل موضوع یعنی اعلیٰحضرت کی آخری وصیت کے مطلب کی طرف جو اس طرح ہے۔

۱ —— اس عبارت میں "میرا دین اور میرا مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے" سے مراد اعلیٰحضرت کی یہ ہے کہ میں نبی ہوں اور اپنے دین کو میں نے اپنی کتابوں میں بڑی شرح و بسط سے بیان کر دیا ہے۔

۲ —— اعلیٰحضرت کی عبارت کا اگلا جملہ

اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے کا مطلب یہ ہے کہ محمدی دین آئندہ کے لئے منسوخ اور رضائی دین نافذالعمل ہوگا البتہ اتنی گنجائش ضرور رہے گی کہ اگر کوئی شخص اسلامی تعلیمات پر کبھی کبھار عمل کرتا رہے تو وہ مطعون قرار نہیں دیا جائے گا لیکن اس کے بیان شدہ فرائض اتنے اہم نہیں ہوں گے کہ ان پر عمل کرنے کی وجہ سے میرے مذہب کی فرضیت متاثر ہو سکے اور اگر میرے مذہب پر عمل کرنے کی وجہ سے اسلامی فرائض کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی یا تساہل ہو جائے اور میرے فرائض کی انجام دہی کی وجہ سے اسلام کا کوئی فرض ترک بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ میرا دین کوئی معمولی قسم کا دین نہیں کہ اس میں کوتاہی برتی جائے وہ تو اتنا ٹھوس اور واجب العمل ہے کہ اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

۳ —— اعلیٰحضرت کی مذکورہ عبارت میں اس جملہ پر غور فرمائیں "ہر فرض سے اہم فرض ہے"۔

اس میں فرض دو ہیں —— ۱- ہر فرض ۲- اہم فرض اہم فرض تو وہ دین ہے جو اعلیٰحضرت کی کتابوں میں ظاہر ہے اور اس سے اگر مراد اسلام ہے تو پھر ہر فرض" سے کون سا فرض مراد ہوگا اس لئے کہ اسلام کے بغیر تو کوئی چیز فرض نہیں مسلمان پر جو چیز یا جو حکم بھی فرض ہے اس کی فرضیت تو اسلام کی مرہون منت ہے۔ اس طرح اعلیٰحضرت کی یہ بات پاگلوں کی ایک ترنگ ہوگی اور اعلیٰحضرت تو ماشاءاللہ بڑے دانا اور صاحب بصر و بصیرت تھے (جیسا کہ آئندہ اوراق میں آپ مجدد صاحب کی آنکھوں کا حال بھی دیکھیں گے)۔

اس لئے ماننا پڑے گا کہ اعلیٰحضرت نے" ہر فرض" اور اہم فرض" سے دو علیحدہ

علیحدہ فرض مراد لئے ہیں۔

یعنی فرض دو ہیں ایک فرض مطلق جیسے ہر فرض کے لفظ سے ظاہر فرمایا ہے اور دوسرا فرض مقید جیسے اہم فرض سے بیان فرماتے ہیں۔ مطلق فرض سے آپ کی مراد اسلام ہے اور مقید فرض سے دینِ رضائی۔ تو گویا کہ آپ یہ فرمانا چاہتے ہیں (مگر اشاروں میں) کہ اسلام بھی ایک مذہب اور دین ہے اور میرا مذہب جو ہر مسلمان کو کافر کہنا ہے یہ بھی ایک دین ہے اگر دونوں میں عملاً کہیں میرے امتیوں کو تضاد معلوم ہو اور وہ اس مشکل میں مبتلا ہو جائیں کہ اب عمل کس پر کریں تو آپ نے مختصر سے جملے میں اس عظیم مسئلے کو حل فرما دیا کہ میرے دین پر عمل کرو اور اسلامی حکم کو ترک کر دو کیونکہ میرے مذہب پر عمل کرنا

"ہر فرض سے اہم فرض ہے"

اور اس جملے سے پہلا جملہ اسی مفہوم کی تائید بھی کرتا ہے جس میں اسلام پر عمل کرنے کی بابت الفاظ صراحت فرمائی ہے کہ

حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔

یعنی اسلام پر عمل کرنے کی میں آپ پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا شریعت کی اتباع حتی الامکان کے درجہ میں ہے ممکن ہو تو کر لو اور اگر کہیں ممکن نہ ہو تو کوئی ضرورت نہیں، ترک کر دو۔ مگر میرا مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے وہ ممکن ہو تب بھی اور اگر کہیں بظاہر ناممکن ہو تب بھی ہر حال میں واجب العمل ہے۔

اعلٰحضرت کا مقصد و منشا یہ ہے کہ میں نبی ہوں اور نبی بھی مرزا غلام احمد جیسا نہیں جو اپنے کو ظلی اور بروزی کہتا، بلکہ میں ایک مستقل نبی ہوں جس کی آمد سے پہلے نبی کا دین منسوخ ہو جاتا ہے تو اس عبارت میں اعلٰحضرت نے امام الانبیاء خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مذاق اڑا کر کفر کا ارتکاب کیا ہے۔

۴ اعلٰحضرت کی اسی عبارت کو ایک بار اور پڑھیں اور غور کریں آپ فرماتے ہیں

حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔

اور

میرا دین و مذہب الخ

آپ نے دیکھا اعلٰحضرت یہاں کیا غضب کی چال چل گئے اتباع شریعت

نہ چھوڑو - اور - میرا دین الخ میں آپ نے لفظ "اور" استعمال فرمایا ہے جو عربی کے لفظ "واؤ" کا ترجمہ ہے تو اس عبارت میں شریعت معطوف علیہ اور میرا دین" معطوف ہے اور قانون ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغائرت ہوتی ہے اس قانون کی رو سے بھی معلوم ہوا کہ اعلیٰحضرت کے نزدیک شریعت اور ہے اور ان کا اپنا دین اور ہے جس کو لفظ "میرا" کی مزید تائید بھی حاصل ہے۔

معلوم ہوا کہ ملت رضائیہ اسلام کے علاوہ کسی اور ملت و مذہب کا نام ہے جسے اسلام سے مغائرت اور تضاد کا شرف بھی حاصل ہے۔

وصایا شریف کی عبارت کا مثالی فوٹو

ایک شخص کسی مرض میں مبتلا ہو کر مسلسل علاج کرواتا رہا مگر اسے اس پیہم علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو وہ اپنی زیست سے ناامید ہو کر اپنے تمام اعزاء واقرباء کو اپنے مرنے سے دو گھنٹے دس منٹ پہلے جمع کرتا ہے اور ان سے گفتگو کرتا اور مختلف وصایا کی تلقین کرتا ہے۔ اور اپنے تمام مال کو شرعی حصص کے مطابق تقسیم کرنے کی باتیں کرتا رہتا ہے۔ یہ تمام کچھ کرنے کے بعد دو چیزوں پر اس کی نظر جاتی ہے اور وہ فوراً تمام اعزاء واقرباء کو کہتا ہے کہ دیکھو یہ دو چیزیں باقی رہ گئی ہیں جن کے بارے میں نے ابھی تک آپ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اعزاء پوچھتے ہیں کہ حضرت جی ہمیں ابھی تک تو ان دو چیزوں کا علم بھی نہیں کہ وہ کیا ہیں اس لئے پہلے وہ دونوں چیزیں مالہ وماعلیہ کے ساتھ آپ بتائیں کہ وہ کیا ہیں چنانچہ مرنے والا کہتا ہے کہ وہ دو چیزیں بایں تفصیل ہیں کہ ایک تو اسٹیل کا جگ ہے اور دوسرا چینی کا گلاس۔ اسٹیل کا جگ تو میں نے دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت حاصل کیا جب حج بیت اللہ کرنے گیا تھا اور چینی کا یہ گلاس جب میں امریکہ کی تفریح کے لئے گیا تھا تو میرے ایک دوست نے مجھے واٹر سیٹ دیا تھا وہ تمام ضائع ہو گیا اور صرف یہ گلاس میرے امریکی دوست کی یادگار ہے جو مجھے بہت عزیز ہے اس لئے میں ہر آدمی سے التماس کروں گا کہ اس گلاس کو عزیز و محبوب سمجھے۔

چنانچہ اس نے اپنے رشتہ داروں سے کہا کہ تم میری نصیحت کو حسب ضابطہ تحریر کر لو تاکہ میری بات اچھی طرح محفوظ رہ سکے اس کے بعد تمام لواحقین قلم و کاغذ لے کر بیٹھ جاتے ہیں

اور ان کے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

تم سب اتفاق و محبت سے رہو اور حتی الامکان گلاس کی حفاظت
کرتے رہنا اور میرا جگ جس کی اہمیت میرے حالات سے ظاہر ہے
حفاظت کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

میں ملت رضائیہ کی امت اور مکروہ واعظوں سے پوچھتا ہوں کہ اس عبارت میں کیا گلاس کا اور جگ کا حکم ایک سا ہے؟ اور گلاس اور جگ سے ایک ہی چیز مراد ہے۔ اگر آپ کا ارشاد ہو کہ دونوں کی اہمیت بھی یکساں ہے اور دونوں سے مراد بھی ایک ہی ہے تو فہو المرام جو اس کتاب کے عنوان کی ایک دلیل ہے اور اگر آپ کا ارشاد ہو کہ دونوں کی اہمیت میں بھی فرق ہے اور دونوں چیزیں جدا جدا ہیں۔ یعنی وصیت کرنے والے کا مقصد یہ ہے کہ جگ اور گلاس بمقابلہ تمام چیزوں کے بڑی بہترین چیزیں ہیں لیکن اگر دونوں میں تقابل کیا جائے تو مرنے والے کے نزدیک گلاس کی اتنی اہمیت نہیں جتنی جگ کی ہے اس لئے وہ کہہ رہا ہے کہ گلاس کی حفاظت کا حکم تو صرف اتنا ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کی حفاظت کرو اگر کسی اسٹیج پر اس کی حفاظت کرنی ممکن نہ رہے اور گلاس کے ضائع ہونے کا یقین ہو جائے تو گلاس کو ضائع کر دو اور اس کی حفاظت پر اپنی صلاحیتوں کو ضائع ہونے سے بچا لو۔ کیونکہ اس کی حفاظت کی وصیت تو حتی الامکان کے درجہ میں ہے لیکن جگ کی حفاظت کی وصیت تو حتی الامکان کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ وہ تو اتنی ضروری اور لابدی ہے کہ چاہے تمام دنیا سے مقابلہ کرنا پڑے اور اس کی حفاظت میں چاہے اسلام اور انسانی اقدار سے ہاتھ دھونا پڑے دھو ڈالو مگر جگ کے وجود پر آنچ نہ آنے دو۔

اس مرنے والے نے جو کچھ جگ اور گلاس کے بارے میں کہا ہے بعینہٖ اسی طرح احمد رضا نے "شریعت" اور "اپنے دین" کے بارے کہا ہے۔

شریعت کی اتباع کی تاکید کو حتی الامکان سے ارشاد فرمایا ہے اور اپنے دین پر عمل پیرا ہونے کو ہر فرض سے اہم فرض بتلایا ہے۔ جس کے معنی اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتے ہیں کہ شریعت و اسلام پر عمل کرنا احمد رضا کے نزدیک جہاں تک ہو سکے کے درجہ میں ہے اور اس نے جو دین اور مذہب اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے اس پر عمل کرنا اتنا

ضروری اور واجب ہے کہ اس کے تحفظ کے لئے اسلام سے انکار کرنا پڑے کر دو تمام دنیا کو کافر کہنا پڑے کہدو۔

کرشن کنہیا کو حاضر و ناظر ماننا پڑے مان لو انگریزی حکومت کو اسلامی حکومت کہنا پڑے کہدو، شیطان کے ساتھ مل کر حقہ پینا پڑے پی لو، برہمنوں سے رشتہ داری قائم کرنی پڑے کر لو غرضیکہ سب کچھ کر لو مگر میرا دین جو میری کتب سے ظاہر ہے وہ نہ چھوڑو۔

اب میں آپ سے آپ ہی کی زبان سے پوچھتا ہوں کہ کیا اعلیٰحضرت اتنا بڑا کفر بکنے کے بعد بھی مسلمان ہے؟ یہ عبارت تو کفریہ ہے ہی مگر میرے ایک واقف کار رضائی نے ایک دفعہ اس پر بحث کے دوران کہا کہ کسی کے کلام میں جب دیگر مویدات نہ ہوں تو حتی المقدور تاویل کی جائے۔ کیا آپ کے پاس اس عبارت کی تائید میں اعلیٰحضرت کا کوئی اور ارشاد موجود ہے؟ اگر اس عبارت کی توثیق اور تائید کرنے والی اور کوئی عبارت آپ نہیں دکھلا سکتے تو اس عبارت میں تاویل کریں۔

میں نے جواب میں عرض کیا کہ اس کے دو جواب ہیں۔

۱ ـــــ پہلا جواب الزامی ہے اور وہ یہ کہ اگر آپ اعلیٰحضرت کی عبارت پر ہمیں تاویل پر مامور فرماتے ہیں تو پھر آپ کو ہمارے اکابرین کی عبارات میں تاویل کی پابندی کرنی چاہیئے۔ یہ تو کوئی انصاف نہیں کہ آپ کے اعلیٰحضرت کی کفریہ عبارت میں ہم تاویل کریں اور آپ ہمارے اکابرین کی وہ عبارات جہاں آپ مغالطہ در مغالطہ یا عناد در عناد کے مرتکب ہوئے ہیں تاویل نہ کریں ھا ھو جوابک فھو جوابی۔

۲ ـــــ دوسرا جواب تحقیقی اور آپ سے ایک سوال کے جواب پر موقوف ہے۔ پہلے میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ کے اعتراض کا دوسرا جواب عرض کرونگا سوال یہ ہے کہ اگر میں یا آپ کہیں کہ میری دینی معلومات ایسی اور اتنی ہیں کہ آج سے قبل جتنے بھی لوگ گذرے ہیں ان کے خواب و خیال میں کبھی یہ باتیں نہیں آئی تھیں تو مجھ سے ہم کلام رضائی نے کہا کہ ایسا جملہ یا ایسی بات تو محض لغو اس ہی نہیں بلکہ صریح کفر ہے اس لئے کہ دین کی تکمیل تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کر دی گئی تھی ہماری دینی معلومات کا مطلب تو یہ ہے کہ جو ہمیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے وراثت میں معلومات حاصل ہوئی

ہیں وہی ہمارا سرمایہ اور توشۂ نجات ہے۔

اگر میں یا آپ ایسی معلومات کا دعویٰ کریں جو ہم سے پہلوں کو بالکل معلوم نہ تھیں تو یہ ایک نئے دین اور مذہب کے دعویٰ کے مترادف ہو کر صریح کفر بن جائے گا۔ میں نے کہا کہ آپ اپنے ان جملوں کو یاد رکھیں اور اعلیٰحضرت کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں جو ان کے وصایا شریف کی عبارت کی واضح تائید اور بقول آپ کے صریح کفر ہے۔

چنانچہ اعلحضرت فتاویٰ رضویہ کے خطبہ میں یوں لن ترانی فرماتے ہیں۔

تجد فیہا عرائس نفائس	آپ کو اس فتاویٰ میں اچھوتی معلومات
کانھن الیاقوت المرجان لم	ملیں گی گویا وہ یاقوت و مرجان ہیں۔ جن
یطمثھن قبلی انس وجان	کو مجھ سے پہلے کسی انسان اور جن نے ہاتھ
(خطبہ فتویٰ رضویہ)	تک نہیں لگایا۔

اعلیٰحضرت کا مطلب یہ ہے کہ مجموعہ فتاویٰ رضویہ میں میں نے ایسی تحقیقات جمع کر دی ہیں جو مجھے براہ راست کسی بالائی طاقت سے بغیر کسی انسانی یا بشری واسطے کے حاصل ہوئی ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس طرح کی معلومات سوائے نبی کے کسی کو حاصل نہیں ہوتیں تو گویا احمد رضا نے اس عبارت میں اپنے نبی ہونے اور اپنی معلومات کو جدید دین ہونے کی وضاحت فرما دی یا وصایا شریف کی عبارت کی تائید فرما دی یا اس عبارت کی تائید وصایا شریف کی عبارت میں کر دی بہرصورت یہ دونوں عبارتیں آپ کے سامنے ہیں زمانہ کے تقدم و تاخر کے اعتبار سے جس کو طبیعت چاہے موید بنالیں بہرصورت ہیں دونوں ہی کفریہ!

مولانا محمد شفیع صاحب فرمائیے کچھ مزا آیا۔ آپ تو فرماتے ہیں کہ دیوبندی مذہب اسلام سے ہٹ کر ایک جدید مذہب ہے اور آپ کے اعلیٰحضرت کیا فرما رہے ہیں کیا یہ اس چور والی بات تو نہیں جو دوڑ رہا تھا اور چور چور کا شور بھی کرتا جا رہا تھا تاکہ لوگ اسے چور نہ سمجھ لیں۔

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا الخ

قارئین ذی وقار! آپ نے ماسبق تقریر سے خوب سمجھ لیا کہ احمد رضا نے دونوں عبارتوں میں اپنے نبی ہونے کا دعوی کر کے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کیا ہے اگر بات صرف احمد رضا کی عبارتوں تک ہی محدود رہتی تو کسی قسم کی تاویل کی گنجائش تھی مگر بات اس سے بڑھکر احمد رضا کے اعتقاد تک پہنچتی ہے کہ آیا امت رضائیہ نے احمد رضا کے ادعائے نبوت کے بعد اس کو نبی مانا یا نہیں بس اسی پر فیصلہ ہوجائیگا۔ اگر انہوں نے احمد رضا کو اپنے اشعار و قصائد اور اعلحضرت کے مدائح وغیرہ میں نبی تسلیم کیا ہے تو پھر بات ہی ختم اور جھگڑا تمام شد۔

اب آیئے میں آپ کو بتلاؤں، دکھلاؤں، سناؤں کہ بریلوی امت احمد رضا کو نبی مانتی ہے۔

ہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے ہیں اس لئے آپ پر درود شریف بایں الفاظ پڑھتے ہیں۔

اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد الخ

بریلویوں کا درود

اس کے مقابلہ میں آپ بریلویوں کا درود دیکھیں جو ان کی کتابوں میں بایں الفاظ منقول ہے۔

اللّٰہم صل وسلم و بارک علی عبد المصطفیٰ احمد رضا وعلیٰ آل احمد رضا (الجنۃ لاہل السنۃ صـ۱۲۷)

بریلوی امت کے ساقی کوثر احمد رضا ہیں

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ میدان محشر میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کو کوثر تقسیم فرمائیں گے مگر اس کے مقابلہ میں امت رضائیہ احمد رضا کو ساقی کوثر مانتی ہے۔ چنانچہ اعلحضرت کے ایک مرید خاص فرماتے ہیں ؎

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا

حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو
اپنے سایہ میں چلا احمد رضا

(مدائح)

بریلوی امت کا سلام

امام برحق احمد رضا سلام علیک
جناب نائب غوث الوری سلام علیک

ستائے حشر میں گر دھر کی تپش ہم کو
چھپا لے ہم کو زریرِ دامن سلام علیک
ہمیشہ سر پر غلاموں کے یہ رہیں قائم
جناب مصطفیٰ احمد رضا سلام علیک
(مدائح اعلحضرت صـ ۲۶)

یہ تمام حوالہ جات بریلوی امت کی اپنی کتب کے ہیں جن سے یہ انکار بھی نہیں کر سکتے اور ہمیں تو صرف اس لئے بدنام کرتے رہے ہیں تاکہ ان کے گھناؤنے چہروں کی نقاب کشائی نہ ہو جائے اور عوام ان کے چہروں سے ان کے درون خانہ سے واقف ہو کر ان پر نفرین نہ بھیجیں ورنہ صاف ظاہر ہے کہ احمد رضا نے اپنے نبی ہونے کی صراحت کی اور اس کی امت نے اسے نبی مان کر اس پر درود بھی بھیجا اور سلام بھی پڑھا۔

بات بالکل الم نشرح ہو گئی کہ ملت رضائیہ ایک جدید دین اور نئے احکام کا نام ہے یہاں تک پہنچنے کے بعد قاری کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب بریلوی مذہب ایک مستقل غیر سماوی مذہب کا نام ہے تو ظاہر ہے کہ جس طرح دین اسلام ایک مستقل ملت ہے جو مشتمل ہے پانچ ارکان پر اور انہیں ارکان خمسہ کی تفسیر کا نام اسلام ہے تو ملت بریلویہ بھی کچھ ارکان پر مشتمل ہو گی۔ تو آپ تعجب کئے بغیر یقین مانئے کہ میں نے ان کی تمام کتب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور اس کوشش میں رہا کہ اس مذہب کے ارکان کیا ہیں تو بڑی محنت و کاوش کے بعد بالآخر میں انکے مذہب کے ارکان تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

ارکان تو ان کے مذہب کے بھی پانچ ہیں۔ مگر ہیں بالکل لرزا دینے والے اور اسلام کے ارکان کے بالکل برخلاف چنانچہ آئندہ اوراق میں ان کو تفصیل سے پڑھتے جائیں اور ان کی دین دشمنی پر آنسو بہاتے جائیں۔

باب دوم

ملتِ رضائیہ کے ارکانِ خمسہ کی تفصیل

ملت رضائیہ کے پانچ رکن جو ان کی کتابوں میں بڑی شرح و بسط سے بیان کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔

پہلا رکن۔ جب تک دنیا میں رہو جھوٹ بولتے رہو۔

دوسرا رکن۔ اپنی جماعت کے علاوہ سب کو کافر کہو۔

تیسرا رکن۔ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر ماننے والوں کو کافر اور بے دین کہو اور صلحاء و انبیاء حتیٰ کہ کافروں تک کو حاضر و ناظر مانو۔

چوتھا رکن۔ دیوبندیوں کا جو نماز جنازہ پڑھائے وہ کافر و مرتد ہے۔

پانچواں رکن۔ طوائف و رنڈیوں کا مال و شیرینی خوب دل کھول کر کھاؤ اور ان سے تعلقات وابستہ رکھو۔

• کسی مذہب کی خوبی اور سچائی کا اندازہ اس کے ارکان سے کیا جاتا ہے کیونکہ مذہب تو اپنے ارکان کی شرح کا نام ہے آپ ملت رضائیہ کی حقانیت اور حسن و خوبی کا اندازہ اس کے ارکان سے فرمالیں نیز ان کے عقل کی داد دیں کہ اصول و ارکان کیسے بھونڈے وضع کئے دراصل جس سینہ سے اسلام غائب ہو جاتا ہے تو صاحب سینہ کی کھوپڑی سے عقل بھی بستر بوریا اٹھا کر چلی جاتی ہے اور یہ اصول اور ارکان تبلاتے ہیں کہ ملت بریلویہ کی کھوپڑی سے عقل شد رحال کر چکا ہے۔

حالانکہ اسلام نے جھوٹ سے بچنے کی بڑی سختی سے تاکید فرمائی ہے مگر انہوں نے اپنے کو مسلمان سمجھتے ہوئے پھر بھی نئے دین کی اساس جھوٹ پر معلوم نہیں کیوں رکھی ہے شاید اس لئے کہ ؎

دریا کی موج کو اپنی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیان رہے

اب آیئے ذرا چمنِ بریلویہ کی سیر کریں اور دیکھیں کہ گلستانِ رضائیہ کی بہار

کیسی ہے اور یہ باغ جو پانچ پیڑوں پر مشتمل ہے ان کا پھل میٹھا ہے یا کڑوا اور کسیلا۔

تو ان کے مذہب کا پہلا رکن ہے جب تک دنیا میں رہو جھوٹ بولتے رہو اس کا آغاز میں مفتی احمد یار کے ایک ارشاد سے کرتا ہوں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ۔

اس بیان سے بخوبی واضح ہوا کہ نفس علم کسی شئے کا برا نہیں اب منکرین کا وہ سوال اٹھ گیا کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو بری چیزوں چوری، زنا، جادو، اشعار کا علم نہیں تھا (جاء الحق صہ ۳۸)

مجھے نفس مسئلہ سے اس وقت بحث کرنا مقصود نہیں بلکہ صرف اتنی بات عرض کرنا ہے کہ مفتی صاحب یہاں یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ . . . . . سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ علوم چاہے اچھے ہوں یا برے سب عطا کر دیئے گئے ہیں کیونکہ علم کسی بھی شے کا برا نہیں۔

اب مفتی صاحب کو چاہیئے تھا کہ اسی بات پر ڈٹے رہتے مگر ایک بات پر ڈٹے رہنے سے اپنی ملت کے رکن اول سے کھلی بغاوت ہوتی اور مفتی صاحب جیسے ملت رضائیہ کے پرچارک سے یہ کیسے ممکن تھا اس لئے ایک دوسرے مقام پر یوں رقم طراز ہیں۔ دوسرے

جھوٹی وہمی اور خیالی باتیں چاہے نظم ہوں یا نثر اس آیت میں یہ دوسرے معنیٰ ہی مراد ہیں یعنی ہم نے ان کو جھوٹی وہمی باتیں نہ سکھلائیں (جاء الحق صہ ۹۱) یہ دونوں عبارتیں رضا خانیوں کے زعیم اور بہت بڑے عالم کی مشہور و معروف کتاب جاء الحق کی ہیں پہلی خط کشیدہ عبارت میں آپ فرماتے ہیں کہ علم کسی بھی شی کا برا نہیں اور دوسری عبارت میں ارشاد ہے کہ جھوٹی اور وہمی باتوں کا علم برا ہے اس لئے اللہ نے آپ کو یہ دونوں علم نہیں سکھلائے اگر مفتی صاحب کی پہلی بات درست ہے تو دوسری جھوٹی اور اگر دوسری درست ہے تو پہلی جھوٹی اور اگر ان دونوں کے مابین صحت اور عدم صحت کی نسبت قائم نہ کی جائے تو پھر یہ بات پاگل کی ایک بڑ ہے۔

اب آیئے بریلوی ملت کے موسس اور نبی کی طرف چنانچہ بریلویوں کے نبی ایک جگہ فرماتے ہیں بالجملہ ان رافضیوں، تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے (رد الرفضہ بحوالہ دیوبندی مذہب صہ ۱۲)

آپ کا مطلب ہے کہ کافر کے ذبح شدہ جانور کو کھانا حرام ونا جائز ہے۔ کافر کے ذبح کرنے سے ذبیحہ حلال نہیں ہوجاتا کیونکہ ذبح میں اسلام لازمی شرط ہے۔

لیکن یہی حضرت ایک دوسرے مقام پر اپنی بات کا بایں الفاظ مذاق اڑاتے ہیں یا اپنے مذہب کے رکن اول کی دلیل فراہم کرتے ہیں کہ

ذبح میں اسلام بھی شرط نہیں (فتاوی افریقہ صـ ۹۲)

لیجئے اعلیٰحضرت کتنا بڑا جھوٹ بول رہے ہیں پہلے باب میں اسلام کو شرط کے طور پر تسلیم کر رہے ہیں اور دوسری عبارت میں اسلام کی ذبیحہ میں ضرورت کا احساس تک بھی رد فرما رہے ہیں۔ اگر پہلی بات سچی تو دوسری جھوٹی اور اگر دوسری سچی تو پہلی جھوٹی اور اگر یہ نسبت قائم نہ کریں تو پاگل کی ترنگ؟ ذرا آگے چلیے ملت بریلویہ کے مؤسس ایک جگہ فرماتے ہیں

علمائے کرام فرماتے ہیں کلمہ گو کے کلام میں اگر ننانوے معنی کفر کے نکلیں اور ایک تاویل اسلام کی پیدا ہو جائے تو واجب ہے کہ اسی تاویل کو اختیار کریں اور اسے مسلمان ہی ٹھہرائیں (برکات الامداد صـ ۲۶)

یہ فتوی بھی بالکل بقائمی ہوش و حواس دیا ہے جس کی ہم بھی توثیق کرتے ہیں لیکن ایک دوسرے وقت میں جب احمد رضا پر جنونی کیفیت طاری ہوتی ہے تو اپنے پہلے فتوی کی دھجیاں ہوا میں بایں الفاظ اڑاتے ہیں۔

عرض۔ حضور جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی اس کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد کافر ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک سجدہ اللہ کو ۹۹ مہادیوں کو مسلمان رہے گا اگر ۹۹ سجدے اللہ کو اور ایک بھی مہادیوں کو کافر ہو جائے گا (ملفوظات جلد ۲ صـ ۹۱)

فرمایئے! ان دونوں فتوؤں میں سچا فتوی کون سا ہے؟

گناہ کا ظاہری اثر بھی ہوتا ہے چنانچہ جھوٹ بھی گناہ ہے اس کا امت بریلویہ پر ظاہرًا یہ اثر ہوا کہ ایک مقام پر ان کے دو بزرگ آپس میں دست بگریباں نظر آتے ہیں اور ہم مزے لے لے کر کہہ رہے ہیں ان دونوں میں ایک تو لازمًا جھوٹا ہو گا چنانچہ امت بریلویہ کے عظیم قائد مولانا عبد السمیع صاحب جنہوں نے انوار ساطعہ لکھی ہے وہ ایک جگہ محفل میلاد میں بریلوی قیام کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو لوگ محفل میلاد کے اختتام میں قیام کرتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم لازمًا تشریف لاتے ہیں بلکہ یہ لوگ اس امید پر کھڑے ہوتے ہیں کہ ممکن ہے کسی وقت حضور تشریف لائیں تو ان کا قیام آپ کے قدوم میمنت لزوم کے موافق ہو کر مشرف ہو جائے

فرماتے ہیں:۔

پس اسی طرح یہ لوگ ہر محفل میں باہیں امید کھڑے ہوتے ہیں کہ آخر کبھی تو قیام موافق قدوم روح مبارک ہو جائے گا اگر عمر بھر ایک دن بھی موافق آپڑا غنیمت ہے۔ (برحاشیہ انوار ساطعہ مجتبائی ص۲۴۲)

اب اسی مسئلہ میں اعلحضرت کی درشتی اور فن فتویٰ سے مہارت کا مظاہرہ دیکھئے فرماتے ہیں۔
حضور ہر محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں تعظیم کے واسطے قیام نہ کرنے والا کافر ہے۔ (غایۃ المرام ص۵۵)

فرمائیے جھوٹا کون ! اور سچا کون !

مگر میں کہتا ہوں کہ کچھ بھی نہیں صرف ملت بریلویہ کے پہلے رکن کی پاسداری ہے محفل میلاد میں قیام کے بارے میں ملت بریلویہ کے پاس قیام کی کوئی معقول وجہ نہیں اس مسئلہ میں یہ جیب مخمصے میں مبتلا ہیں اور ہر رضائی نے اس کی وجہ مختلف بتلائی ہے میں نے اپنے رسالہ "تنقید الفاضل علی قائل الحاظر والناظر" میں اس پر بڑی شرح وبسط سے کلام کیا ہے جو عنقریب منصۂ شہود میں آنے والا ہے۔

یہ چند اکاذیب مشتے نمونہ از خروارے پیش خدمت ہیں اگر ان کے کذبات از اول تا آخر جمع کئے جائیں تو اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے جس کی نہ مجھ میں ہمت ہے اور نہ ہی پڑھنے والوں کے پاس وقت ہے اسلئے رکن اول پر اتنی معروضات کو کافی سمجھتے ہوئے ذرا آگے بڑھئے

ملت بریلویہ کا دوسرا رکن
اپنی جماعت کے علاوہ سب کو کافر کہو

اس رکن کی پاسداری اور اتباع میں بریلوی مذہب کے ہر ہر فرد نے خوب سے خوب تر حق وفاداری ادا کیا ہے اور درندگی پر موقوف اس رکن سے تو دنیا کا کوئی شریف انسان نہیں بچ سکا ان کے کفر کے فتوی کی زد میں جو جو لوگ آئے ہیں ان تمام کی فہرست کو مرتب کیا جائے تو غالبا شیعوں کے قرآن سے بھی ضخیم کتاب بن جائے اور جیسا کہ شیعوں کا دہ ستر گز کا لمبا قرآن کسی کی استطاعت میں نہیں کہ پڑھ سکے اسی طرح ان کے کفر کے فتووں پر مشتمل کتاب بھی عدم استطاعت کا شکار ہو کر امام بریلویت کے ساتھ دفن ہی نہ ہو جائے۔ بنا بریں ان کی کارستانی کا مختصر تذکرہ کرتا ہوں اور آغاز کرتا ہوں بانی پاکستان

جناب محمد علی جناح کی ذات سے۔

بریلویوں کے نزدیک قائد اعظم دوزخیوں کا کتا ہے

چنانچہ ملت بریلویہ کے مشہور و معروف بزرگ سید آل رسول جو اعلیحضرت کے پیر و مرشد تھے وہ اپنے دار الافتاء سے ایک فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ مسٹر

محمد علی جناح بد مذہب ہے۔ بد مذہب سارے جہان سے بدتر ہیں جانوروں سے بدتر ہیں جہنمیوں کے کتوں سے بدتر ہیں کیا کوئی سچا ایماندار مسلمان کسی کتے اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا قائد بنانا پسند کرے گا؟ (مسلم لیگ کی زرین بخیہ دری ص۱۲)

بریلویوں کے نزدیک قائد اعظم کفر بکا کرتے تھے

اہل بدعت اور ملت رضائیہ کی مشہور کتاب تجانب اہل السنۃ میں قائد اعظم کے بارے یوں گوہر فشانی کی گئی ہے۔

اگر صرف انہی دو کفروں پر اکتفا کرتا تو قائد اعظم کی خصوصیت ہی کیا رہتی۔ لہذا وہ اپنی اسپیچوں اور اپنے لیکچروں میں نئے نئے کفریات بکتا رہتا ہے (تجانب اہل السنۃ ص۱۱۹)

اس کتاب کو ذرا پڑھتے جائیے چند اوراق الٹنے کے بعد آپ کو بانی پاکستان کے بارے میں جلی حروف میں لکھا ہوا ملے گا کہ قائد اعظم مرتد تھے

بریلویوں کے نزدیک قائد اعظم مرتد تھے

عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

مسٹر جینا اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہے جو اسکے کفروں پر مطلع ہونے کے باوجود اسکو مسلمان جانے یا اسکے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر و مرتد شر اللئام ہے بے توبہ مرا تو مستحق لعنت عزیز العلام (تجانب اہل السنۃ ص۱۲۲)

میں اس موقعہ پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ تجانب اہل السنت نامی کتاب کسی پاگل اور دیوانے کا شاخسانہ اور شاہکار نہیں (اگرچہ میں خود تو تمام بریلویہ کو پاگل ہی سمجھتا ہوں اور ایسی باتیں سوائے پاگل کے اور کوئی کہہ بھی کیسے سکتا ہے) بلکہ بریلیوں کے نزدیک یہ کتاب ان کے مذہب کی تفصیلی سند ہے اور تمام امت بریلویہ کے لئے اس کے جملہ مندرجات واجب العمل ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۶۱ھ میں شائع ہوئی اس پر مصنف کا نام مولوی محمد طیب دانا پوری کا لکھا ہے مگر اس میں جو زبان استعمال

کی گئی ہے وہ مولوی حشمت علی خان کی معلوم ہوتی ہے ۔ مولوی حشمت علی خان کی ایک وصیت جو اسی کتاب میں درج ہے وہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ کتاب فی الواقع تو مولوی حشمت علی خان کی تحریر کردہ ہے اور وہ بعض مصالح اور مجبوریوں کے تحت پردے میں چلے جاتے ہیں اور مولوی محمد طیب داناپوری کو بطور ڈھال استعمال کرتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں

فقیر ..... کی اپنے تمام مخلص سنی بھائیوں، دوستوں، عزیزوں، مریدوں متوسلوں کو یہ شرعی دینی نصیحت ہے کہ اس فتوائے مبارکہ (تجانب اہل السنۃ) کو اپنا دستور العمل بنائیں اسی کو کھرا کھوٹا پرکھنے کا معیار ٹھہرائیں (تجانب اہل السنت ص۲۴)

معلوم ہوا کہ یہ کتاب اور اس کے مغلظات تمام امت بریلویہ کے لئے واجب العمل ہیں اور یہ کتاب سب بریلویوں کا دستور العمل ہے ۔ اب اگر کوئی بریلوی مولوی یہ کہے کہ یہ کتاب ہمارے کسی قابل تقلید بزرگ کی لکھی ہوئی نہیں تو یہ بات محض پانی پر لاٹھی مارنے کے مترادف ہوگی اس کتاب میں بریلوی مذہب قائد اعظم کے بارے میں بڑی وضاحت سے موجود ہے کہ قائد اعظم کافر، مرتد، دوزخیوں کے کتے اور کفر بکنے والے تھے اس کو کافر نہ جاننے والا بھی اسی کی طرح کافر ہے اگر یہ فتویٰ غلط ہے تو پھر میں بریلویوں سے ایک سوال کرتا ہوں کہ ذرا ہوش وحواس کی بحالی کے ساتھ جواب دیجئے ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے بریلوی کہ

۱ — قائد اعظم مسلمان تھے یا کافر ۔

۲ — اگر مسلمان تھے تو جن لوگوں نے انہیں کافر کہا اور لکھا وہ آپ کے نزدیک مسلمان ہیں یا کافر

۳ — جنہوں نے قائد اعظم کو کافر لکھا وہ آپ کے مقتداء تھے یا نہیں اور ان کی وہ کتابیں جن میں انہوں نے اس خیال کی عکاسی کی ہے ان کو جلا دیا جائے یا نہیں ۔

۴ — قائد اعظم کو دوزخیوں کا کتا لکھنے والے کیا پاکستان کے غدار ہیں یا وفادار ۔

۵ — اور علمائے بریلی شریف کا شمار کس زمرہ میں ہے بینوا وتوجروا ۔

بریلویوں کے نزدیک جو قائد اعظم کی تعریف کر دے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے

اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہے اس کی

بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی (الجوابات السنیہ علیٰ زہاء السوالات اللیگیہ ص۳۲)
بریلی ملت کے اس فتوے سے پاکستان کے ان تمام مسلمانوں کے نکاح فسخ ہو گئے جو بانی پاکستان کی تعریف کرتے ہیں اور ہمارے صدر محترم جناب ضیاء الحق صاحب کا نکاح سب سے پہلے ٹوٹ گیا۔ مولانا ظفر علی خان صاحب مرحوم نے بریلی کے فتووں کا تعاقب کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا تھا۔

بریلی کے فتوے کا سستا ہے بھاؤ ۔۔۔ جو بکتے ہیں کوڑی کے اب تین تین
خدا نے یہ کہہ کر انہیں ڈھیل دی ۔۔۔ واملی لھم ان کیدی متین

بریلوی مذہب میں مسلم لیگ کو چندہ دینا اور اسکی حمایت کرنا اسلام دشمنی ہے

علامہ ابوالبرکات کا فتوی ملاحظہ فرمائیں۔ لیگ میں مرتدین شامل ہیں لیگ کی حمایت کرنا اور اس میں چندے دینا، اس کا ممبر بننا، اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا اور دین اسلام سے دشمنی کرنا ہے (الجوابات السنیہ ص۳۲)
بریلویوں کے نزدیک مسلم لیگی تو خیر کافر و مرتد پہلے ہی سے تھے لیکن شاہ احمد نورانی بھی پیر پگارا کی حمایت کرکے دین اسلام کے دشمن بن گئے ٹھیک ہی تو ہے ان میں دین کا دوست کون ہے؟ لیکن مسلم لیگیوں کو بھی خیال کرنا چاہئے کہ جن لوگوں کے مسلم لیگیوں کے بارے اتنے ناپاک عزائم اور ارادے ہوں ان سے اشتراک کیوں؟

بریلویوں کے مذہب میں ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ملحد و دہریئے تھے

فلسفی نیچریت ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی و اردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے (تجانب اہل السنۃ ص۳۳۴)

بریلویوں کے نزدیک ڈاکٹر محمد اقبال نے دوسرا اسلام گھڑ لیا تھا

اگر ان اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی اسلام گھڑ لیا ہے اور وہ اپنے اسی گھڑے ہوئے اسلام کی بنیاد پر مسلمان ہیں۔ تجانب اہل السنۃ ص ۳۴۵
یعنی بریلوی مذہب میں جو اسلام کی تعبیر ہے اس اسلام کی رو سے تو ڈاکٹر

محمد اقبال صاحب مسلمان نہیں اور اگر انہیں کوئی شخص مسلمان ملنے پر بضد ہے تو پھر کسی اور اسلام میں وہ مسلمان ہوں گے جو اسلام ڈاکٹر صاحب کا اپنا ہی ساختہ اور بافتہ ہو گا۔ العیاذ باللہ۔

بریلویوں کے نزدیک

ڈاکٹر محمد اقبال کی زبان میں شیطان بولتا تھا

ڈاکٹر صاحب کی زبان میں شیطان بول رہا ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں ابلیس کی ترجمانی ہوتی ہے (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۳۴)

ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اشعار جو دراصل اسلام کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں۔

لیکن بریلی کہتے کہ ہیں ان اشعار میں اسلام کی ترجمانی نہیں بلکہ ڈاکٹر صاحب نے شیطان کی ترجمانی کی ہے اگر آپ اس فتویٰ کی تفصیل میں جائیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ فتویٰ خود ایک عظیم کفر ہے جس کا محمد طیب دیناپوری نے ارتکاب کیا اور حشمت علی نے اس کی تصدیق کر کے کفر پر خوشی منائی اور تمام بریلوی امت نے آج تک اس کی تردید نہ کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے خدا بریلویوں کے مذہب سے بچائے۔

بریلویوں کے مذہب میں

سرسید خبیث اور مرتد ہے

یہ فتویٰ بریلویوں کے نبی کا ہے۔ آپ زبان کی شیرینی ملاحظہ فرمائیں۔

عرض — بعض لوگ سرسید احمد خان علی گڑھی کو سید کہتے ہیں۔

ارشاد — وہ تو ایک خبیث اور مرتد تھا (ملفوظات جلد ا صفحہ ۶۶)

بریلویوں کے نزدیک سرسید جہنم کے کتے ہیں

وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں . . . .

گمراہوں کے لئے حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں اور نہ ہی سرسید احمد خان کی طرح کے کفار کے لئے جس کا مسلک قطعی کفر ہے کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقیناً حرام ہے۔

(احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۸)

ناظرین کرام آپ نے اس سے قبل قائداعظم کے متعلق بریلوی ملت کا فتویٰ دیکھا کہ انہوں نے قائداعظم کو بھی دوزخیوں کا کتا کہا ہے اور سرسید کے بارے میں یہی حکم ہے۔ معلوم نہیں بریلویوں نے دوزخ کے کتے کی اصلاح کہاں سے نکالی ہے کتا عام طور پر گھر کی حفاظت کے لئے رکھا جاتا ہے اگر قائداعظم اور سرسید دوزخ کے کتے ہونگے تو وہ غالباً بریلویوں کی دوزخ میں نگرانی کریں گے کہ ان کو دوزخ سے کوئی نکال کر نہ لیجائے

ان ناعاقبت اندیش لوگوں کو بس کفر کفر کی گردان ہی آتی ہے قوم کا کوئی خیال نہیں کہ یہ کہاں جا رہی ہے میں عام طور پر ان کے بارے کہا کرتا ہوں ؎

سخت وناعاقبت اندیش ہیں بریوی ملّا
قوم برباد ہوئی جاتی ہے کھلم کھلا

بریلویوں کے نزدیک شبلیؒ حالیؒ اقبالؒ دہریئے تھے	ان صلح کلی لیڈروں میں اعظم گڑھ کے مولوی شبلی نعمانی الطاف حسین حالی اور زمانہ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں ان کی صلح کلیت حد سے گزر کر شدید نیچریت و دہریت تک پہنچی ہوئی ہے۔ (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۲۸۹)

بریلویوں کے نزدیک خواجہ حسن نظامی کافر مرتد ہے جو اسے کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے	ہر سنی پر روشن و واضح ہے کہ حسن نظامی اپنے کفریات قطعیہ یقینیہ کثیرہ کے سبب بحکم

شریعت مطہرہ ایسا مرتد کافر ہے کہ جو شخص اس کو مسلمان سمجھے یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بحکم شریعت اسلامیہ زندیق بے دین، فاسر ہے (تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۶۰)

اسی طرح ان بد طینت مفتیوں نے دنیا کے تمام اچھے اچھے لوگوں کو اسلام کو آڑ بنا کر خوب رگیدا ہے ان کا ایک فتویٰ ہے جس میں زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کو کافر کہا ہے، یعنی ۱ جولاہے، ۲ کپڑا دھننے والے، ۳ درزی، ۴ قصاب، ۵ سبزی فروش، ۶ پٹھان ۷ میمن، ۸ مسلم کھتری، ۹ عباسی، ۱۰ کمبنوہ، ۱۱ پنجابی۔ ان گیارہ طبقوں سے متعلق تمام افراد کو

کافر کہا ہے اور غالباً گیارہ کا عدد گیارہویں کی مناسبت سے اختیار کیا ہے۔ (ملخصاً تجانب اہل السنۃ ص۹۲)

آپ سوچتے ہوں گے کہ جب بریلویوں کے نزدیک قائد اعظم سے لے کر بھولا ہے تک سب لوگ کافر ہیں تو اس مکتب فکر میں کون آدمی ہے جو مسلمان ہے تو آپ کو یاد ہوگا میں نے رکن دوئم میں اس کی وضاحت کر دی ہے کہ ان کے مذہب کا دوسرا رکن یہ ہے کہ "اپنی جماعت کے علاوہ سب کو کافر کہو" آپ نے سب کو کافر کہنے کی صراحت تو پڑھ لی۔ اب اپنی جماعت کو بھی معلوم نہیں مسلمان کہتے ہیں یا نہیں تسلسل کلام اور جذبات کی ہیجانی کیفیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید اپنی جماعت کو بھی کافر کہدیں تو بعید نہیں کیونکہ سابقہ تمام عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام فتوؤں کو صادر فرماتے وقت مفتی صاحب پر جنون کا غلبہ تھا اور پاگل سے کچھ بعید نہیں کہ اس کا اگلا قدم کہاں پڑتا ہے اور کتنا کیا ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ یہ بھی اس مصنوعی پاگل کی طرح ہیں جو سارا دن بازار اور گلی کوچوں میں غل غپاڑا مچاتا ہے اور لوگوں پر پتھراؤ کرتا ہے کسی کے پیچھے اینٹ اٹھا کر دوڑتا ہے کسی کو گالیاں دیتا ہے اور لوگ پاگل سمجھ کر عفو و درگذر کر جاتے ہیں۔

لیکن شام کو جب گھر آتا ہے تو بالکل اچھا بھلا ہوتا ہے اور بچوں سے اور بیوی سے الفت و محبت کی باتیں کرتا ہے بس یہی حال ان مذہبی دیوانوں اور اصلاحی پاگلوں کا ہے کہ ساری دنیا کو تو کافر کہہ آئے کسی پر کفر کا فتویٰ پھینکا کسی کے پیچھے کفر کی لٹھ لیکر دوڑے اور جب اپنے گھر آئے تو فرماتے ہیں۔

سب دنیا کافر مگر بریلوی نہیں

تفصیلی فتویٰ

ہندوستان میں جس قدر مسلمان کہلانے والے ہیں . . . . سنی (بریلوی) مسلمانوں کے علاوہ یہ تمام مدعیان اسلام بحکم شریعت مطہرہ کفار و مرتدین لئام ہیں۔ (تجانب اہل السنۃ ص۱۱۲)

دیکھا کیسی دلیری سے سب کو کافر کہدیا اور پھر پتہ نہیں وہ کونسی شریعت ہے

اور سائٹ مطہرہ بھی جو اتنی ناپاک ہے کہ بریلویوں کے علاوہ ہندوستان اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتی ایسی شریعت کسی احمق اور ذلیل ترین متنبی کی ہو سکتی ہے یہ زبان تو مرزا غلام احمد کی زبان ہے جو اپنے نہ ماننے والوں کو سور اور اولاد زانیہ سے یاد کرتا ہے دراصل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی پر خداوند کریم کی جانب سے لعنت برستی اور کفر کی مار پڑتی ہے اس لئے اس کے توشے دان میں سوائے لعنت اور کفر کے کچھ ہوتا ہی نہیں جسے وہ خرچ کرے یہ بیچارے جو کشکول لے کر بیٹھے ہیں اس میں ان کے بارے لکھا ہے کہ یہ کافر ہیں اس میں سے اپنے لئے کچھ نکال کر جب دیکھتے ہیں کہ یہ تو کفر ہے تو اس کو اپنے وجود سے دور کرنے کے لئے کبھی کسی کے سر پر مارتے ہیں اور کبھی کسی کے پیچھے لے کر دوڑتے ہیں۔ اور جب واپس آکر پھر کشکول سے نکالتے ہیں۔ تو وہ وہی کفر کا کفر سامنے آتا ہے واسفا۔

گالیاں دے کر بھڑک جاتے ہیں آپ
کیا مزا ہے تلخی دشنام میں

بریلوی مذہب کا تیسرا رکن

خدا تعالیٰ کو حاضر ناضر ماننے والوں کو کافر اور بے دین کہو اور صلحاء و انبیاء حتیٰ کہ کافروں تک کو حاضر وناظر مانو

بریلوی مذہب کے اس تیسرے رکن کی تفصیل سمجھنے سے قبل آپ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے پر نصوص قطعیہ موجود ہیں اور تمام امت کا عقیدہ و ایمان ہے کہ خداوند کریم ہر جگہ پر موجود ہیں اور ہر چیز کو دیکھ بھی رہے ہیں۔ مگر ملت بریلویہ میں اس کے بالکل برعکس عقیدہ وضع کرکے اسے ملت رضائیہ کے ارکان میں سے ایک رکن کی حیثیت دیدی گئی۔ چنانچہ ملت بریلویہ کے ممتاز عالم مفتی احمد یار لکھتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے ہر جگہ ہونا تو حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی شان ہے۔ (جاء الحق صنہ ۱۵۰)

مفتی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ خداوند کریم حاضر و ناظر ہیں یہ محض کفر ہے اصل اسلام تو یہ ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے۔ اگر قارئین مجھے اجازت دیں تو اس سلسلہ میں میں مفتی صاحب سے کچھ گذارشات کروں اگرچہ میری گذارشات کا روئے سخن مفتی احمد یار سے ہوگا مگر مقصود ملت بریلویہ من حیث ملت رضائیہ ہے اس لئے جس کا جی چاہے جواب دے۔

۱ — ہر جگہ خداوند کریم کو ماننے کی ممانعت اور اس عقیدے پر اطلاق کفر کا تذکرہ کہیں قرآن میں ہے؟

۲ — اس بات کا کہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات میں اشارہ ملتا ہے؟

۳ — کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے ہذیان کے مطابق کوئی اثر منقول ہے

۴ — آئمہ احناف میں سے کسی امام کے قول کو اپنی تصدیق کے لئے پیش کر سکتے ہیں؟

اور آپ کے ارشاد کے دوسرے حصے "ہر جگہ ہونا تو حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی شان ہے" پر بھی یہی چار اعتراض ہیں میں جواب کا منتظر رہوں گا۔

اتنی واضح اور صاف بات جو سلف سے تواتر کے ساتھ منقول ہے اور جس پر ہزاروں شواہد شرعیہ اور دلائل قطعیہ موجود ہیں کہ خداوند کریم ہر جگہ موجود ہے مفتی صاحب نے کتنی جرأت و دلیری سے بیک جنبش قلم اس کا انکار ہی نہیں کر دیا بلکہ اس عقیدہ رکھنے والے کو بے دین بھی کہدیا جو اسلام سے کھلم کھلا بغاوت ہے۔

نیز اس وقت تک ملت بریلویہ کی جانب سے اس کی تردید نہ ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ امت رضائیہ تمام کی تمام اس بات پر متفق اور متحد ہے کہ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر ماننا بے دینی ہے۔ یعنی آج تک جو لوگ اللہ کو حاضر و ناظر مانتے اور کہتے آئے ہیں وہ سب کافر و بے دین تھے۔

لطیفہ ۔ مجھ سے میرے ایک ساتھی نے ایک دفعہ اس کی وجہ پوچھی کہ بریلوی اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کیوں نہیں مانتے کیا خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر ماننے سے قرآن و حدیث کا انکار لازم آتا ہے یا کوئی اور وجہ ہے تو میں نے اس کو عرض کیا کہ محترم اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر ماننا تو عین اسلامی عقیدہ ہے جو تمام امت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ میں متوارث چلا آرہا ہے یہ عقیدہ

رکھنا تو قرآن کریم کی متعدد آیات اور نبوی ارشادات کی عین مراد ہے بریلویوں نے دراصل اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار ایک اور وجہ سے کیا ہے اور وہ وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں موجود ہے کہ میدان محشر میں خداوند کریم مجرموں، ناہنجاروں اور نابکاروں پر اپنی نظر رحمت نہیں ڈالیں گے اور نہ ان کو دیکھیں گے اور نہ ہی ان سے کلام فرمائیں گے انہیں اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے یقین ہے کہ جن لوگوں پر میدان محشر میں خداوند کریم نظر رحمت نہ ڈالیں گے وہ مبارک لوگ ہم ہی ہیں تو انہوں نے غصے میں آکر یہ فتویٰ جاری کر دیا کہ ہمیں تو وہ دیکھیں گے نہیں اور جن کو وہ دیکھیں گے ان پر اس کی نظر عنایت ہوگی اور وہ ہم سے ممتاز ہونگے وہاں تو ہم انہیں کچھ کہہ نہیں سکیں گے اور اس دنیا میں قلم ہمارے ہاتھ میں ہے۔ زبان ہمارے منہ میں ہے ان کو اسی دنیا میں بے دین کہہ کر اپنے خبث باطن کا ثبوت فراہم کر دیں اور جو بات وہاں کہنی ہے وہاں نہ کہہ سکنے کی وجہ سے یہیں کہہ کر اپنے ارمانوں کی تکمیل کر لیں۔ بس اس کے علاوہ بظاہر اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اتنے واضح اور غیر مبہم عقیدے کا اتنی دلیری سے انکار کر دیا جائے۔ بریلوی امت کو چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ مفتی صاحب کی ہذیان گوئی پر خون کے آنسو بہاتی۔ یہاں تو ایک سادہ آنسو بھی نہ بہایا اور خون کے آنسو بہائے تو کہاں جہاں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے تھے ؎

کسے خبر تھی کہ لے کے چراغ مصطفویؐ

جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی!

مفتی صاحب تو اب وہاں چلے گئے جہاں جانے پر غالباً ان کو یقین نہیں تھا ان سے وہاں کی مناسبت سے پوچھنے والے پوچھ رہے ہوں گے۔ میں اس جہاں کے رضائی باسیوں سے پوچھتا ہوں کہ اللہ کو ہر جگہ ماننے والوں پر بے دینی کا فتویٰ دینے سے مندرجہ ذیل آیات کا جواب کیا دو گے؟

۱۔ وَمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ (الآیۃ) — ہم غائب نہیں (یعنی حاضر و ناظر ہیں)

۲۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (الآیۃ) — ہم بہت نزدیک ہیں اس کے رگ جان سے بھی۔

۳۔ وَاِذَا سَئَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (الآیۃ)	اور جب آپ سے میرے بارے سوال کریں تو آپ فرما دیں کریں قریب ہوں اور پکارنے والے کی دعا سنتا ہوں
۴۔ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (الآیۃ)	تم جہاں کہیں بھی ہو وہیں اللہ ہیں۔
۵۔ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ الآیۃ	بیشک اللہ تعالیٰ وسعت والے جاننے والے ہیں
۶۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا (الآیۃ)	بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہیں۔
۷۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا الآیۃ	اور کافی ہے اللہ تعالیٰ موجود رہنے والا۔
۸۔ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ الآیۃ	اور تھے آپ نگران ان پر اور آپ ہر چیز پر گواہ ہیں۔
۹۔ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ	بیشک اللہ جو کرتے ہو محیط ہے۔
۱۰۔ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا الآیۃ	اور گھیر لیا ہے اس چیز کو جو ان کے پاس ہے اور گن لیا ہر چیز کو شمار میں۔
۱۱۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ الآیۃ	تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہ ہو ان میں چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہ ہو ان میں چھٹا اور نہ اس سے کم۔

گیارہ آیتیں گیارہویں شریف کی مناسبت سے پیش خدمت ہیں ان کو دیکھتے جائیے اور مفتی صاحب کی علمی قابلیت وصلاحیت پر خون کے آنسو بہاتے جائیے۔ کیا آپ کے دل اتنے سخت ہوگئے ہیں کہ خداوند کریم کی ہر جگہ ہونے کی صفت کو بے دینی کہنے پر آپ کے دلوں میں کوئی "زلزلہ" نہ آیا مولانا ارشد القادری صاحب آپ کی بوسیدہ اور خام عمارت پر اس غیر اسلامی جرأت دیبا کی پر زلزلہ آنا چاہئیے تھا مگر کیا

رہیں آپ کے قلوب تو "اشد قسوۃ" کی بولتی ہوئی تصویریں ہیں جو مسلمانوں پر زلزلہ لانے کی ناتمام سعی کرتے ہیں۔ مگر بدبختی سے زلزلہ انہیں کے تو ابوں کی جنت پر مسلط ہو کر بقول احمد رضا ان کی اپنی ٹہریوں کو زمین بوس کر دیتا ہے۔ اور وہ اس کے پاس کھڑے ہو کر بڑی یاس و نا امیدی سے یہ گیت گاتے ہیں ؎

اس باغ کی منزل میں کچھ خاک سی اڑا دی
فصل بہار گویا باقی نہ تھی چمن میں
ڈالی نہ ہو گی آگے اے دور چرخ شاید
جو اب کے تو نے ہلچل ڈالی ہے انجمن میں۔

اتنا بڑا کفر بکنے کے باوجود محمد شفیع اوکاڑوی علمائے دیوبند پر الزام تراشی کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔ معلوم ہوا کہ انتہائی گندے، خبیث اور کفریہ عقیدے ان کے نزدیک عمدہ ہوتے ہیں اور پاکیزہ اور اسلامی عقیدے ان کے نزدیک کفر و شرک اور بدعت ہوتے ہیں۔ (علمائے دیوبند کا تعارف ص۱۲۲)

معلوم نہیں ان لوگوں کے نزدیک اسلام سے کیا مراد ہے جو یہ کہتے ہیں وہ نبی علیہ السلام کے اسلام میں تو ہے نہیں البتہ ان کے خود ساختہ اور خود کاشتہ اسلام میں سبھی کچھ ہے اسی لئے جب ان کا جی چاہتا ہے دین کو بے دینی۔ کفر کو اسلام، ناپاک کو پاک اور گندگی کو طہارت کہہ دیتے ہیں۔ اور اپنی لکھی اور کہی ہوئی بات سے جب دل چاہا مکر گئے اور جب دل چاہا کوئی پچر لگا دی کیونکہ ان کا دین کوئی خدائی دین تو ہے نہیں کہ اس میں قطع و برید نا جائز ہو ان کا دین و مذہب جس کی پابندی ہر فرض سے اہم فرض ہے وہ تو شیطانی تجاویز اور احمد رضا کی کچھ تحریروں کے مجموعے کا نام ہے اس میں قطع و برید احمد رضا کا ہر امتی کر سکتا ہے ؎

بریلویوں میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں
ہے اعتراض غیروں پہ اپنی خبر نہیں

مفتی احمد یار کی عبارت سے آپ سمجھ گئے کہ بریلویوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ کو حاضر و ناظر ماننے والے سب بے دین ہیں۔ اب ذرا بریلوی ملت کے رکن ثالث

کے دوسرے جزء کی طرف توجہ فرمائیں اور تعصب وعناد کو کچھ دیر بالائے طاق رکھ کر اور مرنے کے بعد کے منظر کو سامنے رکھیں کیونکہ دیوبندی اور بریلوی نجات کے ذریعے نہیں نجات تو موقوف ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامان اتباع والفت سے وابستگی اور آپ کی ذات اور آپ کے پیغام دمشن کی وارفتگی پر اس لئے میری آپ سے دردمندانہ اپیل ہے کہ آپ صرف مسلمان ہونے کی حیثیت سے آمدہ عبارت کو دیکھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ اعلحضرت اسلام کے ساتھ کیا مذاق نہیں کر رہے چنانچہ ملت بریلویہ کے گرو جی فرماتے ہیں۔

کرشن کنھیا کافر تھا ایک جگہ میں کئی سو جگہ حاضر ہو گیا۔ (ملفوظات جلد اصـ۱۳۹)

چیلوں سے معذرت کے ساتھ گرو جی سے پوچھتا ہوں گرو جی یہ کرشن کنھیا کون ہے اور کس مذہب سے اس کا تعلق ہے۔ ظاہر ہے یہ کوئی برہمن پنڈت تھا جو غالباً احمد رضا کا ہم سبق رہا ہوگا اور دونوں مل کر ریاضت کے مراحل طے کرتے رہے ہونگے بنا بریں بریلویوں کے گرو جی کو کرشن کنھیا کے روحانی کمالات سے پوری پوری واقفیت ہوگی تبھی تو ایک پنڈت اور گرو جی کی بریلویوں کا گرو روحانی کیفیت کی منظر کشی کر رہا ہے۔

کرشن کنھیا والی بھی ایک ہی رہی کیا اس وقت کے کسی مسلمان کی روحانی کیفیت اتنی نہیں تھی جس کا نام لے کر مسئلے کی وضاحت کی جاتی ظاہر ہے اس وقت ایک کیا ہزاروں ہوں گے لیکن گرو جی نے مسلمانوں میں سے کسی ایک کا بھی نام نہیں لیا اس کی ایک خاص وجہ ہے جس کو عرض کرنے سے قبل آپ حضرات یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ بریلویوں کے گرو جی جب کسی مسئلے پر غصہ کھا جاتے ہیں تو وہاں برہمنوں اور پنڈتوں اور کرشن کنھیوں کو بلا کسی مناسبت کے کرم فرمائی کرتے ہوئے یاد فرما لیتے ہیں جیسے آپ کی عادت شریفہ تھی کہ فرصت کے وقت ذرا دیر اپنے مشہور ومعروف گرد دوست کے ساتھ بیٹھ کر حقہ شریف پی لیا کرتے تھے ہاں تو بات یہ ہو رہی تھی کہ آپ کبھی کبھار پنڈتوں اور برہمنوں کو یاد فرما لیا کرتے تھے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

نکاح ہو ہی جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام ہے باہمی ایجاب وقبول کا اگرچہ برہمن پڑھا دے۔ (احکام شریعت حصہ دوم صـ۲۲۵)

علامہ صاحب کے برہمنوں سے پیار کرنے اور ان سے اپنے اور اپنی ملت کے

پیر دکاروں کے نکاح پڑھوانے وغیرہ وغیرہ سے دال میں کالا کالا معلوم ہوتا ہے خدا معاف کرے مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنڈتوں نے مل کر باہمی مشورے سے اسلام کے خلاف کام کرنے کے لئے احمد رضا کا انتخاب کیا اور اس کے ذمے لگایا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور تجدید و احیائے دین کے نام اور عنوان سے اسلام کے اس تناور درخت، شجر مثمر کو جس کی علمائے دیو بند نے آبیاری کی ہے بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دینا اور کفریہ، برہمنی، بدھومت عقائد کو اسلام کا نام دیتے رہنا، ہم قدمے سخنے، درمے تیری نصرت و امداد کرتے رہیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ اپنی اصلیت کا کبھی کبھی کسی نہ کسی رنگ میں اظہار کرتے رہنا اور کبھی کبھی ہمارے تقدس کو برقرار رکھنے اور ہماری بالادستی اور مذہبی برتری کو اپنے مضامین کا جزو لاینفک قرار دینا اپنی ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری سمجھنا آپ کا وطیرہ رہے گا؟

چنانچہ آپ نے اس ذمہ داری کو تمام عمر ذمہ داری سمجھ کر پورا کیا بس اسکے علاوہ برہمنوں، کرشن کنھیوں کے ذکر کرنے کی کوئی اور وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

خیر یہ بات تو ضمناً نکل آئی اصل بات تو یہ ہو رہی تھی کہ بریلوی مذہب کا تیسرا رکن یہ ہے کہ خداوند کریم کو حاضر و ناظر ماننے والوں کو بے دین کہو اور انبیاء و صلحاء کے علاوہ کافروں تک کو حاضر و ناظر سمجھو جس کو میں نے ان کی کتب سے ثابت کر دیا اب بھی اگر کوئی سادہ لوح آدمی ان کو مسلمان سمجھے تو پھر کافری کیا ہے؟

بریلوی ملت کا چوتھا رکن

کہ — دیوبندیوں کا جو نماز جنازہ پڑھائے وہ کافر و مرتد ہے

یعنی دیوبندی کافر ہیں (العیاذ باللہ) —— ان کی نماز جنازہ پڑھانا حرام ہے۔ جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر، ان سے مناکحت ناجائز، غرضیکہ ان سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر دینے لازمی ہیں اور ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جو عام کافروں سے کیا جاتا ہے۔ (مگر برہمنوں کی بات نہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں)

آیئے ذرا کچھ دیر میرے ساتھ رہیئے۔ وہ دیکھئے سامنے ایک بوسیدہ اور خام عمارت ہے ذرا دیکھئے اس پر ایک بورڈ آویزاں ہے جس پر لکھا ہے۔

"کاشانہ عالم تباہی کا دارالکفار"

ڈریئے گا نہیں دستک دیجئے —— کس کا نام لیکر آواز دوں —— بس نام کسی کا بھی نہ لو صرف دستک دیدو۔ دروازہ مشینی انداز سے کھلتا ہے اور دفعۃً ہمارے سامنے ایک سیاہ رنگ کا آدمی جسکے منہ میں پان کی گلوری ہے بائیں ہاتھ میں حقہ ہے ایک آنکھ بھی غائب ہے اور دائیں ہاتھ میں زنجیر ہے جو ایک کتے کے گلے میں پڑی ہوئی ہے اور کتا ہمیں اجنبی سمجھ کر اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مالک سے زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ مجھے اجازت دیں اور چھوڑ دیں تاکہ میں ان سے اس بے وقت آمد اور بیجا مداخلت کا انتقام لے سکوں ادھر جب ہم نے صاحب خانہ کو دیکھا تو اس کی جبیں پہ بل ہیں، نگاہیں شوخ، آستین چڑھی ہوئی، چہرے پہ بارہ بجنے کی کیفیت۔ بال بکھرے ہوئے ہم نے یقین کر لیا کہ اگر ہم زیادہ دیر ٹھہرتے ہیں تو یہ ہم کو بھی پان کی دو گلوریاں سمجھ کر بڑے مزے سے لے کر چبا جائے گا اور اگر اس نے ہمیں اپنے منہ کے ذلفے کی نظر نہ کیا تو یہ کفر کی دنیا میں تحلیل کرنے کی سعی ضرور کرے گا۔ اب خیریت اسی میں ہے کہ غلطی سے آنے کا عذر کر کے دو، نو گیارہ ہو جانا چاہیئے چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا اور واپس آکر خدا کے حضور عرض کیا کہ خدایا تیرا شکر ہے۔

"جان بچائی لاکھوں پائے"

تھوڑی دیر بعد میرے رفیق سفر نے کچھ سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا کہ یہ صاحب کون تھے! میں نے کہا یہ انگریز سرکار کے ایک بہت بڑے مولنا صاحب ہیں کہا کہ ان کا اسم گرامی کیا ہے میں نے کہا ہم اس وقت باوضو ہیں اور یہ ایسی ذات گرامی ہے کہ ان کا نام باوضو لینا مناسب نہیں۔ تو اس نے کہا کہ اگر اس وقت آپ انکا نام ظاہر کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں تو ان کے پیش منظر اور پس منظر پر ہی کچھ روشنی ڈال دیجئے تاکہ میں ان کے بارے کچھ تو سمجھ سکوں؟ میں نے کہا کہ زندگی میں آپ کا ایسے کئی لوگوں سے سامنا ہوا ہوگا جو سامنے آئے تھوڑی دیر سوچا اور پھر ذہن سے آپ نے ان کو جھٹک دیا ہوگا مگر یہ شخص تو آپ کے ذہن پر ایسا مسلط ہو گیا ہے کہ

نکالے نکلتا ہی نہیں ——— اس نے کہا کہ میں نے واقعی بڑے بڑے عجیب الخلقت اور عجیب الخلقت لوگ دیکھے ہیں مگر ایسی ہیئت کا یہ پہلا شخص ہے جو میرے لئے معمہ بن کر ذہن میں اٹکا ہوا ہے تبھی تو میں چاہتا ہوں کہ اس سے متعلق معلومات حاصل کرکے اس طرف سے ذہن کو خالی کرلوں؟

میں نے کہا کہ چلو آپ کی مجبوری اور بیقراری کی وجہ سے آج میں اپنا اصول توڑکر باوضو ہی اس شخص کی نقاب کشائی کرتا ہوں ذرا ہمہ تن گوش ہو کر سنئے ——— یہ وہی تو ہیں جن کو فرزندانِ ملتِ بریلویہ نبی سمجھتے ہیں اور جن پر اس طرح درود پڑھتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَبْدِ الْمُصْطَفٰى اَحْمَدَ رَضَا الخ

اور ان کے دائیں ہاتھ میں جو آپ نے کتے کی زنجیر پکڑے ہوئے دیکھا تھا یہ کتا ان کو برطانوی سرکار نے اپنی حکومت کو دارالاسلام قرار دینے کے صلہ میں دو مقصد کے لئے بطور تحفہ دیا تھا ایک مقصد تو برطانیہ سرکار کا یہ تھا کہ یہ کتا ان کی حفاظت کرے گا اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ کتا اعلیٰحضرت کے ہمیشہ سامنے رہے گا اور اعلیٰحضرت اپنے اور برطانیہ سرکار کے مخالفوں کو کتے کی طرف دیکھ دیکھ کر کتا کہتے اور لکھتے رہیں گے۔

چنانچہ آپ نے انگریز سرکار کی خوب تعریف کی جیسا کہ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں ہمارے امام اعظم کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے ہرگز دارالحرب نہیں کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہو جانے میں جو باتیں درکار ہیں۔ بحمد اللہ یہاں قطعًا موجود نہیں اہل اسلام اپنے معاملات میں آزاد ہیں اور حکام انگریزی بھی علماء سے فتویٰ لے کر عمل اور حکم کرتے ہیں (لہذا ان کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہوا) (اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام ص۳۲)

انگریز کی حکومت رحمت خداوندی ہے

انگریز سرکار کا حق نمک خواری ادا کرتے ہوئے ایک اور قصیدہ کوئی ملاحظہ فرمائیں۔

حکومتِ برطانیہ مسلمانانِ ہندوستان کے واسطے رحمت خداوندی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس حکومت نے یہاں کے تمام فرقوں میں امن پیدا کرکے ان پر احسان عظیم کیا ہے۔ لہٰذا اس کے خلاف جہاد و قتال کس طرح جائز ہو سکتا ہے
(تلخیص رسالۃ الامارۃ والجہاد مصنفہ احمد رضا)

انگریزی حکومت دارالاسلام ہے

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں اعلیٰحضرت مجدد مائۃ حاضرہ فاضل بریلوی مولنا احمد رضا خان صاحب اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر اس کے بعد نماز ظہر پڑھنی چاہیئے یا نہیں۔

الجواب۔ ہندوستان بفضلہٖ تعالیٰ دارالاسلام ہے یہاں کے شہروں میں جمعہ صحیح ہے
(احکام شریعت جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

دیکھا خان صاحب کیسے کیسے پینترے بدل بدل کر برطانیہ سرکار کو خوش کر رہے ہیں ایک اور جگہ اسلامی بستی کی تعریف فرماتے ہوئے انگریز آقا سے حقے میں کستوری استعمال کرنے کے لئے اشاروں ہی اشاروں میں کچھ رقم کا مطالبہ کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

اسلامی بستی وہ ہے جس کی عام آبادی فی الحال مسلمان آزاد یا زیر سلطنتِ اسلامی ہے۔ یا پہلے ان دو حالتوں سے ایک پر تھی اب غلبہ کفار ہو مگر اس کے چاروں طرف اسلامی غلبہ ہے یا یہ بھی نہیں تو جب سے اب تک بعض شعائر اسلام بلا مزاحمت ہیں اگرچہ بادشاہ و حکام سب نامسلم ہوں۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۴۷ تحت مسئلہ صفحہ ۲۱ تا ۳۲)

یعنی آپ کے نزدیک ہر وہ بستی اور ملک دارالاسلام اور اسلامی بستی ہے۔ جس میں حکمران اگرچہ کافر، مشرک، یہودی، عیسائی ہوں مگر اس سلطنت میں رہنے والے مسلمانوں کو بعض شعائر اسلام بلا روک ٹوک ادا کرنے کی آزادی ہو، مثلاً وہ مسواک کر سکتے ہوں۔ نہا سکتے ہوں، شادی کر سکتے ہوں، ناخن کاٹ سکتے، زیر ناف بال صاف کر سکتے ہوں اور نماز پڑھ سکتے ہوں وغیرہ وغیرہ۔ انگریز کو خوش کرنے کے لئے بے علم علامہ صاحب نے اس فتوی میں اپنی تمام تر قوت کو صرف کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ اس تعریف سے تو روس۔ امریکہ اور اسرائیل یہودی حکومتیں بھی

دارالاسلام ٹھہریں - اس تعریف کے بارے میں محمد شفیع اوکاڑوی سے پوچھتا ہوں کہ مولانا صاحب فرمائیے کہ یہ تعریف آپ کے نزدیک بھی درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو مہربانی فرماکر بذریعہ اشتہار اعلان فرمائیں اور تمام امت بریلویہ سے داد تحسین حاصل کریں - اور اگر یہ فتویٰ غلط ہے تو کیا اعلحضرت نے اس فتویٰ سے آپ کا منہ کالا نہیں کر دیا؟

لیکن ممکن ہے آپ جواب میں ارشاد فرمائیں کہ جناب والا میں تو ہر تیسرے روز منہ کالا کرتا ہوں اس فتوے سے میری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے تو پھر جواب میں عرض کردں گا کہ ، بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

خان صاحب موصوف کو ہمیشہ یہ دعویٰ رہا ہے کہ وہ بہت بڑے شاعر بھی ہیں - مجھے بھی تسلیم ہے اور میں ان کی شاعری سے متاثر بھی ہوں اور انصاف کی بات تو یہ ہے کہ جب خان صاحب کے ہوش وحواس قائم ہوتے ہیں تو غضب ہی کر دیتے ہیں اور دل چاہتا ہے کہ انہیں چمن اسلام کی ثناء خواں بلبل کہدوں مگر یہ اتفاق ہی سمجھیئے کہ آپ کی اس کیفیت میں دوام واستمرار نہیں رہتا بلکہ اکثر وبیشتر خان صاحب موصوف پر جنونی حالت طاری رہتی ہے اور وہ صراطِ مستقیم سے ہٹ کر ظلماتی راستوں کی بھول بھلیوں میں ناک ٹوئیاں کھاتے ہوئے حد اعتدال سے گزر کر اول فول بکنے لگ جاتے ہیں - میں نے انہیں بہت سے موقعوں پر گلستانِ برطانیہ کے جور وجفا کے طویل القامت غیر مثمر اشجار کی خمیدہ شاخوں پر بیٹھے خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یکسر غافل انگریز اور اس کی حکومت کے حق میں قصیدہ خوانی کرتے دیکھا ہے چنانچہ آپ کا ارشاد ہے ؎

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(حدائق بخشش جلد ا صفحہ ۹۴)

یعنی انگریز کی حکومتِ عدل واحسان اور مجھ پر اس کی عطاء ونواں سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے جملہ فرائض مثلاً صلوات خمسہ، حج ، زکوٰۃ اور کلمہ طیبہ کا اقرار - یوم آخرت اور حشر ونشر وغیرہ پر ایمان کی حیثیت تو اب ثانوی ہو کر رہ گئی ہے یہ اب فرائض

نہیں رہے بلکہ برطانوی سرکار کے مقابلہ میں اب یہ نوافل کے حکم میں ہو گئے ہیں جیسے نوافل پڑھ لئے جائیں تو ثواب اور اگر ترک کر دیئے جائیں تو کوئی عقاب و عذاب نہیں لیکن اگر فرائض ترک کر دیئے جائیں تو اس پر تارک کو عذاب یقینی ہے۔ اسی طرح کی نسبت برطانوی سر ۔ اور اسلامی شعائر میں ہے۔ اسلام فرع یعنی مانند نوافل ہے اور برطانوی سرکار کی بر ۔ اطاعت گزاری اصل ہی نہیں بلکہ اصل الاصول ہو کر واجب و فرض ہے ہے اسلام کا کوئی رکن اگر ترک ہو جائے تو کوئی پرواہ نہیں کیونکہ وہ ثواب واجب ہی نہ رہا لیکن حاکمان ذی وقار کی اطاعت سے سرمو سرتابی قابل مواخذہ اور باعث گردن زدنی ہے۔

—— اگر آپ فرمائیں کہ اس شعر کا مطلب وہ نہیں جو آپ نے بتلایا ہے —— تو میں عرض کروں گا کہ ابھی تو آپ کے اعلیحضرت کے ایک ہی شعر کا میں نے مطلب بیان کیا ہے اور آپ کو تکلیف ہو گئی حالانکہ میں نے کتاب کے شروع ہی میں آپ کے لئے ایک قانون مقرر کر دیا تھا کہ —— عبارت ہماری مطلب تمہارا اور —— عبارت تمہاری مطلب ہمارا۔ تو پھر تکلیف کیوں ؟ اگر تکلیف ہوتی ہے تو ہمارے اکابر کی عبارات کا خود ساختہ مطلب بیان کرنا تم چھوڑ دو۔ ہم اصول توڑ دیتے ہیں پھر ہر فریق کو آزاد چھوڑ دیا جائے کہ وہ اپنی بات اور اپنے بزرگوں کی عبارات کا مطلب بیان کرے اگر وہ مطلب اسلامی ہے تو اسے خواہ مخواہ کافر نہ بنایا جائے بلکہ اس کی طرف دست خلت بڑھا کر اجتماعاً اسلام کی خدمت کا کام کیا جائے اور کتاب کے لکھنے سے میری غرض بھی یہی ہے۔

میرا رفیق سفر میری تمام معروضات بڑی محویت سے سن رہا تھا لیکن ملت بریلویہ کا سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا جا رہا تھا اس لئے اس نے مجھ سے کہا کہ اعلیحضرت کی انگریز نوازی کے سلسلہ میں دل تو یہ چاہتا تھا کہ میں آپ سے مکمل معلومات حاصل کر لوں مگر وقت کی قلت اور سوالوں کی کثرت کے پیش نظر اس بحث کو کسی اور موقعہ کے لئے تشنہ چھوڑتا ہوں آپ میرے سوالوں کا جواب دیں۔ میں نے عرض کیا کہ فرمائیے میں اپنی معلومات کے مطابق ضرور جواب دوں گا —— تو اس نے کہا کہ آپ نے تھوڑی دیر ہوئی یہ کہا کہ جب ہم "کاشانۂ عالم تباہی کے دارالکفار"

کے دروازے پر پہنچے اور دستک دی تو وہاں سے جو آدمی نکلا اس کے دائیں ہاتھ میں ایک زنجیر تھی جس کے ساتھ اس نے کتا باندھ رکھا تھا حالانکہ اس بوڑھے کے ہاتھ میں مجھے تو کوئی کتا نظر نہیں آرہا تھا ـــــــ میں نے کہا کہ قبل اس کے کہ میں آپ کے سوال کا جواب دوں۔ آپ کے سوال پر مجھے خود ایک سوال پیدا ہو گیا ہے پہلے آپ اس کا جواب دیں بعدہٗ میں آپ کے سوال کا بڑا شافی اور مسکت جواب عرض کردوں گا ـــــــ اس نے کہا کہ بتائیے آپ کو میری کس بات پر اعتراض ہے ـــــــ میں نے عرض کیا "کاشانۂ عالم تباہی کے دارالکفار" کے دروازے پر آنے والے کو میں نے تو بوڑھا نہیں کہا اور آپ نے اس ذاتِ شریف کے ہاتھ میں کتے والی بات دریافت کرتے ہوئے مجھ سے پوچھا ہے کہ مجھے تو اس بوڑھے کے ہاتھ میں کوئی کتا نظر نہیں آرہا تھا۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ جب میں نے اسے بوڑھا نہیں کہا تو آپ نے اسے بوڑھا کیوں کہا؟ اس نے کہا کہ جب آپ نے مجھے اس ذاتِ شریف سے متعارف کرایا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ اعلیٰحضرت ہیں۔ اور اس خیال کے آتے ہی میرے ذہن میں مولانا ظفر علی خان صاحبؒ کے وہ اشعار آگئے جن میں مولانا نے احمد رضا کو بوڑھا کہا ہے اس لئے میں نے لفظ "بوڑھا" کا ایزاد کر دیا اور وہ اشعار کچھ یوں ہیں ہے

اوڑھ کر احمد رضا خان آئے بدعت کا لحاف
ذات ان کی ہے مجدد بات ان کی لام و کاف
مانچسٹر کے کفن سازوں سے لایا ہے اودھار
شرک کی انٹی بریلی کا یہ بڈھا نور باف
پیچ میں کھٹمل بھرا گودڑ ہے پھیلا ہوا
گرچہ آتا ہے نظر اجلا رضائی کا غلاف

میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میرے سوال کا جواب تو ہو گیا اب آئیے آپ کے سوال کی طرف؟ لیکن پہلے ہم یہ طے کر لیں کہ اعلیٰحضرت کو ہم نور باف سے یاد کریں گے تاکہ کلام میں طوالت اور تکلف سے محفوظ رہیں۔

اصل بات تو یہ ہے کہ نور باف صاحب کے ہاتھ میں اس وقت ظاہرًا و واقعی کوئی کتا وغیرہ نہ تھا مگر میری مراد اس وقت کتے سے نور باف کی وہ واہی تباہی

تحریرات تھیں جن میں انہوں نے کتے کا تذکرہ بڑے مزے لے لے کر فرمایا ہے۔ چونکہ تحریر کا صدور عموماً دائیں ہاتھ سے ہوتا ہے اور حضرت مولانا نورباف صاحب نے اپنی مرقومات میں اتنا کثرت سے اس متذکرہ جنس کا ذکر فرمایا ہے کہ اگر اس کے تذکرہ کو آپ کی کتب سے حذف کر دیا جائے تو بقایا تمام کتب سمٹ کر ایک کتابچہ بن کر رہ جائیں گی۔ فرزندان نورباف کے بقول آپ کی کتابوں کی تعداد سات سو کے لگ بھگ ہے چنانچہ حسنین رضا فرماتے ہیں کہ:۔

محرم ۱۳۲۷ھ میں ایک فہرست تصانیف مرتب ہوئی جس کا تاریخی نام ہے۔ "المجمل المعدد لتالیف المجدد" اس وقت اعلیحضرت قبلہ کی تصانیف کا عدد تین سو پچاس تھا اس کے بعد آخری وقت تک تصانیف کا سلسلہ علی الاتصال جاری رہا ہے وہ علیحدہ ہے۔ میں اندازہ کرتا ہوں کہ اب اگر فہرست مرتب ہو تو اتنی ہی تصانیف اور بنیں گی۔ (وصایا شریف صـ۳۲)

مولانا نورباف صاحب ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے اور چودہ برس کی عمر میں فارغ ہوگئے یعنی آپ نے ۱۲۸۶ھ میں حسب ضابطہ دین دشمنی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر کے ۱۳۲۷ھ تک یعنی ۴۱ برس میں ساڑھے تین سو کتابیں لکھیں اور ۱۳۴۰ھ میں آپ ازایں جہاں سوئے آنجہاں رفت ہوئے ہیں۔ اور ۱۳۲۷ھ اور ۱۳۴۰ھ کا درمیانی عرصہ صرف تیرہ سال کا بنتا ہے۔ اب حسنین رضا فرماتے ہیں کہ اس درمیانی عرصہ میں بھی آپ نے ساڑھے تین سو کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ ابتدائی ساڑھے تین سو کتب مولفہ کی تعداد تو ۴۱ برس میں ہوئی اور دوسری تعداد صرف ۱۳ برس میں۔ کیا کوئی عقلمند آدمی اس خبر کی صداقت پر یقین کر سکتا ہے؟ ہاں البتہ اگر ایک توجیہہ کر لی جائے تو یہ روایت درست ہو سکتی ہے۔ یعنی ابتداً آپ کو ساڑھے تین سو کتب لکھنے میں ۴۱ برس کی طویل مدت اس لئے صرف کرنی پڑی کہ اس دوران باہمی معاملات طے ہونے میں کچھ عرصہ لگا اور کچھ آپ کو مغلظات کی مشق کرتے کرتے ایک طویل زمانہ گزارنا پڑا بعدہ مغلظات کا انگریز سرکار کو امتحان دیا اس پر کچھ وقت خرچ ہوا۔ پھر آپ نے سند فراغت لی اور اس کے لئے دفتری کارروائی میں بہت سا وقت ضائع ہوا اور ظاہر

ہے کہ اتنی ساری کارروائیوں کی تکمیل کے لئے ۴۱ برس کا عرصہ کوئی زیادہ عرصہ نہیں۔

اس کے بعد تو ماشاء اللہ آپ مشاق اور مغلظات کے امام بن گئے تھے تجربہ وافر ہو جانے کے بعد صرف تیرہ سال میں ساڑھے تین سو کتابیں لکھ دینا بالکل قرین قیاس ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ مولنا نور باف صاحب سات سو کتابوں کے مؤلف ہیں —— مگر ان میں ہے کیا؟ سور، کتے، بندر، سانپ وغیرہ کا تذکرہ گویا کہ علامہ موصوف کی کتب کو بجائے کتب کے افریقہ کا چڑیا گھر کہا جائے تو بہت ہی مناسب رہے گا میرا ارادہ ہے کہ میں موصوف کی ایسی تحریروں کو جمع کر دوں اور اس کا نام "ملت بریلویہ کی کتب افریقہ کا چڑیا گھر" رکھوں۔ مگر وہ بریلیوں کے زیر نظر کتاب کے رد عمل پر موقوف ہے۔ اس لئے وعدہ بشرط شئی ہے۔

اور ان مغلظات وغیرہ کو نکال دینے کے بعد کام کی باتیں لی جائیں تو اس سے ایک کتابچہ ترتیب دیا جا سکتا ہے۔

۱— فتاوی افریقہ —— ۲— حدائق بخشش اور ان دو میں سے بھی صرف کتے کا تذکرہ کرتے ہیں کہ آپ نے کتنی عقیدت اور کثرت سے اس کا ذکر فرما کر ملت بریلویہ کی خدمت فرمائی ہے۔

۱—— ایک بنی اسرائیلی حکایت بیان کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں۔ اس کا علیہ بیان فرمایا فلاں وقت پیدا ہو گی اور وہ میری نذر ہو گی فلاں فقیر اسے فلاں دن ذبح کرے گا اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے۔ اور ایک سرخ "کتے" کا بھی اس گوشت میں حصہ ہے۔ (فتاوی افریقہ صـ۹۱ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی)

۲—— استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسا کتے کو ہے (فتاوی افریقہ صـ۱۱۸)

۳—— اور علم میں اُلو، گدھے، کتے سوئر کے ہمسر (فتاوی افریقہ صـ۱۱۸)

زبان کی طہارت اور شیرینی دیکھئے۔

۴—— کیا تم میں سے کسی کو پسند آتا ہے کہ کسی کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے

بچے (فتاویٰ افریقہ ص۱۱۸)

۵ ـــــ ہمارے لئے بُری مثل نہیں جو عورت کسی بدمذہب کی جورو بنی وہ ایسی ہے جیسے کسی کتے کے تصرف میں آئی (فتاویٰ افریقہ ص۱۱۹)

بدزبانی کا اندازہ فرماتے جائیے یہ ہیں ملت بریلویہ کے اعلحضرت کے علمی جواہر پارے

۶ ـــــ ایسا ہے جیسا کتا (فتاویٰ افریقہ ص۱۱۹)

۷ ـــــ بدمذہب کتا ہے یا نہیں 〃 〃 〃

۸ ـــــ بلکہ کتے سے بھی بدتر 〃 〃 〃

۹ ـــــ کتا فاسق نہیں 〃 〃 〃

یہ بھی ایک ہی رہی کہ کتا فاسق بھی نہیں غالباً کتا بھی اپنے وقت کا بریلویوں کے نزدیک مجدد ہی ہوتا ہوگا۔

۱۰ ـــــ کتے پر عذاب نہیں ایضاً

۱۱ ـــــ بدمذہبی والے جہنمیوں کے کتے ہیں ایضاً

۱۲ ـــــ اس کا حال کتے کی طرح ہے (ایضاً ص۱۲۰

۱۳ ـــــ گدھے، کتے، سوئر کے نام لینے سے ایضاً ص۱۲۱)

۱۴ ـــــ زبان سے گدھے، کتے، سوئر کا نام نکلے ایضاً

۱۵ ـــــ گدھے، کتے سوئر کا نام لکھا ہوا ہے ایضاً

۱۶ ـــــ کتنی جگہ لفظ گدھے و کتے و خنزیر وغیرہ ہیں ایضاً

۱۷ ـــــ اب علمائے کرام سے عرض یہ ہے کہ ان بدگویوں دوشنامیوں کے رد میں کتے، سوئر کا نام لینا ناجائز ہے ایضاً ص۱۲۶

جائز ہے بابا جائز خوب لے اور خوب سے خوب تر لے

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ما شاء اللہ خانصاحب کی اس چھوٹی سی کتاب میں آپ کو سترہ مقامات پر کتا اور گدھا اور کہیں کہیں اس کے ساتھ خنزیر بھی بندھا ہوا ملے گا یہ خانصاحب نے غالباً اس لئے کیا کہ اگر کسی کو اپنے وطن سے بریلی تک جانا ہو تو آپ نے اپنی کتب میں

گدھے بھی باندھ رکھے ہیں تاکہ ان پر سوار ہو کر بریلی تک کا سفر بسہولت طے کیا جا سکے اور کتا اس لئے کہ راستے میں مسافر کی نگرانی کر سکے البتہ سوئر کی وجہ امر تعبدی ہے یا پھر متشابہات میں سے ہے جس پر تعیین مراد کے بغیر ایمان لانا ضروری ہے ۔ تو کچھ بھی ہو بہرحال یہ ملت بریلویہ کا داخلی مسئلہ ہے اور کسی کے داخلی مسائل میں مفتی بہ قول یہی ہے کہ مداخلت نہ کی جائے ۔

آپ نے افریقہ کے چڑیا گھر اور اس میں موجود کتوں، گدھوں، سوئروں کو دیکھا اب آئیے ذرا بریلی کے باغوں میں چلیں وہاں شاید کوئل نغمہ سرا ہو یا بلبل کی صدائے دلنشین ہو مگر افسوس کہ بریلی کے باغوں کے اتنے مقدر کہاں ؟

حدائق جمع ہے حدیقہ کی جس کے ایک معنیٰ ہیں باغیچہ اور جدید محاورہ میں چڑیا گھر کو بھی حدیقہ کہتے ہیں اور حدائق جمع ہے آخری معنیٰ کے اعتبار سے حدائق سے مراد کئی چڑیا گھر ہوں گے ۔ اب آئیے آپ کو بریلی کے چڑیا گھروں میں کتوں کی زیارت کرواؤں ۔

یہ سامنے دیکھیئے حدائق ہے اس کا دروازہ نمبر ۱ کھولیئے اور داخل ہو جائیے بس دروازے کے سامنے ہی چھ قدم بعد آپ کی ایک کتے سے پہلی ملاقات ہو گی بس بریلویوں کے اعلیٰحضرت اس کے گلے سے رسی نکالنے ہی والے ہیں اور آپ ذرا اپنا خیال رکھیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو کاٹ کھائیں ۔ ارشاد ہے ۔ ؎

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

حدائق بخشش جلد ۱ ص۵

فرمائیے جناب والا ! اعلیٰحضرت فرما رہے ہیں کہ مجھ کو کتے سے نسبت ہے وہ نسبت غالباً کاٹ کھانے میں ہے جیسے کتا ہر ایک کو بھونکتا ہے اسی طرح اعلیٰحضرت فرما رہے ہیں کہ میں بھونکتا ہوں اور اگر یہ نسبت نہیں تو میں رجوع کرتا ہوں آپ متعین فرمائیں کہ بریلویوں کو کتے سے کون سی نسبت ہے ۔

۲ ــــــ اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے الخ (حدائق جلد ۱ ص۵)

۳ ــــــ میری قسمت کی قسم کھائیں سگان بغداد الخ حدائق جلد ۱ صـ۵

۴ ــــــ سگِ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی الخ حدائق جلد ۱ صـ۱۰

۵ ــــــ . . . . . سگانِ کوچہ میں چہرہ میرا بحال کیا ایضاً صـ۱۹

۶ ــــــ . . . . کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسان عرب ایضاً صـ۲۲

۷ ــــــ کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

ایضاً صـ۴۲

۸ ــــــ پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا

ان سگان سے اتنی جان پیاری واہ واہ

حدائق جلد ۱ صـ۶۱

۹ ــــــ . . . . کہ تو ادنیٰ سگِ درگاہ خدام معالی ہے ایضاً صـ۸۳

۱۰ ــــــ گام برگام سگے نارا مبین الخ حدائق جلد ۲ صـ۲۳

۱۱ ــــــ رضا کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے

تم اور آہ کہ اتنا دماغ ہے کے چلے (ایضاً صـ۶۴)

کتے کے نام کا تذکرہ صرف دو کتابوں میں ۲۸ بار ہوا۔ فی کتاب کا اوسط ۱۴ عدد بنتا ہے اور اعلیحضرت کی بقول حسنین رضا کے ۱۰۰۰ کتابیں ہیں اسی اوسط کا اگر تمام کتابوں میں اعتبار کر لیا جائے تو اعلیحضرت کی کتابوں میں کتے کا تذکرہ نو ہزار آٹھ سو بار یقیناً ہوگا۔ گدھا، سؤر، بندر اس کے علاوہ ہیں۔

ناظرین کرام آپ نے شاید غور نہیں فرمایا کہ اعلیحضرت نے فتاوی افریقہ میں تو بیچارے دیوبندیوں کو کتا کہا ہے اور حدائق بخشش میں خود ہی کتے بن گئے بلکہ گردن میں رسی بھی ڈال لی ہے بس صرف انگریزی کھونٹے کے ساتھ بندھ جانے کے ذکر کی کسر رہ گئی ہے ورنہ باقی تو سب کچھ درست ہی ہوگیا ہے دراصل یہ شامت ہے سب بازی کی خدا نے علمائے دیوبند کو کتا کہنے والے کی زبانی کہلوایا کہ اب تو اپنے کو بھی کتا کہہ اور وہ بھی گردن میں رسی پڑا اتنی یاوہ گوئیوں کے بعد

بھی علمائے دیوبند کا دامانِ تقدس نوچنے کے لئے دوڑ کر کہتا ہے ؎

جو شقی کے دل میں گاؤ خر ہے تو زبان پہ چوڑھا چمار ہے

(حدائق جلد ۲ صفحہ ۵۸)

میں اس کے جواب میں اس کے علاوہ کیا کہہ سکتا ہوں ؎

فیض باطن سے مدد لے عشق کا ہو جا مرید

اہل ظاہر کے ملانے تو خدا ملتا نہیں

میرے رفیق سفر نے کہا اب میری سمجھ میں آگیا ہے کہ آپ کی کتے سے دراصل اعلیٰحضرت کے ہاتھ کی شعبدہ بازی مراد تھی لیکن اس کے بعد بھی میرا ایک سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ جب عجیب الہیئتہ انسان المعروف نورباف اپنے " کاشانۂ عالم تباہی کے دارالاکفار" کی چوکھٹ پر آیا تو اس کا تعارف کراتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس کی ایک آنکھ کی بینائی بھی غائب تھی یعنی آپ کا مطلب یہ تھا کہ وہ کانا اور کوربین تھا یا یک چشم (ون آئی سائنڈ) تھا مگر مجھے تو اس کی دونوں آنکھیں درست معلوم ہوتی تھیں پھر آپ نے اس کو کوربین اور کانا کیوں کہا ——— میں نے اپنے رفیق سفر سے کہا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ جب آپ نے اس برآمد ہونے والے مردِ بد صورت کو دیکھا تو آپ ڈر گئے تھے اور ہمارے واپس آجانے کے کچھ دیر بعد تک آپ کی طبیعت پر ان کی من موہنی صورت کے اثرات رہے اور میں نے آپ کو پتہ کئے بغیر آپ پر معوّذتین اور آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کیا تھا جب کہیں جاکر آپ کی طبیعت سنبھلی تھی جب آپ ڈر گئے اور اپنے تو اس کو قابو میں نہ رکھ سکے تو آپ ان کے خد و خال کا جائزہ کیسے لے سکتے تھے اس لئے آپ کی رائے کا اعتبار نہیں

علاوہ ازیں آپ کی رائے کا خود اعلیٰحضرت کے ارشاد سے اختلاف ہے

——— میرے ساتھی نے کہا کہ آج تو آپ بڑی عجیب عجیب باتیں کر رہے ہیں۔ بھلا میری اور اعلیٰحضرت کی رائے میں اختلاف کیسے پیدا ہو گیا؟ میں نے کہا دوست آپ اتنے جلدی پریشان کیوں ہو جایا کرتے ہیں آپ صبر سے کام لیں میں آپ کے سوال کے جواب پر سیر حاصل بحث کروں گا اور جو نکتہ آپ نے اٹھایا ہے اس کے تمام گوشوں پر

میرے ہمن معروضات پیش خدمت کر دوں گا مگر اس سے قبل آپ مجھے تھوڑی سی اجازت عنائت فرمائیں ــــــــ میرا دوست مایوسانہ نظروں سے مجھے دیکھ کر کہنے لگا کہ آپ مجھے میرے سوال کا جواب دیں اجازت کا کیا مطلب ہے ؟

میں نے عرض کیا اجازت چاہنے سے میری مراد یہ ہے کہ بہت دیر سے ہم احمد رضا اور اس کے ہذیانی کلام کا تذکرہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ احمد رضا جن کے نبی ہیں ان کو تو لازماً خوشی ہورہی ہوگی کہ ماشاء اللہ ہمارے نبی اور اس کے ملفوظات کا تذکرہ ہورہا ہے ان میں کچھ کے لئے تو یہ کلام مصری بڑوں اور بعض کے لئے نورانی حلوے کی سی چاشنی اور لذت ہوگی ان کے لئے ہوا کرے مگر مجھے نو اس کلام سے خوشی ہے اور نہ ہی اس میں لذت ہے بلکہ احمد رضا کا نصاب کے اس طولانی قصہ سے دل پر کچھ زنگ کی آلودگی کا احساس ہونے لگا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس زنگ کو اتارنے کے لئے ایسی ہستی کی کسی بات کا ذکر کروں جن کی باتوں میں لذت وحلاوت اور مٹھاس وشیرینی ہے جو آسمان مکہ پہ چاند بن کر چمکا اور اپنی ضیا پاشیوں سے تمام جہاں کو منور کر دیا جو دل کی اجڑی ہوئی دنیا کے لوگوں میں آیا اور تمام دلوں کو شاد وآباد کر دیا۔ جس نے انسان کو اصول انسانیت سمجھائے اور خدا سے ناآشنا لوگوں کو باخدا بنا دیا جس نے اونٹوں کے چرانے والوں کو پوری کائنات کا رہنما بنا دیا۔

جس نے پتھروں کی مورتیوں کے سامنے عجز ونیاز کرنے والوں کو حجر اسود کو بھی غیر نافع اور غیر ضار کہلوا دیا۔ جس نے بت پرستوں کو خدا پرست بنا کر انہیں کے ہاتھوں بتوں کو تڑوا دیا۔ اس سے میری مراد منشائے تخلیق عالم سرور دوجہاں، تاجدار مدینہ، شفیع المذنبین، خاتم النبین، رحمۃ اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے میں چاہتا ہوں کہ اس گفتگو کے بعد ایک بات میں ذرا خدا کے لاڈلے اور حبیب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تبرکاً عرض کرتا جاؤں اور مناسبت کا استخراج قارئین کی رائے پر چھوڑ دوں ہر آدمی اپنی مرضی سے مناسبت تلاش کرتا پھرے مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا میرا ایک مقصد تو تبرک ہے اور باقی بتلائے بغیر قارئین کی رائے پر موقوف! تو سنیئے

قیامت کے قریب جو دجال آئے گا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کچھ علامتیں بتلائی ہیں اور ان میں سے ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی کردہ کور بین یعنی کانا ہوگا الفاظ ملاحظہ فرمائیں ۔

ثم اذا انا برجلٍ جعدٍ قطط اعور العین الیمنیٰ کان عینہ طافیۃ فسألت من ھذا فقیل ھذا المسیح الدجال (مسلم شریف جلد ۱ ص ۹۵)	پھر اچانک میں نے ایک آدمی گھنگھریلے بالوں والا دیکھا جس کی دائیں آنکھ خراب تھی جیسے ابھرا ہوا انگور میں نے پوچھا یہ کون ہے تو کہا گیا یہ دجال ہے ۔

اس روایت کی تفسیر و تشریح میں نہیں جاتا بس آپ اس حدیث کا ترجمہ ذہن میں رکھیں ــــــــــ اس کے بعد آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے آپ سے ابھی ابھی یہ کہا تھا کہ آپ کی رائے احمد رضا خان کی رائے سے ٹکرا رہی ہے۔ چلو میں تو آپ کا ساتھی ہوں آپ میری نہ مانیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا حالانکہ میں نے ان کو دروازے پر کھڑے بغور دیکھا تھا کہ ان کی دائیں آنکھ خراب تھی لیکن عزت مآب اگر خود ہی تسلیم کرلیں تو پھر تو آپ یقین فرلیں گے کہ وہ واقعی کانے تھے اور خراب بھی اتفاق سے دائیں ہی آنکھ (خدایا ہر ایک کو اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا اور میں اپنے لئے بھی آپ ہی کی ذات سے آپ ہی کی حفاظت چاہتا ہوں خدایا آپ خوب جانتے ہیں کہ میری مراد کسی کو ذلیل کرنا نہیں بلکہ جو لوگ محض لکیر کے فقیر بن کر علمائے دیوبند کو برا کہتے ہیں ان کے منہ بند کرنے ہیں اور علمائے ربانیین کے مخالفوں کا انجام دکھانا ہے نیز ان بیہودہ لوگوں کو یہ بھی بتلانا مقصود ہے کہ عبارات پر کسی کے ایمان کو اپنا مطلب لیکر تولوگے تو پھر اس سے تو تم اور تمھارے اعلیٰحضرت بھی نہیں بچتے پھر ان کے بارے کیا خیال ہے) طابق النعل بالنعل مطابقت کلی موجود ہے آئیے ذرا تھوڑی دیر کے لئے پھر سے اعلیٰحضرت کے پاس چلتے ہیں اب تو آپ ڈریں گے نہیں کیونکہ میں نے آپ کو اعلیٰحضرت سے متعارف کرادیا ہے ۔

لیجئے آج تو اعلیٰحضرت کی ملفوظات کی محفل جمی ہوئی ہے ہم بھی مجمع میں جاکر ایک جانب بیٹھ جاتے ہیں اعلیٰحضرت انگریز سرکار کی اتباع کرنے کے بارے اپنے مریدوں پر پُر زور

لگاتے رہے۔ اور علمائے دیوبند کو کافر و مرتد بھی کہتے رہے اور انگریزی فوجوں نے خانہ کعبہ پر جو گولی چلا کر خانہ کعبہ کی بے حرمتی کی تھی اس کے جواز پر شرعی دلائل پیش کرتے رہے ہم بڑے بے قرار تھے اس لئے کہ ہم نے تو کچھ پوچھنا تھا اور پوچھنے کا موقع نہیں مل رہا تھا کہ اسی دوران آپ نے یہ فرمانا شروع فرما دیا۔

گرمی کا موسم تھا دن کو اندر کے دالان کے اندر کتاب دیکھتا اور لکھتا اٹھائیسواں سال تھا آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے داہنی آنکھ میں اتر آئی۔ بائیں آنکھ بند کر کے داہنی سے دیکھا تو وسط شئے مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا۔ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ

ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ

بیس در کنار تیس برس سے زائد گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ برابر نہ بڑھا (ملفوظات جلد ا صفحہ ۲۱۰،۲۱)

یعنی اعلیٰحضرت نے ہمارے پوچھے بغیر ہی اپنے اعور (کانے) ہونے کا اقرار فرمالیا۔ آپ ماشاءاللہ صاحب کشف و کرامت تھے معلوم کر لیا کہ دو آدمی آپس میں میرے اعور (کانے) ہونے پر بحث کرتے ہوئے مجھ سے اس کی تصدیق و تردید کروانے آئے ہیں میں کیوں نہ ان کو بغیر پوچھے ہی بتلا دوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہمیں سوال کئے بغیر جواب مل گیا اور ہم واپس آگئے۔ علاوہ ازیں مجدد صاحب نے اپنے اشعار میں بھی اپنی آنکھ کی خرابی کا تذکرہ فرمایا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

کل تو دیدار کا دن اور یہاں ۔۔۔ آنکھ بیکار ہے کیا ہونا ہے

(حدائق جلد ا صفحہ ۷۵)

اب میرے رفیق سفر کا صرف ایک سوال باقی تھا اور وہ تھا اعلیٰحضرت کے بیان اور حقّے کا مسئلہ تو اس کے لئے میں نے اپنے رفیق سفر سے کہا کہ آجکل اعلیٰحضرت کے کچھ ملفوظ شائع ہو چکے ہیں اور میرے پاس بھی ایک نسخہ ہے میں وہ آپ کو دکھلائے دیتا ہوں آپ خود ہی پڑھ لیں۔ اس میں آپ کے سوال کا جواب مل جائے گا چنانچہ انہوں

نے پڑھنا شروع کیا جس میں اعلیحضرت نے یوں فرمایا ہے۔

اور بفضلہ میں (احمد رضا) بھوکا ہی مارتا ہوں (شیطان کو) یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور چھالیاں منہ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۹۲-۹۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اعلیحضرت پان کھاتے اور حقے کا شوق بھی فرماتے تھے اور حقہ پیتے وقت اپنے خصوصی دوست کی معیت کا خاص خیال رکھتے تھے حقے کی بحث آئندہ ایک مستقل عنوان کے ذیل میں آئے گی اس میں قدرے تفصیل سے عرض کروں گا یہاں پہ تو اس روائت کو نقل کرنے سے اعلیحضرت کے دو شوق بتلانے مقصود ہیں اور وہ آپ کو معلوم ہوئے ہوں یا نہ میرے ساتھی کو بہرحال معلوم ہو گئے ہیں اگرچہ بات ذرا طویل ہو گئی ہے مگر میرے لئے اس ذات کا تشخص اور اس کے خدوخال کو ظاہر کرنا ضروری تھا جس نے فرشتہ صفت لوگوں کو کافر کہنا اپنے مذہب کا ایک رکن بنایا ہے تاکہ لوگوں کو اس فتوے کی اہمیت اس کی شخصیت کی اہمیت سے معلوم ہو جائے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی اعور (کانا) اور شفیع اوکاڑوی بھی یک چشم ندارد ہے یہ تمام کانے جمع ہو کر دینِ ابلیس کی آبیاری کرنے پر مامور کئے گئے ہیں اور دعویٰ ہے کہ ہم جنت کے دروازے پر لٹھ لے کر کھڑے ہو جائیں گے اور دیوبندیوں کو قریب بھی نہ آنے دیں گے مگر انہیں معلوم نہیں کہ جنت کا کوئی داروغہ کانا نہ ہوگا اور دوزخ کا ہو تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

بریلویوں میں تو بہت سے اعور (کانے) مجھے معلوم ہیں اور ان کے ذاتی حالات کی ناگفتہ بہ کیفیت بھی معلوم ہے یہ کانوں کا ٹولہ علمائے دیوبند کو کافر کہتا ہے اور اس رسم کا موجد بھی کانا ہی ہے اس لئے یا تو مخالفت کرنے والے شروع ہی سے کانے ہوتے ہیں یا پھر علمائے دیوبند کی مخالفت کی وجہ سے خدا انہیں کانا بنا دیتے ہیں۔

ذیل میں کانے مجدد کے چند فتوے ملاحظہ فرمائیں جن میں اس نے علمائے دیوبند کو کافر و مرتد کہا ہے۔

۱۔ عرض ایک صاحب نے ایک وہابی (دیوبندی) کے جنازے کی نماز پڑھی ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

انہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔ (ملفوظات جلد ۱ صث۹)

فتاوی افریقہ میں ایک طویل گفتگو کے بعد اعلیحضرت پر جنون سوار ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

۲۔ مسلمان عورت کے گواہ اگر بدمذہب بھی ہوں مثلاً تفضیلی (شیعہ) جب بھی نکاح میں خلل نہیں ہاں سب گواہ ایسے بدمذہب ہوئے جن کی ضلالت کفر و ارتداد کو پہنچی ہوئی ہے جیسے وہابی، رافضی، دیوبندی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی تو البتہ نکاح نہ ہوگا۔

اعلیحضرت کے نزدیک شیعہ اگرچہ بدمذہب ہے مگر بریلویوں کے نکاح ضرور پڑھا سکتا ہے البتہ دیوبندی کسی بریلوی کا نکاح پڑھا دے تو وہ نکاح شرع بریلویہ میں نہ ہوگا بلکہ دیوبندی کے پڑھائے ہوئے نکاح سے مرد کو زانی اور عورت کو زانیہ اور ان سے ہونے والی اولاد کو ولدالحرام کہا جائے گا۔

۳ ۔۔۔ رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ (فتاوی افریقہ صث۱۲۴)

۴ ۔۔۔ حقیقت میں ان سب سے سخت یہ وہابیہ ہیں خدا ان پر لعنت کرے اور ان کو رسوا کرے اور ان کا ٹھکانہ اور مسکن جہنم کرے (فتاوی افریقہ صث۱۲۵)

۵ ۔۔۔ تو انہیں کافر نہ کہے جو ان کا پاس لحاظ کرے جو ان کے استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی ان میں سے ہے انہیں کی طرح کافر ہے (فتاوی افریقہ صث۱۳۱)

اعلیحضرت کے کلام بے لگام کا خلاصہ یہ ہے کہ دیوبندی مرتد اور کافر ہیں ان کے پڑھائے ہوئے نکاح کالعدم ہیں خود صاحب کے اس ارشاد سے مندرجہ ذیل نتائج نکل سکتے ہیں۔

۱ ۔۔۔ جن مسلمانوں کے دیوبندیوں نے نکاح پڑھائے وہ نکاح۔ نکاح ہی نہیں

۲ ۔۔۔ جن کے نکاح شرعاً نکاح نہ ہوئے تو زوجین کے ازدواجی تعلقات بھی شرعی نہ ہوئے

۳ ۔۔۔ مرد و زن کی حیثیت کنجر اور کنجری کی سی ہوئی۔

۴ — مرد زانی اور عورت زانیہ ہوئی

ارشاد۔ وہابی، رافضی قادیانی، وغیرہم کفار و مرتدین کے جنازہ کی نماز

۵ — اولاد ولد الزنا ہوئی۔

۶ — دنیا میں مسلمانوں کی اکثریت حرام زادوں کی ہوئی کیونکہ تمام دنیا میں علمائے دیوبند کثرہم اللہ تعالیٰ کثرت سے پائے جاتے ہیں اور عوام و خواص جیسے دیگر دینی امور میں ان سے رجوع کرتے ہیں۔ اسی طرح نکاح کے سلسلہ میں بھی انہیں حضرات سے رجوع کرتے ہیں اور یہی حضرات نکاح پڑھاتے ہیں اور کراچی میں تو ماشاء اللہ رجسٹرار اور نکاح خواں کثرت سے دیوبندی حضرات ہی ہیں اور بریلوی مکتب فکر عوام کے نکاح بھی وہی پڑھاتے ہیں تو اعلیحضرت کے فتویٰ سے کراچی کی وہ نسل جو دیوبندی کے نکاح پڑھانے کے بعد عالم وجود میں آئی ہے سب کی سب حرامی ٹھہری — یہ اہل کراچی کی سخت توہین ہے اور میں اہالیانِ کراچی سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ملت بریلویہ سے اس کا نوٹس لیں۔

۷ — جب مرد زانی اور عورت زانیہ ٹھہرے تو ان پر بموجب شریعت قانون رجم کا اجراء ہوگا — خدانخواستہ اگر رضائیوں کی حکومت آگئی جیسا کہ آجکل جنرل ضیاء الحق کی پھٹ بطور تبرک کھا کر اس کوشش میں مصروف ہیں تو غالباً سب سے پہلے حکومت بریلویہ انہیں لوگوں کو رجم کرے گی یا کوڑے مارے گی جن کے نکاح دیوبندیوں نے پڑھائے ہوں گے۔

رکن رابع کی بحث کے آخر میں اعلحضرت کا ایک فتویٰ اور پیش خدمت ہے بس اسی پر مختصر معروضات پیش کرکے اس بحث کو ختم کردوں گا۔

عرض۔ اسماعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیئے

ارشاد۔ میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔ البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر ہے۔ من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۱۳۶، ۱۳۵)

مجدد بدعات نے مولانا اسماعیل شہیدؒ کے رد پر مستقل ایک کتاب الکوکب

الشہابیہ علیٰ کفریات ابی الوہابیہ" لکھی ہے جس میں متعدد وجوہ سے مولٰنا اسماعیل شہیدؒ کو کافر ثابت کیا ہے مگر ملفوظ میں پتہ نہیں کیوں نرمی برت گئے اس کی تفصیل آیندہ اوراق میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس لئے میں یہاں پہ اتنا اشارہ ہی کافی سمجھتے ہوئے اعلٰحضرت کے کلام کا تسلسل توڑے بغیر عرض کرتا ہوں کہ اعلٰحضرت مولٰنا شہیدؒ کے ذکر کے بعد اپنے رفیق کار کا ذکر فرماتے ہیں اور ان کو کافر اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے اعلٰحضرت پر ایک زیادتی کی تھی وہ یوں کہ ان دونوں بزرگوں کو انگریز نے ایک دفعہ بلایا اور کہا کہ دیکھئے آپ دونوں ہی میرے نزدیک قابلِ احترام اور لائق صد تکریم ہیں اور میں آپ دونوں حضرات سے بڑی عقیدت رکھتا ہوں اور جب کبھی میں نے محسوس کیا کہ آپ دونوں حضرات کو مالی امداد ونصرت کی ضرورت ہے تو میں نے برطانوی خزانوں کے دہانے آپ پر کھول دینے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ آپ بھی مجھے اور میری حکومت کو تحسین کی نظروں سے دیکھتے ہیں جیسا کہ مولٰنا احمد رضا صاحب آپ نے "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" نامی کتاب لکھ کر ہم پر احسان عظیم فرمایا ہے اور غلام احمد صاحب آپ نے بھی جہاد کو منسوخ قرار دے کر اگرچہ مولٰنا احمد رضا خان صاحب جتنا عظیم کارنامہ تو انجام نہیں دیا مگر اتنی بات بھی ہمارے استحکام کے لئے بہت بڑا سہارا ہے ——— لیکن اس سب کچھ کے باوجود لوگ ہمارے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے مذہبِ اسلام میں آپ جیسے بدیسی اور غیر اسلامی لوگوں کی اطاعت اختیار کرنیکی اجازت نہیں ہے آپ دونوں بزرگ سوچیں کہ ان لوگوں کا کیا علاج ہے اور ان کی گردنوں میں طوق فرمانبرداری اور پاؤں میں ہماری اطاعت کی زنجیریں کیسی ڈالی جاسکتی ہیں۔ ان دونوں رفیع الدرجہ عظیم البرکتہ انسان نما ابلیسوں نے کہا کہ سرکار ہم خود بھی جب اس مسئلہ کے اس پہلو پر غور و فکر کرتے ہیں تو آپ سے بھی زیادہ زبوں حالی اور پژمردگی کا شکار ہوجاتے ہیں اور اس کا کوئی حل آجتک تلاش نہ کرپائے۔ اگر آپ کے ذہن میں اس کا کوئی حل ہو اور اس کا تعلق ہماری ذات سے ہو تو ہم بدل وجان تعمیل و امتثال کے لئے حاضر ہیں۔ انگریز سرکار نے کہا کہ اس کا حل تو ہمارے پاس موجود ہے مگر اس کو بروئے کار لانے

میں آپ آمادہ نہ ہو سکیں گے اس گفتگو میں چونکہ متکلم کے فرائض احمد رضا خاں انجام دے رہے تھے اس لئے آپ نے فی البدیہ فرمایا کہ ایسی کوئی بات نہیں آپ ہم دونوں پر اعتماد کریں اور جو کچھ بھی آپ کے ذہن میں تجویز ہے ارشاد فرمائیں ہم بلا توقف عمل کرنے کے لئے تیار ہیں چنانچہ انگریز نے اپنی تجویز کی تفصیل اس طرح شروع کی۔

۱ ——— ہندوستان میں اہل علم کا ایک ایسا طبقہ موجود ہے جس کی دینی اور اسلامی بالا دستی کو عوام تسلیم کرتے ہیں اور جس بات پر ان کی مہر تصدیق ثبت نہ ہو عوام اسے مسترد کر دیتے ہیں اور مولنا صاحب آپ کو یاد ہو گا کہ جب ہم ترکوں سے برسر پیکار تھے اور ہمیں افرادی قوت میں اضافہ کرنے کے لئے فوج میں مسلمانوں کی ضرورت تھی اس وقت لوگوں نے ہماری فوج میں بھرتی ہونے کو اس لئے ناجائز کہا تھا کہ انہیں ترکوں کے خلاف لڑنا پڑے گا جو مسلمان ہیں۔ آپ نے اس وقت ترکوں کے خلاف متعدد فتوے شائع کئے تھے مگر لوگوں نے آپ کے فتووں پر کوئی توجہ نہ دی تھی حتیٰ کہ آپ نے فتاوی افریقہ ص۲۲ پر ترکوں کو جاہل تک بھی کہا مگر دارالعلوم دیوبند کے علماء کی آپ کو تائید حاصل نہ تھی اس لئے آپ کے تمام فتوے ہوا میں تیر پھینکنے کے برابر رہے۔

اس لئے سب سے پہلا کام تو یہ ہونا چاہیئے کہ دیوبند مکتب فکر سے متعلق تمام لوگوں کو کافر کہا جائے تاکہ لوگ ان سے نفرت کرنے لگیں اور اس کی صورت یوں ہونی چاہیئے کہ عبدالوہاب نجدی مسلمانوں میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً بدنام ہے۔ اس کے پیرو کار ”وہابی“ سے مشہور ہیں بس ان دیوبندی علماء کو وہابی اور نجدی مشہور کر دو۔

۲ ——— مسلمانوں کا جو تعلق اپنے خدا اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فرمودات سے مستحکم اور مضبوط ہے اس تعلق کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور تجدید و احیائے دین کی آڑ میں ختم کرکے ایک جدید مذہب کی اساس قائم کرو اور لوگوں کی دلچسپی کے لئے برائے نام اس پر لیبل اسلام ہی کا چڑھائے رکھو۔

۳ ——— جب ان دو مذکورہ فارمولوں میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کر چکو تو تیسرے

نمبر پر پھر آپ میں سے ایک کو نبوت کا دعویٰ کرنا ہوگا اور اس نبوت کی تمام تر ہمدردیاں برطانوی سرکار سے وابستہ ہوں گی۔۔۔ یہ دونوں گرد گھنٹال تمام ہدایات حاصل کر کے اپنے اپنے گھروں میں واپس آ کر اس پروگرام کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو جاتے ہیں مگر دونوں کے کام سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد انہوں نے جس طرح کام کیا اس میں جذبہ مسابقت کارفرما ہو گیا تھا۔

انگریز نے تو دو گھوڑے دوڑا دیئے تھے ان میں سے جو بھی آگے بڑھے گا۔ انگریز اس کی لگام تھام کر اسے اپنے اصطبل کا سب سے بہترین گھوڑا قرار دے کر انك لمن المقربين کا تمغۂ خدمت عطا کر دے گا۔

چنانچہ احمد رضا نے آتے ہی اپنی تمام تر صلاحیتوں کو علمائے دیوبند کی تکفیر پر صرف کر دیا اور ان درویشوں، قلندروں، فرشتہ صفت انسانوں اور دربار خداوندی کے مقربین و برگزیدہ لوگوں کے خلاف اتنا لکھا کہ ابلیس بھی اپنی اس نادر الوقوع ترجمانی پر بمع اپنے تمام لشکر کے فرطِ مسرت سے اعلحضرت کا یہ شعر پڑھ پڑھ ناچنے لگا ؂

تو نے تو کر دیا طبیب آتشِ سینہ کا علاج
آج کے دُودِ آہ میں بوئے کباب آئی کیوں
(حدائق جلد ا صــــ۴۲)

اس کے بعد فارمولا نمبر ۲ پر اعلحضرت نے اس طرح عمل کیا کہ دین اسلام کی سرے سے تعبیر ہی بدل ڈالی اور خداوند کریم کی ذات ستودہ صفات کے جملہ اختیارات کو نوربانوں کا سوت سمجھ کر غیر اللہ میں بانٹ دیا اور خداوند کریم کو العیاذ باللہ بے اختیار و بے بس بنا کر عرش پر بٹھا دیا جو تصور خدا کی ذات کے بارے میں تواتر سے چلا آ رہا تھا اس تصور کو لوگوں کے اذہان سے محو کرنے کی انتھک کوشش کی اگر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا براہ راست انکار کرتے تو لوگ اس تصور کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیتے اور یہ اعلحضرت کی کوئی حسن کارکردگی نہ ہوتی چنانچہ خدا اور آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو لوگوں کے ذہنوں کے گوشوں سے نکالنے کے لئے کبھی تو خدا اور رسول دونوں کو ایک بنا کر دکھایا اور کبھی کہا کہ جو آسمان پر ہے یہ وہی ہے جو زمین پر ہے جو زمین پر ہے یہ وہی ہے جو آسمان پر ہے اور کبھی کہا کہ مجھے معلوم ہی نہیں کہ خدا

کون ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے۔

چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات دراصل خدا۔ خدا سے ملنے گیا تھا

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اس سے اس کی طرف گئے تھے

(حدائق جلد ۱ ص ۱۱۴)

یہ ایک عامی آدمی کے ذہن میں پہلا وسوسہ اور وہم ہے کہ وہ یہاں آکر یہ سوچنے لگے کہ میں خدا کسے کہوں؟ آگے چلئے اس سے بھی ترقی کرتے ہوئے ارشاد ہے سے

خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی
خدا پر تم کو چھوڑا ہے وہی جانے کیا تم ہو

(حدائق بخشش جلد ۲ ص ۱۰۴)

اس شعر میں تو واضح طور پر اقرار ہے کہ تم خدا بھی ہو اور خدا سے جدا بھی ہو اور پھر اس پر حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں اب تک صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچ سکا کہ آپ کو کیا کہوں؟

یہاں اعلیٰحضرت اور اس کی ذریت کا مقصد یہ ہے کہ اپنے کلام کے قاری کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بارے شکوک وشبہات کے دوراہے پر کھڑا کرکے صحیح منزل کے تعین میں اس کی ذہنی صلاحیتوں کو مفلوج کردیا جائے تاکہ وہ پریشان ہوکر دونوں کے وجود ہی سے انکار کردے۔

یہ اشعار امت بریلویہ کی وادی تیہہ ہیں کہ یہ وہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ وادیٔ تیہہ تک اپنی امت کو گھسیٹ کر لانے کے بعد اچانک ایک نئے روپ میں ان کے سامنے نمودار ہوکر اپنی امت کو فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی پیشانیوں کے بل دیکھ کر اندازہ کرلیا ہے کہ آپ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کے بارے میں پریشان ہیں تو میں آپ کو ابھی اس پریشانی سے نکال دیتا ہوں اور وہ اس طرح

کہ تم اس چکر میں پڑو ہی نہ بلکہ ان دونوں ہستیوں کے ہم پلہ ایک تیسری ذات کی نشاندہی کرتا ہوں اس کے در پر ہم سب کو جاکر اپنی تمام مرادوں کا اظہار کرنا چاہئے

اور اسی طرح تمام مشکلات کا حل بھی انہیں سے تلاش کرنا چاہیئے اور وہ ذات ہے محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کی بس اب اسی دروازے سے سب کچھ لینا ہے کیونکہ خدا اور رسول ؐ سب کچھ دے کر ریٹائر ہو گئے ہیں اور نیز خدا اور رسول کو سمجھنا بھی داستانِ الف لیلیٰ ہے ادھر کیوں جا کر پریشان ہوں جو کچھ وہاں تھا وہ اب یہاں پر موجود ہے۔ بنابریں ادھر جانے کی ضرورت ہی نہیں۔

چنانچہ اعلحضرت اپنے منظوم کلام میں اس مفہوم کو یوں ادا فرماتے ہیں ؎

احمد سے احمد اور احمد سے تجھ کو — کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

حدائق جلد ۲ ص ۹

اس شعر میں خدا کے اختیارات کو بانٹتے بانٹتے بالآخر اختیارات کا مرکز شیخ عبدالقادر ؒ کی ذات کو قرار دیا ہے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ؎

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب — قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث

(حدائق جلد ۲ ص)

یہاں شرق و غرب اور حرم کعبہ اور حل سب کو آپ کے زیر تصرف مان کر خداوند سے نفرت کا بیج بویا ہے۔

ایک اور جگہ شیخ صاحب ؒ کو یوں اختیارات ملتے ہیں ؎

فیوض عالم امی سے تجھ پر — عیاں ماضی و مستقبل ہے یا غوث

حدائق جلد ۲ ص

امی سے مراد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی اے شیخ عبدالقادر تجھ پر بواسطہ فیض امی ماضی و مستقبل کی تمام تفصیل واضح ہے اور تو سب جانتا ہے۔ اعلحضرت حال کو چھوڑ گئے ہیں غالباً حال پر خود جناب کی ذات بھی موجود تھی احوال کے احوال سے آگاہی بھی شیخ عبدالقادر ؒ کو منسوب کرتے ہیں تو پھر اپنی پیری باقی نہ رہتی تھی اس لئے حال کی معلومات کو اپنے پاس رہنے دیا گویا کہ وہ غوث پاک کے حوالے نہیں۔

اور یا پھر اعلحضرت نے حال کے ذکر کو اس لئے گول کر دیا ہو کہ حال میں تو

عزت مآب خود موجود ہیں اور اپنے کرتوتوں اور سیہ کاریوں کی تفصیل سے وہ خوب واقف ہیں اگر ان بداعمالیوں سے عبدالقادرؒ واقف ہوتے ہیں تو ان کے دل میں اعلیحضرت کی جانب سے کدورت و نفرت کا پیدا ہونا لازمی تھا اس لئے شیخ عبدالقادرؒ کے لئے زمانوں کے علم کو جب تفویض کرنے لگے تو اس میں زمانہ حال کو چھوڑ دیا کیوں کہ زمانوں کے احوال کی تفویض کا عقیدہ کوئی سماوی عقیدہ تو تھا نہیں تھی۔ تو یہ اعلیحضرت کی اختراع، تو انہوں نے اپنی اختراع میں دو زمانوں کے حالات کو غوث پاکؒ کے سپرد کر دیا اور جس زمانے میں خود موجود ہیں اس کے متعلق بوجہ مذکور سکوت فرمایا۔

اللہ اور رسولؐ کے دروازے سے ہٹا کر اپنی امت کو نیک نیتی سے تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے دروازے پر لائے نہیں غرض تو امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ کو نغرکی مار مارنی ہے جب اِدھر سے اُدھر لائے تو اب ادھر والے کو کچھ مافوق الفطرت بیان کرتے ہیں کہ لوگ یہاں آکر بھی پریشان ہو جائیں اور یوں کہیں کہ ہم تو کسی کو بھی نہیں مانتے اور اعلیحضرت اپنی اس رپورٹ کو انگریز سرکار کی خدمت میں پیش کر کے تیسرے فارمولے پر عمل شروع کرنے کی اجازت لیں۔

اب ذرا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں بھی بریلوی ملت کے تصورات واہیہ کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرماتے چلیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ان خیالات کی اشاعت سے دینِ اسلام سے تنفیر مراد ہے یا ترغیب؟

بریلوی مذہب میں اللہ تعالیٰ غوث اعظم کا وظیفہ پڑھتے ہیں

علامہ صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

ملک مشغول ہیں اُس کی ثنا میں
وہ تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث
حدائق جلد ۲ صٓ

یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ غوثؒ کے ذکر میں لگے رہتے ہیں۔ بتائیے یہ کتنا بڑا کفر ہے تمام امت کا عقیدہ ہے کہ

جملہ کائنات خداوند کریم کا ذکر کرتی ہے اور اسی کے ذکر سے دلوں کو جلا ملتی ہے وہ کیوں کسی کا وظیفہ پڑھے مگر ایک اعلیٰحضرت ہیں جو فرما رہے ہیں کہ یہ تصور غلط ہے بلکہ یہ بات فرسودہ ہو گئی ہے پہلے لوگ اللہ کے ذکر و عبادت سے اپنی اخروی زندگی کے تحفظ کے سامان فراہم کرتے تھے مگر اب قانون بدل گیا ہے اب اللہ تعالیٰ شیخ عبدالقادرؒ جیلانیؒ کی عبادت کر کے اپنی خدائی کے بچانے کا حیلہ ڈھونڈتے ہیں ۔

عبدالقادر کی نہر سے سات سمندر

ے دہیں سے ابلے ہیں ساتوں سمندر
جو تیری نہر کا ساحل ہے یا غوث
حدائق جلد ۲ صہ ۸

یعنی غوثؒ کی ایک نہر ہے اور اس کے کنارے سے سات سمندر نکل رہے ہیں ــــ اس شعر پر تو داد دیئے بغیر نہیں رہا جاتا پہلے تو ہم یہی سنتے اور پڑھتے آئے ہیں کہ سمندر بڑا ہوتا ہے اور سمندر سے دریا اور دریا سے نہریں نکلتی ہیں مگر بریلوی مزاج کی تنصیب ہی شاید الٹی ہے یہ کہہ رہے ہیں کہ غوث پاکؒ کی ایک نہر کے کنارے سے سات سمندر نکلتے ہیں اسے کون عقلمند تسلیم کرے گا اور میں فرزندان ملت بریلویہ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ حضرات اس شعر کا مطلب بتلا سکتے ہیں یا اسے ایک پاگل کی حالت سکر کی گفتگو کہیں گے ــــ مگر میرے نزدیک یہ سب کچھ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا گیا ہے جسے میں تھوڑی دیر پہلے بیان کر چکا ہوں ۔

شیخ عبدالقادرؒ سے جو مانگو وہی ملے گا

تمام مسلم امت کا عقیدہ ہے کہ خداوند کریم میں یہ قدرت ہے کہ اس سے جو مانگو وہ دیتا ہے اور قرآن کریم بھی اس پر شاہد ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

اذا سئلك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان

جب آپ سے میرے بندے میرے بارے پوچھیں تو آپ ان سے فرما دیں کہ میں قریب ہوں اور پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں ۔

مگر بریلویوں کے نبی نے اس قرآنی اور اسلامی عقیدہ کے مقابلہ میں ایک دوسرا عقیدہ گھڑا اور کہا ہے

کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا
رضا تجھ سے تیرا سائل ہے یا غوث

حدائق جلد ۲ صـ ۸

یعنی عبد القادرؒ آپ نے فرمایا کہ جو مجھ سے مانگو میں وہی دوں گا اس لئے میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ یہاں بھی اعلحضرت خیانت کر گئے ہیں، شیخ جیلانیؒ نے کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں قرآن کریم میں بار بار فرمایا ہے کیا امت بریلویہ اپنے نبی کے اس جھوٹ کو درست کر سکتی ہے۔

ہر چیز تو خدا کے پاس ہے اور وہی ہر ایک کو اپنی مصلحت اور سائل کی مناسبت اور ضرورت کے مطابق عطاء فرماتے ہیں کیا اعلحضرت نے شیخ صاحبؒ کو خدا بنانے کی کوشش نہیں کی؟

مگر ابھی کیا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

بریلوی عقیدہ کہ تمام کائنات پر شیخ کا تصرف ہے

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر خداوند کریم کی ذات ہے اور وہ ہر جگہ موجود ہے۔ مگر بریلویوں کے نبی کی سنئے وہ فرماتے ہیں کہ یہ خیال بھی غلط ہے بلکہ ہر جگہ تو شیخ عبد القادر جیلانیؒ ہیں اور ان کی کائنات عالم کے ہر حصہ پر محفل جمی ہوئی ہے فرماتے ہیں ؎

عجم کیسا عرب حل کیا حرم میں
جمی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث

(حدائق جلد ۲ صـ ۹)

شیخ عبد القادرؒ دولہا

احمد رضا خان صاحب جب موج میں آتے ہیں تو شیخ عبد القادرؒ کو خدائی مسند پر بٹھا دیتے ہیں اور خدا کی جبروت وسطوت کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے اور جنونی

سرمستیوں میں مستغرق ہوتے ہیں تو انہیں دولہا بنا دیتے ہیں جیسا کہ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

تو ہے نوشا براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

(حدائق جلد ۲ ص)

بریلوی اگر اجازت دیں تو ان کے نبی سے ایک سوال کر لوں کہ حضرت جی دُلہا تو بڑے پیر ہوئے اور براتی تمام کائنات اور سہرا فصل بہار لائی جس کا علم آپ ہی کو ہوگا کہ وہ کن کن پھولوں یا پتیوں سے ترتیب دیا گیا ہوگا مگر دلہن کو بتانے میں آپ کیوں شرما گئے ؟ یہ بھی بتا دیتے تو آج آپ کی امت کو الجھن نہ ہوتی غالباً دلہن آپ ہوں گے اور عام طور پر دلہنیں شرمیلی ہوتی ہیں تو آپ نے شرم کے مارے اپنا ذکر نہیں کیا۔ ہاں یہ بات تو آپ بالکل بھول ہی گئے کہ نکاح کس نے پڑھایا وہ شاید کوئی برہمن ہوگا ؟

اس شرمیلی دلہن کا نکاح کسی برہمن نے پڑھایا ہوگا اس نے زندگی بھر یہ فتوے دیتے رہے کہ " نکاح نام ہے ایجاب و قبول کا چاہے برہمن پڑھا دے "۔

لو اعلیٰحضرت کی طبیعت پھر بگڑنے لگی خدا خیر کرے اب کچھ کہنے لگے ہیں۔ پتہ نہیں اس جنونی حالت میں پھر کیا کہتے ہیں۔ اب میدان محشر میں جاتے ہیں جہاں خداوند کریم حساب و کتاب کے عرش پر جلوہ فگن ہیں اور احمد رضا کہہ رہے ہیں کہ یہ تو میرے دلہا شیخ عبدالقادرؒ ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے
کشف ساق کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

حدائق جلد ۱ ص ۸

قارئین کرام ! آپ نے دیکھ لیا کہ پہلے تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خوب چکر دیئے اور جب اپنی امت کو خوب چکرا دیا تو یہ کہا کہ یہ بات میری سمجھ سے بھی بالا ہے اس لئے خدا اور رسولؐ کو چھوڑ و ایک نیا خدا بناتے ہیں جب نیا خدا تجویز کر لیا تو پھر اس کے بارے بھی متضاد باتیں کر کے قوم کو چکر میں ڈالنے کے لئے بھر

حربہ استعمال کیا تاکہ قوم ان سے بھی متنفر ہو کر سرے سے اسلام ہی سے انکار کر دے اور میں اپنے یونٹ بنا کر اگلا قدم اٹھانے کی اجازت حاصل کر دوں۔ آپ انگریز سرکار کے دربار میں حاضری کے لئے اڑان کرنے ہی والے تھے کہ یکایک دھماکہ ہوتا ہے جس سے کل کائنات لرز جاتی ہے اور خان صاحب اس دھماکے کی آواز سن کر قصر رضائیت سے باہر نکل کر لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ یہ دھماکہ کیسا تھا لوگ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور یہ دھماکہ ان کا اعلان نبوت ہے یہ بات سنتے ہی اعلحضرت پر اوس پڑ جاتی ہے اور اپنے خوابوں کی تعبیر سے مایوس ہو جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود انگریز سرکار نے تسلی دی کہ اگرچہ آپ نے تیسرے فارمولے کے عملدرآمد میں غیر معمولی تاخیر کر کے اچھا نہیں کیا لیکن اس کے باوجود آپ کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ہماری ہمدردیاں حسب سابق آپ کے ساتھ رہیں گی مگر اس شرط پر کہ آپ اپنی سابقہ روش کو تبدیل نہیں کریں گے اگرچہ اس کے بعد بانبین کے تعلقات میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آیا مگر اعلحضرت کی طبیعت کی وہ شگفتہ حالی نہ رہی اور آپ کے کلام سے انگریز سرکار سے کہیں کہیں میٹھا سا شکوہ بھی مترشح ہوتا ہے جیسا کہ آپ انگریز سرکار سے ایک جگہ درخواست کرتے ہیں۔

اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی   حدائق جلد ۱ ص۴۰
میرے کریم پہلے ہی لقمۂ تر کھلائے کیوں

غالباً انگریز نے تنگیٔ داماں کا بہانہ کر کے عطاؤ نوال کی پہلی مقدار میں تعلقات کی بحالی کے ساتھ کچھ تخفیف کر دی ہو گی اور حضرت صاحب نے ان سے درخواست کی کہ اپنے کتے کی عادتیں تو آپ نے پہلے تر لقمے کھلا کھلا کر بگاڑ دی ہیں اب میں اس مقدار پر کیسے گذر بسر کر سکتا ہوں۔

ایک جگہ انگریز سے محبت کرنے پر کف حسرت ملتے ہیں اور دل شکستگی کی حالت میں کہتے ہیں ۔

دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا
اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے   حدائق جلد ۱ ص۵۴

اتنی طویل گفتگو میں نے اس بات پر بطور دلیل کے کی ہے کہ اعلیٰحضرت نے علمائے دیوبند پر فتویٰ کفر صادر فرماتے وقت غلام احمد کو تو اس کی اس زیادتی کی وجہ سے کافر کہا ہے کہ دعویٰ نبوت میں نے کرنا تھا اور کرلیا تو نے!

بس وہ تو کفر کی زد میں اس لئے آگیا ورنہ یہ دونوں ہی ایک تاش کے دو پتے تھے۔ غلام احمد کو کافر کہنے کے بعد علمائے دیوبند رحمہم اللہ کے نام لے کر ان کو کافر کہا اور اس پر طرہ یہ کہ جو ان کو کافر نہ کہے اس کو بھی کافر کہا!

انگریز اُس وقت کا سب سے بڑا کافر تھا اس کو کیوں نہ کافر کہا اس کو کافر کیوں کہتے وہ تو حضرت کا مربی تھا۔ محسن تھا باپ سے بھی زیادہ قابل احترام تھا اور اس کے مخالفوں کو کافر کہا بدنام کیا اور اتنا سخت کافر کہا اور فتویٰ دیا کہ ان کے اس فتوے کی زد میں آکر خود ان کا باپ بھی کافر ہوگیا۔ اعلیٰحضرت اکابر علمائے دیوبند کے نام لے کر کافر کہہ رہے ہیں اور پھر جو ان کے کفر میں شک و شبہ بھی کرے اسے بھی کافر و مرتد قرار دے رہے ہیں۔

بریلویوں کے اعلیٰحضرت کے اس فتویٰ سے جیسے سوائے چند احمقوں کے باقی تمام دنیا کفر کی زد میں آتی ہے اسی طرح

بریلویوں کے اعلیٰحضرت خود بھی کافر ہی نہیں بلکہ کافر کے بیٹے ہوگئے

مجدد بدعات کے والد ماجد مولٰنا محمد نقی علی صاحب قدس سرہ بہت بڑے بزرگ اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں بڑے صحیح العقیدہ بزرگوں میں شمار کئے جاتے ہیں آپ کی دو کتابیں مشہور ہیں۔ ۱۔ تحفۃ المقلدین ــ ۲ ــ براءۃ البریۃ۔ چنانچہ مولٰنا نقی علی صاحب مولٰنا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ اور مولٰنا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی علمائے دین اور مؤمنین صادقین میں سے ہیں۔

(تلخیصاً تحفۃ المقلدین ص۱۵ مطبوعہ صبح صادق پریس سیتاپور ہند)

بریلوی مذہب کے پرچارکو! اپنے اعلیٰحضرت کی امداد کرو اور ان پر کچھ رحم کرو دیکھو وہ خود اپنے ہی پھیلائے ہوئے کفر کے جال یا کفر کی متعفن دلدل میں کس

بری طرح پھنسے ہوئے ہیں اور نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں مگر سب بے سود بلکہ جتنی نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں اتنے زیادہ الجھتے جا رہے ہیں اور جو بریلوی ان کو بچانے کے لئے ان کے قریب جائے گا وہ بھی اسی الجھن کے تانے بانے کے ریشوں کی جکڑ بندیوں میں پھنس کر یا غوث اعظم دستگیر بچاؤ بچاؤ کے نعرے لگائے گا مگر بچانے والا دور دور تک کوئی نہ پائے گا اور بالآخر دو میں سے ایک بات کو بڑی نیاز مندی سے قبول کر کے خاموشی اختیار کرے گا۔ تمام دنیا کو کافر کہنے والا علمائے دیوبند سے شدت عناد کی وجہ سے اپنے باپ کو بھی کافر کہہ کر خود کافر کا بیٹا بن گیا علمائے دیوبند کے کفر میں بقول نورباف کے شک وشبہ کرنے والا بھی کافر ہے۔

اور باپ علمائے دیوبند کو مؤمنین صادقین لکھنے کی وجہ سے پکا کافر ہو گیا اور نورباف اپنے ہی فتوے سے کافر کا فرزند دلبند ٹھہرا

ذرا آپ ہی اپنے طرز عمل کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

مولوی مشتاق احمد نظامی مصنف "خون کے آنسو" علمائے دیوبند کے بارے لکھتے ہیں کہ وہ اپنے ہی فتووں سے کافر ہیں اور انہیں کی اتباع کرتے ہوئے بریلویوں کے مکروہ واعظ اپنی بدنام زمانہ کتاب "علمائے دیوبند کا تعارف" میں لطیفہ کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

لطیفہ! مولوی اسمٰعیل کی عبارت پر پہلا فتویٰ جو درج ہے وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کا ہے اس میں یہ ہے کہ یہ اعتقاد و مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے۔ نیز یہی سلف صالحین اور آئمہ دین کا مذہب ہے اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی صریحہ سے ثابت ہے اس فتوے کی رو سے مولوی اسمٰعیل صاحب کافر اور سلف صالحین اور آئمہ دین کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ کے منکر ٹھہرے ــ ــ ــ تو گنگوہی صاحب کے فتوے سے مولوی اسمٰعیل صاحب کافر قرار پائے اور انہیں گنگوہی صاحب کا فتویٰ ہے کہ جو مولوی اسمٰعیل کو کافر کہے وہ خود کافر ہے ــ ــ ــ نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں کافر

ٹھہرے۔ (علمائے دیوبند کا تعارف صنا)

معلوم ہوتا ہے کہ نظامی صاحب کو خون کے آنسو بہانے آتے ہیں۔ اور اوکاڑوی صاحب سے نتیجہ اچھا نکلتا ہے۔ ذرا آنسو بہائیے اور نتیجہ نکالیئے اعلٰحضرت کی عبارت اور ان کے والد محترم کے ارشاد کا۔

اعلٰحضرت فرماتے ہیں کہ

رشید احمد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ من شك فی كفره وعذابه فقد كفر

اور مولنا نقی علی فرماتے ہیں

مولوی محمد قاسم اور مولوی رشید احمد مؤمنین صادقین ہیں۔

نظامی صاحب آپ تو روئیں اور وہ بھی خون کے آنسو!

اوکاڑوی صاحب آپ نتیجہ نکالیں۔

اور اگر نتیجہ نکالتے وقت آپ کو شرم آرہی ہو یا آپ کو درد ہوتا ہو تو پھر میں مدد کئے دیتا ہوں۔

نتیجہ اول۔ مولوی احمد رضا کے فتوے کی رو سے مولوی نقی علی صاحب کافر قرار پاۓ۔

نتیجہ ثانی ۔ احمد رضا کافر کا بیٹا ہوا۔

اگر کافر بنانے کا یہ طریقہ آپ کو پسند ہے تو پھر میں آپ اور آپ کے تمام بزرگوں کو کافر ثابت کر سکتا ہوں مگر یہ طریقہ آپ جیسے کوڑمغز اور کوربین بدبخت اور اسلام سے ناآشنا احمق تو اپنا سکتا ہے۔

اہل خرد اور صاحب بصیرت کو یہ بات زیب نہیں دیتی اس لئے کہ مسائل غیر منصوصہ کا توقف حالات و واقعات پر ہوتا ہے مفتی کے سامنے جس طرح کے حالات ہوں گے وہ انہیں کی روشنی میں فتوی دے گا اور اگر کسی وقت حالات کی نوعیت بدل جائے گی تو مسئلے کی صورت بھی بدل جائے گی۔

اور اس کے علاوہ اقوال میں راجح و مرجوح ناسخ و منسوخ کی صورتیں بھی ہوتی ہیں اگر ان تمام امور کو ملحوظ نہ رکھا جائے اور آپ کی طرح ایک ہی چشم

ے دیکھا جائے تو پھر آپ کے کفر کے فتویٰ سے دنیا کی کوئی شخصیت بھی محفوظ

ن رہ سکتی اس لئے ماننا پڑے گا کہ آپ کی سوچ کا رخ غلط ہے اور میرا انداز طرزِ تحریر صرف بھونکنے والے کتے کے منہ پر پتھر مارنے کے مترادف ہے اور خون کے آنسو رونے والے کو بتانا ہے کہ تو ہمارے اکابرین پر بیکار ہیں کیوں آنسو ضائع کر رہا ہے جا اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے مقدر پر یا احمد رضا کی فقدان عقل پر آنسو بہا ہمارے ساتھ تو تیرا خیر خواہانہ یا کسی بھی طرح کا کوئی اسلامی تعلق وابستہ نہیں جن سے تعلق ہے ان کی حماقت پر خجالت کے آنسو بہانا قرین قیاس اور مناسب احوال ہیں۔ آنسو بہائیے اور خوب بہائیے ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

بریلوی مذہب کا پانچواں رکن

طوائف و رنڈیوں کا مال اور شیرینی خوب دل کھول کر کھاؤ اور ان سے تعلقات وابستہ رکھو

اس رکن کی وضاحت کے لئے اولاً آپ کو بریلوی مذہب کے بانی اور مؤسس کے عورتوں کی طرف طبعی میلان کو جاننا چاہیئے۔

چنانچہ یہ بات خود بریلویوں کو تسلیم ہے کہ احمد رضا خان صاحب عاشق مزاج یا عشق باز تھے اور اسی عشق بازی کی لت کی وجہ سے وہ عورتوں کے ذکر واذکار سے لطف اندوز ہوتے رہتے تھے۔

آپ نے حدائق بخشش جلد ۳ ص۳۷ پر حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ و طاہرہ کے بارے میں چند توہین آمیز اشعار کہہ کر اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی دشمنی و عداوت کا مذہبی فریضہ ادا کیا ہے۔ صاف اور ایمانداری کی بات تو یہ ہونی چاہیئے تھی کہ تمام بریلوی احمد رضا کے اس کفر کی تردید کرتے اور تاویلات کے بجائے اس کھلے کفر پر احمد رضا سے بیزاری کا اظہار کرتے مگر بجائے برأت اور

بیزاری کے انھوں نے کیا یہ کہ
بعضوں نے حصہ سوئم کا سرے سے انکار کر دیا کہ یہ اعلحضرت کی تصنیف ہی نہیں
اور
بعضوں نے انکار تو نہیں کیا بلکہ مسلسل ۳۲ برس تک اسے چھپواتے رہے اور جب اہل حق کی نظروں سے احمد رضا کے وہ کفریہ اشعار گذرے اور ان کے مضامین خبیثہ پر نکیر و تنقید کی گئی تو اس کے بعد جو حدائق بخشش چھپ کر سامنے آئی اس میں حصہ سوئم کو بلا کسی وجہ بتائے غائب کر دیا گیا اور
بعضوں نے حصہ سوئم کا اقرار تو کیا مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین میں جو اشعار کہے گئے تھے ان کے بارے تاویل یہ کی کہ یہ اشعار دراصل عرب کی گیارہ نو بیاہتا دلہنوں کے بارے میں اعلحضرت نے اپنی افتاد طبع کے پیش نظر کہے تھے کیونکہ اعلحضرت کو جہاں کوئی خوبصورت عورت نظر پڑی وہیں تڑپ گئے اور اپنی عشق باز طبع کے ہاتھوں مجبور ہو کر حسن کے دریا کی موجوں سے اٹھکھیلیاں کھیلنے لگے چنانچہ بریلویوں کے مفتی اعظم مظہر اللہ دہلوی لکھتے ہیں کہ

اور ہو سکتا ہے کہ فاضل موصوف کی چلبلی طبیعت سے ان عورتوں کے حق میں یہ کلام صادر رہوا ہو۔ (فتاوی مظہری ص ۳۹۲)

مفتی مظہر اللہ کی اس تصریح و تاویل سے معلوم ہوا کہ اعلحضرت عورتوں کی طرف بہت زیادہ میلان رکھتے تھے اور اسی میلان کی وجہ سے عرب کی گیارہ دلہنوں کے حسن کے آنچل سے حدائق بخشش جلد ۳ ص ۳۷ پر کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اگرچہ مفتی مظہر اللہ کی حدائق بخشش کے ص ۳۷ پر مندرجہ اشعار کے بارے میں اس تاویل سے مجھے اتفاق نہیں لیکن مفتی صاحب کی احمد رضا کی چلبلی طبیعت کو تسلیم کر لینے سے انکار بھی نہیں اور میں نے مفتی صاحب کی عبارت کو اپنے اسی مدعا کے ثبوت کے لئے بطور دلیل پیش کیا ہے کہ اعلحضرت بہت زیادہ عشق باز ہونے کی وجہ سے عورتوں کے ذکر سے چھیڑ چھاڑ کو اپنا طرۂ امتیاز سمجھتے تھے۔
اتنی بات سمجھنے کے بعد اب یہ بات سمجھنی بڑی سہل ہو گئی کہ اعلحضرت نے طوائف و رنڈیوں کا تذکرہ اپنی کتب میں کیوں فرمایا ہے؟

اب آیئے اعلیحضرت کی کتب کی ورق گردانی کریں اور دیکھیں کہ مجدد صاحب نے اس صنفِ بدنام کو کن کن طریقوں سے کہاں کہاں یاد فرمایا ہے۔ اور ان کے مکسوبہ اموال کو کن کن حیلوں سے حلال کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر آپ سے رنڈیوں کے ہاں محفل میلاد کرنے اور ان کی شیرینی کے بارے میں پوچھا جاتا ہے آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اسے مع سوال و جواب کے آپ ہی کی زبانی سنیئے۔

(ج) طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں

(احکام شریعت جلد ۲ ص۱۴۳)

اس کا صاف اور اسلامی جواب تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ رنڈیوں کے ہاں میلاد پڑھنے کے لئے جانا بجائے ثواب کے گناہ اور باعث تہمت ہے اور ان کی حرام آمدنی سے منگائی ہوئی شیرینی بھی حرام ہے جس پر فاتحہ پڑھنا ناجائز ہے ——— مگر احمد رضا یہ جواب کیوں دیتے؟ اس جواب سے طوائف ناراض ہو جاتیں اور اس کے بعد احمد رضا کی طوائف کے ہاں آمدورفت کی تمام صورتیں ختم ہو جاتیں پھر حضرت کے منہ میں پھپھناتے ہاتھوں سے پان کی گلوریاں کون ڈالتا۔ اور رس بھری آواز سے گاگریا والے گیت کون سناتا۔ آنکھیں کوہ قاف کی دلربا حسیناؤں کو کہاں دیکھ سکتیں۔ اور رات کی رعنائیاں کہاں ملتیں۔ اگر صحیح جواب دیدیتے تو یہ تمام چیزیں آنا فانا ختم ہو کر رہ جاتیں اس لئے جواب میں آپ یوں رقمطراز ہیں کہ

(ج) اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے حرام مال سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام سے ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد

جمع نہ ہوئی یعنی حرام روپیہ دکھاکر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا اگر ایسا نہ ہوا ہو تو مذہب مفتی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہو گی جو شیرینی اسے خاص اجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے۔ (احکام شریعت جلد ۲ ص ۱۴۴، ۱۴۵)

یہ فتویٰ طوائف کے حرام مال سے خریدی ہوئی مٹھائی اور شیرینی کے حلال ہونے پر اتنا واضح ہے کہ اس میں مزید کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس فتوے کی وضاحت فرماتے ہوئے اعلیٰحضرت نے دو باتیں ایسی بیان فرمائی ہیں جو وضاحت طلب ہیں۔

پہلی یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں۔

دوسری اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں۔

اب بریلویوں سے مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

ا۔۔۔۔۔ اعلیٰحضرت کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ جب طوائف کوئی کارِ خیر کرنا چاہتی ہے تو پہلے اپنے روپوں کو کسی اور کے روپوں سے تبدیل کر لیتی ہیں اور پھر ان تبدیل شدہ روپوں کی شیرینی منگوا کر اس پر فاتحہ پڑھنے کے لئے کسی بریلوی مولوی کی خدمات حاصل کرتی ہیں؟

ظاہر ہے کہ اتنے وثوق سے وہی آدمی کہہ سکتا ہے جس کو ذاتی تجربہ ہو اور جو ان کی جملہ سکنات و حرکات کو بہت قریب سے دیکھ چکا ہو۔ ہم بھی بفضل اللہ مولوی ہیں۔ اور مسائل دینیہ سے الحمدللہ احمد رضا کی بنسبت زیادہ واقف ہیں مگر خدا ہمیں تو آج تک یہ معلوم نہیں کہ رنڈیاں کار خیر کرنے میں یہ حیلہ کرتی ہیں آخر وہ کون سے ذرائع تھے جن سے احمد رضا کو معلوم ہوا کہ رنڈیاں فاتحہ کی شیرینی اس حیلے سے خرید کر حرام کو حلال سے تبدیل کر دیتی ہیں۔

کوئی بھی ذی شعور احمد رضا کے اس فتوے کو پڑھنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرے گا کہ احمد رضا کے ان لوگوں سے خصوصی تعلقات در وابط وابستہ تھے جن کی وجہ سے احمد رضا کو ان لوگوں کے اندرون خانہ سب حالات معلوم تھے۔

۲۔۔۔۔ احمد رضا کے زیر بحث فتوےٰ سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کوئی چیز بھی ناجائز اور حرام نہیں اگر کسی کے پاس کوئی حرام چیز ہے تو وہ دوسرے آدمی سے تبدیل کرکے اس کو حلال کر سکتا ہے۔

۳۔۔۔۔ چور کے لئے مال مسروقہ۔ راشی کے لئے رشوت۔ سود خور کے لئے سودی مال قزاقی کے لئے قزاقی سے حاصل کردہ مال وغیرہ وغیرہ تمام اموالِ محرمہ امام بریلویہ کے فتوے کی رو سے معمولی سے ہیر پھیر کے بعد حلال ہو سکتے ہیں۔

۴۔۔۔۔ حقیقت حال تو خدا ہی کو معلوم مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اعلٰحضرت کی ان لوگوں سے ملاقاتوں اور دعوتیں اڑانے پر کسی معتقد نے اعتراض کیا ہوگا کہ کتنی شرم کی بات ہے کہ اعلٰحضرت ایک جماعت کے امام اور نبی ہونے کے باوجود ایسے لوگوں کے ہاں جاتے اور دعوتیں اڑاتے ہیں اس بات کا کسی نے اعلٰحضرت سے تذکرہ کر دیا ہوگا جس پر عزت مآب خود ہی سائل اور خود ہی مجیب بن کر ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کار خیر میں یہ حیلہ کرتے ہیں اس لئے اب میرا وہاں جانا بھی کارِ خیر ہی کے لئے ہوا اور شیرینی کھانا بھی شرعاً جائز ہوا تو پھر میرے وہاں جانے اور دعوتیں اڑانے میں اعتراض کیوں ہے؟

۵۔۔۔۔ اس فتوے میں اعلٰحضرت نے طوائف کی تعریف اور ان کے اموالِ مکسوبہ کی حلت پر اپنی تمام تر قوتوں کو صرف کرکے ان کی حمائت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور اس سے زیادہ وہ کر بھی کیا سکتے تھے۔

حمائت دشمن کی تو ہوتی نہیں معلوم ہوا کہ رنڈیوں سے آپ کے دوستانہ تعلقات تھے اور ان میں استحکام بھی تھا تبھی تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی اس طرح کی تبدیلی اور حرام کو حلال بنانے کے حیلہ میں میری شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی حاجت نہیں۔

۶۔۔۔۔ دوسرے جملے میں جہاں آپ نے رنڈیوں سے اپنے تعلقات کی پختگی پر مہر تصدیق ثبت کی وہیں آپ نے قانونِ شہادت کا بھی مذاق اڑایا ہے اس لئے کہ جب شریعت نے تمام امور میں دو گواہوں کی شہادت کو معتبر سمجھا ہے تو احمد رضا کا اتنے بڑے مسئلے میں صرف اپنے اکیلے کی شہادت کو رنڈیوں کے کار خیر میں اتنا وقیع سمجھنا کہ اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں قانونِ شہادت کا مذاق اڑانا

نہیں تو کیا ہے؟
بریلویوں کے اعلیٰحضرت کا یہ فتویٰ جہاں تمام فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں وہیں دوسرے علماء بریلی کی رائے سے بھی متصادم ہونے کے باعث لایعبا بہ ہے۔ چنانچہ بریلوی مکتب فکر کے مفتی اعظم مولنا مظہر اللہ دہلوی فرماتے ہیں۔

سوال نمبر ۲۱۲۔ رنڈی کے مکسوبہ مال کو کوئی شخص اپنے مکان کے کرایہ میں لے سکتا ہے یا نہیں اور جو شخص لیتا ہو وہ کسی کی دعوت کرے تو اس کی دعوت کھانی چاہیئے یا نہیں؟ بینوا دتوجروا

الجواب

اگر کبھی اس شخص کو کرایہ اس مال سے ادا کرتی ہے جو اس کے ناجائز طریق سے حاصل کیا ہے تو مکاندار کو چاہیئے وہ ناپاک مال ہے اس کا اپنے صرف میں لانا حلال نہیں لقولہ تعالیٰ۔

ولا تتبدلوا الخبيث بالطيب ولقوله عليه السلام
ولا يحل ثمن الكلب ولا حلوان الكاهن ولا مهر البغي (رواه ابو داؤد)

پس جو شخص خالص اس مال کو دعوت میں صرف کرتا ہے جو اس نے رنڈیوں کی ناپاک کمائی سے حاصل کیا ہے تو اس کی دعوت قبول نہ کرنی چاہیئے (فتاوی مظہری صہ ۲۹)

ذریت بریلویہ سے پوچھتا ہوں کہ یہ کیا ہو رہا ہے اعلیٰحضرت تو فرما رہے ہیں کہ تبدیل کرنے سے مال حلال ہو جاتا ہے مگر مولنا مظہر اللہ فرما رہے ہیں تبدیلی نص قطعی کے خلاف ہے اور رنڈیوں کا مال ہر حال میں حرام ہے تو کیا اعلیٰحضرت رنڈیوں کو حلال کھلانا چاہتے ہیں اور دوسروں کو حرام کھلا کر کیا خود گناہ سے بچ جائیں گے۔

رنڈیوں کی اتنی خیر خواہی کہ وہ رات بھر حرام کاری کریں شریعت مطہرہ کی نافرمانبرداری کریں اور اعلیٰحضرت کے لئے میلاد کی محفل مقرر کریں اور تھوڑی سی

شیرینی کھلا دیں تو ان کو حلال کرنے کا مشورہ دیں اور جو بیچارے کاروباری لوگ ہیں۔ دن بھر خون پسینہ کی محنت شاقہ سے کچھ روپے کماتے ہیں اعلحضرت ان کے حلال کی کمائی کے روپے کنجریوں کو دلوا کر حلال کھلائیں اور ان محنت کرنے والوں کو حرام کھلائیں کیا ان سے آپ کا کوئی اسلامی یا ملکی تعلق نہیں جیسا کہ بقول مفتی مظہر اللہ صاحب کے رنڈیوں کا روپیہ ان کے پاس جاکر بھی حرام ہی رہتا ہے تو آپ ان لوگوں کو حرام کیوں کھلاتے ہیں جنہوں نے جائز ذرائع سے روپیہ حاصل کیا ہے۔

اعلحضرت کے رنڈیوں سے تعلقات کی ایک اور دلیل

ایک صاحب نے اعلحضرت سے طوائف کے لڑکے یعنی ولدالزنا کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا کہ آیا رنڈی کے لڑکے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے تو آپ نے بڑی بیباکی سے جواب دیا کہ نماز ہو ہی نہیں بلکہ ضرور اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے اور ساتھ ہی بریلوی مکتب فکر کے لوگوں کو ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم بھی دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بازاری عورت طوائف کا بیٹا ہے۔ بچپن سے زید کی طبیعت علم کی طرف مائل تھی حتی کہ وہ عالم ہو گیا۔ نماز اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس کے والد کا پتہ نہیں کون تھا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

نماز جائز ہونے میں کوئی کلام نہیں بلکہ جب وہ عالم ہے اگر عقیدے کا سنی (بریلوی) ہو۔۔۔ وہی امامت کا مستحق ہے۔ احکام شریعت جلد ۲ صفحہ ۱۴۲)

ماشاء اللہ ولدالزنا کے پیچھے نماز پڑھنے میں عدم کلام غالباً پرانی دوستی کی وجہ سے ہے ورنہ تمام فقہاء کو ولدالزنا کے پیچھے نماز پڑھنے میں کلام ہے مگر یا سداری کے فتوے تو مختلف ہی ہوتے ہیں۔ اعلحضرت کے اس فتوے پر مزید تبصرہ کیے بغیر اس بحث کو یہیں ختم کر کے اب آپ کو بریلوی ملت کے اچھوتے مسائل سناتا ہوں آپ بریلوی، دیوبندی حدبندی سے نکل کر تھوڑی دیر کے لئے غیر جانبدارانہ حیثیت اختیار کریں اور اس کے بعد ان لوگوں کے مذہبی دیوالیہ کا فیصلہ کریں۔

باب سوم بریلوی مذہب کے متفرق مسائل

بریلوی مذہب میں مینڈک کھانا جائز ہے | بریلویوں کے مفتی اعظم جناب مولینا مظہر اللہ صاحب کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر ۲۲۲۔ زید خارش کا مریض ہے بہت علاج کر دیکھا ہے مگر فائدہ نہیں ہوا اب ایک شخص نے بتایا ہے کہ مینڈک کا گوشت کھانے سے یہ مرض جاتا رہے گا۔ کیا وہ شرعاً کھا سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب

الی ان قال۔ اس کا استعمال کر سکتا ہے۔

(فتاوی مظہری ص۲۹۶)

بریلوی مذہب میں کچھوا کھانا گناہ نہیں | بریلویوں کے اسی مفتی کا کچھوے کے کھانے پر عدم گناہ کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر ۲۲۴ - زید نے کسی آدمی کے کہنے سے کہ تمہارا مرض جاتا رہے گا کچھوا کھالیا ایسی صورت میں زید کا ایمان جاتا رہا یا رہا

الجواب۔ نہ یہ ایسا گناہ ہے کہ اس کی سزا میں اس کے کھانے والے کا حقہ پانی بند کیا جائے خصوصاً جب کہ ازالہ مرض کے لئے کھایا۔ (فتاوی مظہری ص۱۱۶)

بریلوی مذہب میں حقے کے بدبودار پانی سے وضو جائز ہے | اب ذرا بریلویوں کے اعلحضرت کے ایک فتویٰ کو ملاحظہ فرمائیے آپ کا ارشاد ہے کہ حقے کا بدبودار پانی پاک وطیب ہے اور اس بدبودار پانی سے بلا کسی کراہت شرعیہ وطبعیہ وضو کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ کے پانی سے وضو جائز رکھا گیا وہ کون سی حالت اور کس وقت پر۔ بینوا توجروا۔

الجواب جب آب مطلق اصلاً نہ ملے تو یہ پانی بھی آب مطلق ہے اس کے ہوتے

ہوئے تیمم ہرگز صحیح نہیں اور اس تیمم سے نماز باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(احکام شریعت جلد ۲ ص۲۲۴)

یہ فتویٰ اعلحضرت نے غالباً اس لئے دیا ہے کہ خود چونکہ حقے کا شوق فرماتے تھے اور وہ بھی اپنے پرانے دوست ابلیس کے ساتھ اور پھر دونوں اسی کے بدبودار پانی سے وضو کرتے ہوں گے اعلحضرت نماز پڑھتے ہوتے ہوں گے اور شیطان پاس کھڑا ہو کر تالیاں بجاتا ہوگا کہ دیکھو میں نے دوستی کے بھیس میں کیسے اچھے بھلے آدمی کو الّو بنا کر بدبودار پانی سے وضو کروا کر خدا کے حضور ایسی حالت میں کھڑا کر دیا جو حالت خدا اور اس کے رسول کو ناپسند ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی بدبو دار چیز کھا کر مسجد میں نہ آیا کرو اور اسی لئے آپ پیاز اور لہسن نہیں کھایا کرتے تھے جن میں اتنی بو نہیں جو حقے کے پانی میں ہے اور پھر حقے کے پانی میں جو بدبو ہوتی ہے وہ ناپسندیدہ ہے اور اور پیاز کی بو اتنی ناپسندیدہ نہیں مگر پھر بھی نبی علیہ السلام بدبو کے شبہ کی وجہ سے ان کو استعمال نہ کرتے تھے اور بریلویوں کے اعلحضرت جس پانی میں یقینی ناپسندیدہ بدبو ہے اس سے وضو کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں فرماتے۔ مجدد ہو تو ایسا ہو؟

بریلوی مذہب میں عورت کے پیٹ سے استمتاع جائز ہے

سوال ۹۳ - زید اگر ایام حیض میں عورت کی ران یا شکم پر آلت کو مس کر کے انزال کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ پیٹ پر جائز ہے۔
(فتاویٰ افریقہ ص۱۷)

کیا بریلوی اپنی عورتوں سے اسی لئے نکاح کرتے ہیں کہ ایک اسکول میں چھٹی ہو تو دوسرے اسکول میں کلاسیں لگایا کریں گے خدا کے بندو تین سے دس یوم تک صبر نہیں کر سکتے مگر جنہیں شریعت کا کوئی پاس نہ ہو قرآن پر عمل کرنے کو تیار نہ ہوں نفس پرستی کے مریض ہوں ان سے اسی قسم کے افعال شنیعہ اور حرکات قبیحہ کی ہی امید رکھی جا سکتی ہے۔ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔ احمد رضا نے

کب کوئی عقل مندی اور ہوش و حواس کی قائمی کے ساتھ فتوی دیا ہے جو ایسے موقعہ پر بھی ان سے امید کی جا سکتی کہ وہ کوئی اسلامی رنگ میں بسا ہو فتویٰ دیں گے۔

جب ملت رضائیہ از اول تا آخر اسلام سے متصادم و متضاد نظریات اور خرافات کا نام ہے تو ان آدم نما ابلیسوں سے اسلامی فتووں کی امید عبث و بیجا ہی ہے۔

بریلویوں کی لڑکیوں کے نکاح بندر، گدھے اور ہر قسم کے حیوان سے جائز ہے

آج سے ۲۲ برس قبل میں نے اعلیٰحضرت کا یہ فتویٰ پڑھا تو مجھے بڑا تعجب ہوا لیکن پھر یہ سوچ کر کہ آخر یہ بریلویوں کے اعلیٰحضرت ہیں بغیر کسی شرعی دلیل کے ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اس فتویٰ کے ماخذ کی جستجو اور تلاش میں احادیث و قرآن کریم اور دیگر اسلامی کتب کی ورق گردانی کرتا رہا مگر اس کے ماخذ کو نہ پا سکا اس کے بعد دیگر مذاہب باطلہ کی طرف رجوع کیا کہ شاید بدھ مت، ہندو مت۔ آریہ سماج اور برہمنوں میں مروّج ہو کہ وہ اپنی لڑکیوں کی شادیاں جانوروں اور حیوانوں سے کرتے ہوں مگر مجھے ان مذاہب میں بھی یہ روایت نہ ملی۔ تلاش بسیار کے بعد جب مجھے ماخذ نہ مل سکا تو میں یہ سمجھنے پر مجبور ہو گیا کہ اس مسئلے میں ملت رضائیہ ہی ایک ایسی ملت ہے جس میں یہ روایت ابھی تک نادر روایت ہی کے درجے میں چلی آ رہی ہے اور عملاً کسی وقت اور موقعہ کا انتظار ہو جب حالات سازگار ہو جائیں تو شاید آج کے بریلوی اپنے اعلیٰحضرت کی اس روایت پر عمل شروع فرما دیں۔

قارئین کی ضیافت طبع اور ملت بریلویہ کے پیروکاروں کو اپنے اعلیٰحضرت کی دینی عدم بصیرت پر ماتم کرنے کے لئے اصل فتویٰ نقل کرتا ہوں۔

چنانچہ آپ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

مرتد منافق وہ کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عز وجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں کسی شئے کا منکر ہے جیسے آج کل کے وہابی۔ رافضی۔ قادیانی۔ نیچری۔ چکڑالوی،

جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں۔

حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اس سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا، اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہو گا محض زنا ہو گا مرتد مرد ہو یا عورت۔

(احکام شریعت جلد ا صفحہ ۱۲۱ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

اور اسی طرح کی گوہر فشانی اعلحضرت نے اپنے ملفوظات میں بھی کی ہے بلکہ اس میں دیوبندیوں کا بھی اضافہ کر دیا ہے پتہ نہیں احکام شریعت میں ہمیں کیوں بھول گئے اور بھول جانے پر اپنے گروسے کہیں معذرت بھی نہیں کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ

ایسے ہی وہابی۔ قادیانی، دیوبندی، نیچری۔ چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہاں میں جس سے نکاح ہو گا مسلم ہو یا کافر اصلی ہو مرتد انسان ہو حیوان محض باطل اور زنا خالص ہو گا۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۹۷ نوری کتب خانہ لاہور)

مجھے قادیانیوں اور چکڑالویوں سے کوئی سروکار نہیں میں چونکہ مشرباً دیوبندی ہوں اور اپنے دیوبندی ہونے پر فخر کرتا ہوں اس لئے دیوبندی ہونے کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں اور ملت بریلویہ کے اذناب سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کے اعلحضرت نے اس فتوے سے آپ لوگوں کا منہ کالا نہیں کر دیا؟

اب آپ کو تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کئے بغیر چارہ کار نہیں۔

یا تو اس کی کوئی قابل قبول تاویل کرو؟

یا ... اس فتوے کے لغو اور باطل ہونے کا اعلان کرو؟

یا .... اس حقیقت کو قبول کرو کہ تمھارے مذہب میں حیوانوں مثلاً بندر، گیدڑ، گدھے۔ ہاتھی وغیرہ جانوروں کے اناث و ذکور سے نکاح جائز ہے؟

کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ ان کے مرد و عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہو گا مسلم ہو یا کافر۔ اصلی ہو مرتد انسان ہو حیوان محض باطل اور زنا خالص ہو گا۔

—— یعنی دیوبندیوں وغیرہ کا مرد ہو یا عورت انسان اور حیوان سے سے نکاح نکاح ہی نہ ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر بریلویوں کا ہوگا تو وہ زنا نہیں ہوگا گویا آپ کے اعلیٰحضرت نے بریلوی مرد یا عورت کے حیوانوں سے نکاح کے جواز کو تسلیم کر لیا۔

اعلیٰحضرت کے فتوے کا معکوس فوٹو

ایسے ہی بریلوی، حشمتی، سرداردی، کراچوی، بدایونوی جملہ احمق ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہاں میں انسان یا حیوان جس سے بھی نکاح ہوگا وہ شریعت رضائیہ میں بغیر کسی شک وشبہ کے خالص نکاح ہی ہوگا ——

اگر آپ فرمائیں کہ حیوانوں سے تو کسی مذہب میں بھی نکاح جائز نہیں اور نہ ہی اسے عقل تسلیم کرتی ہے تو پھر میں آپ سے پوچھوں گا کہ آپ کے اعلیٰحضرت نے **حیوان** کا لفظ کس خوشی میں استعمال کیا ہے؟

پوری ملت بریلویہ کو چیلنج ہے کہ وہ اپنے اعلیٰحضرت کے اس فتوے کا صحیح مفہوم بیان کر دیں تو خاطر خواہ انعام حاصل کریں۔

بریلویوں کی جانب سے صحیح مفہوم بیان کر دینے کی تو مجھے امید نہیں البتہ یہ خطرہ ضرور ہے کہ آیندہ ایڈیشن میں اس لفظ کو اس عبارت سے نکال کر اپنی حماقت کی ایک اور دلیل فراہم نہ کر دیں۔ مگر اس لفظ کو اصل عبارت سے نکالدینے سے بھی کام نہیں چلے گا اس سے زیادہ یہی ثابت ہوگا کہ موجودہ بریلویوں کے نزدیک ان کی عورتوں کا حیوانوں سے نکاح نہیں ہوتا مگر اس سے اعلیٰحضرت کے عقیدے کی نفی تو نہیں ہو سکے گی نظامی صاحب خون کے آنسو ایسے مقامات پر بہائے جاتے ہیں اور آپ نے بے موقع آنسو بہا کر کوئی دانشمندی کا ثبوت نہیں دیا ——

خون تک کے آنسو تو آپ بہا چکے ہیں ظاہر ہے اب اگر آپ اعلیٰحضرت کی ایسی باتوں پر روئیں گے تو آنکھوں میں آنسو نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو کیا معلوم کہ آپ رو رہے ہیں یا ہنس رہے ہیں۔ اس لئے اب میرا مشورہ مانیں تو اعلیٰحضرت کی حماقت پر زنجیروں سے آگ پر ماتم کریں مزا آجائے گا۔

بریلوی مذہب میں اب کسی پر حج فرض نہیں

بریلویوں کے اس عقیدہ کہ (اب حج فرض نہیں) کو ان کی کتابوں سے ثابت کرنے سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ یہ حج کی فرضیت کا انکار کیوں کرتے ہیں دراصل ان کے نزدیک "وہابی" کافر ہوتے ہیں۔ اور مدینہ منورہ۔ مکہ مکرمہ میں جو حکومت ہے وہ تاہنوز وہابیوں کی ہے اور جیسا کہ اعلحضرت اور اس کے تمام چیلوں کی تصریحات موجود ہیں کہ وہابی کافر ہوتے ہیں تو گویا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں حکومت کافروں کی ہے اور وہ ابن سعود سے لے کر اب تک موجود ہے جیسا کہ دیوبندی مذہب کے مرتب لکھتے ہیں:

گو سب مارے گئے مگر چند ایک وہابیوں نے بظاہر اسلام کو قبول کر کے اپنا بچاؤ کر لیا اور درحقیقت وہابی ہی رہے اور خفیہ طور اپنی تبلیغ میں کوشاں رہے، بعدہ دوبارہ وہابیوں نے تنظیم کر کے عرب پر قبضہ کر لیا اور آج تک سعودی عرب میں سعودی حکومت کے نام "وہابی" حکومت قائم کیئے ہوئے ہیں۔

(دیوبندی مذہب صـ۵۷)

یہ روایت دقیق اور ثقہ ہے یا نہیں اس پر خود مؤلف کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں اس لئے اس بات کی صحت اور عدم صحت پر میں بحث نہیں کرتا بتلانا صرف یہ ہے کہ بریلویوں کے نزدیک موجودہ حکومت وہابیوں کی حکومت ہے اور وہابیوں کو یہ کافر کہتے ہیں تو اب مطلب یہ ہوا کہ مدینہ اور مکہ پر کافروں کی حکومت ہے اس لئے اب حج بھی فرض نہیں رہا اور یہ میرا کوئی استنباط و استخراج نہیں بلکہ اس بات کی بریلویوں نے اپنی کتب میں وضاحت کی ہے جیسا کہ مصطفیٰ رضا خان تحریر فرماتے ہیں کہ:

جب یہ معلوم ہو لیا تو ہم کہتے ہیں اور بجزم یقین کہتے ہیں کہ آج جب حجاز مقدس میں ابن سعود منحوس دنا مسعود دمخذول و مطرود و مردود اس کے ہمراہیان نامحمود کا تجس ورود ہے اور حسب بیان سائل فاضل و دیگر کثیر حضرات حجاج و افاضل امان مفقود ہے فرضیت (حج) ساقط یا ادائیگی لازم ہے (تنویر الحجہ صـ۹)

چونکہ بریلوی مذہب کے پانچ رکن ہیں اور اسلام کے بھی پانچ ارکان ہیں

بریلویوں نے اپنے مذہب کے ارکان کی اہمیت کو لوگوں کے قلب وجگر میں مرکوز کرنا ہے اور وہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جس وقت تک کہ اسلام کے ارکان کی اہمیت کو لوگوں کے ذہنوں سے کھرچ نہ دیں اور حج کی فرضیت کا انکار دراصل اسلام کے انکار کا تدریجی عمل ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ایسا ہی کیا تھا کہ پہلے جہاد کا انکار بعدہٗ ادعائے نبوت۔ اس نے بھی فرضی نبوت کے مزعومہ زینے پر جہاد کے انکار کے بعد قدم رکھا۔ اس کا بھی جہاد کی فرضیت کا انکار اسلام سے انکار کا تدریجی عمل تھا اور اب بریلویوں نے بعینہٖ اس کے نقش پا پر چلتے ہوئے فرضیت حج کا انکار کیا اور اگلے اقدام کے لئے لنگوٹا کس رکھا ہے دیکھئے چھلانگ کب لگاتے ہیں؟

بریلوی مذہب میں حج پر جانے والے پاگل۔ اندھے اور بیوقوف ہیں۔

یہی مصطفیٰ رضا خان لکھتے ہیں کہ

یہاں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر دفع شر اشرار لئام ناممکن ہو تو کسی کے نزدیک بھی اس وقت حج کرنا فرض نہیں رہتا اور ہر وہ شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور پہلو میں دل اور دل میں ذرا سا انصاف اور چہرے پر آنکھیں اور آنکھوں میں حق کی روشنی اور کان اور کانوں میں قوت سمع موجود ہے۔ دیکھتا، سنتا، سمجھتا اور اعتراف کرتا ہے کہ آج نجدیان نافرجام کے اس فتنے کی روک تھام حاجیوں سے ممکن نہیں ہے تو کس طرح ان پر حج فرض ہوگا۔ (تنویر الحجہ ص۱۲)

یہ عبارت اپنے مفہوم پر اتنی واضح ہے کہ اس پر مزید کسی تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔

بریلویوں کے نزدیک اگر عورت کسی مرد کے آلۂ تناسل کو اور مرد کسی عورت کے اندام نہانی کو نیک ارادے سے ہاتھ لگالیں تو ان کو اجر و ثواب ملتا ہے

یہ فتوے کسی ایرے غیرے کا نہیں بلکہ بریلویوں کے نبی اور اعلحضرت کا فتویٰ ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

فرج و ذکر کو بہ نیت صالحہ (چھونا یا ٹٹولنا) موجب اجر و ثواب ہے۔
(احکام شریعت جلد ۳ ص۲۳۹)

بریلویوں سے احمد رضا کے اس فتوے کے سلسلہ میں دو باتوں کی وضاحت مطلوب ہے۔

۱۔ فرج و ذکر کو چھونے اور ٹٹولنے یعنی اس سے کھیلنے میں آپ حضرات کی نیت صالحہ یعنی نیت نیک کیسے ہوتی ہے؟

۲۔ اگر مرد اپنی بیوی کے اندام نہانی سے اور بیوی کے اپنے مرد کے آلۂ تناسل سے لطف اندوز ہونے پر اجر و ثواب ملتا ہے تو کیا آپ حضرات اس محبوب کھیل پر مترتبہ ثواب و اجر اعلیٰحضرت کی روح کو ایصال ثواب کیا کرتے ہیں؟

بریلوی مذہب میں اگر کسی کو نماز میں احتلام آجائے تو نماز نہیں ٹوٹتی اعلیٰحضرت فرماتے ہیں کہ:

نماز میں احتلام ہوا اور منی باہر نہ آئی کہ نماز تمام کرلی اس کے بعد اتری تو غسل واجب ہوگا مگر نماز ہوگئی۔ (فتاویٰ رضویہ ص۱۱۸)

بریلوی مذہب کے پرستاروں سے عرض کرتا ہوں کہ آپ کے اعلیٰحضرت تو اب موجود نہیں اس لئے اب آپ ہی لوگوں سے دریافت کرتا ہوں کہ نماز میں احتلام ہونے کی صورت کیا ہوگی؟

نماز میں تو آدمی بڑے خشوع اور خضوع سے دربار خداوندی میں حاضر ہوتا ہے اور حدیث شریف میں ہے۔

ان تعبد اللہ کانک تراہ وان لم تکن تراہ فانہٗ یراک۔ تو خدا کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر ایسا نہیں تو پھر یوں سمجھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

اگر نماز اس طرح پڑھی جائے تو نماز میں احتلام ہونا چہ معنیٰ دارد؟

مگر بریلوی مذہب چونکہ سراسر اسلام کے خلاف چند باطل نظریات

وادہام کا نام ہے اس لئے غالب گمان یہ ہے کہ شاید بریلوی مذہب میں نماز کے بارے میں یوں ہدایت ہو کہ تم نماز یوں پڑھا کرو گویا کہ تم عورتوں کو دیکھتے ہو اور اگر تم نہیں دیکھتے تو پھر یوں تصور کر لیا کرو کہ وہ تمہیں خوب دیکھ رہی ہیں بس اس لئے احتلام کی صورت بتائی گئی کہ اگر کوئی بریلوی اس منظر کو برداشت نہ کر سکا اور اسے احتلام آگیا تو پھر اس کا کیا ہو گا تو اعلحضرت فرماتے ہیں کہ نماز بھی ہو جاتی ہے البتہ غسل صحت ضروری کر لیا جائے۔

پھر مصلّٰی ڈال کر نماز شروع کی جائے اور زبانِ حال سے کہا جائے سے

سبحان اللہ اعلحضرت کے مداحو؟ بتاؤ کیا تمھارے نزدیک بھی یہ فتوٰی درست ہے اور پھر اعلحضرت کا فقیہانہ ذہن ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں۔

کہ منی باہر نہیں آئی کہ نماز تمام کر لی

یعنی بریلویوں کی نماز کی رفتار منی کی رفتار سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے۔ بہر حال یہ اعلحضرت کے اکاذیب میں سے ایک کذب ہے جو ان کی اپنی اختراع ہے یا اعلحضرت کی افتاد طبع ہی ایسی تھی کہ وہ ایسی چیزوں سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔ اس روایت اور بریلوی فتوے سے آپ پریشان ضرور ہوئے ہوں گے اور سوچتے ہوں گے کہ ایسی کون سی نماز ہو سکتی ہے جس میں احتلام بھی آتے رہیں اور نماز کی صحت پر کوئی اثر بھی نہ پڑے اس کی اصل وجہ تو بریلوی اور اعلحضرت کی خدائی اور نبوت کا دم بھرنے والے ہی دے سکتے ہیں میں تو اعلحضرت کی کتابوں سے اخذ کر کے کوئی ظنی اور عرفی وجہ بیان کر سکتا ہوں اگر آپ پسند کریں تو سنائے دیتا ہوں میرا خیال یہ ہے کہ بریلوی مذہب کو قبول کرنے کے بعد آدمی کو کئی منازل طے کرنی ہوتیں ہیں تب کہیں جا کر وہ ملت بریلویہ کا صحیح پیر دکار کہلاتا ہے۔

ان میں سے ایک منزل تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرد عورت کے اندام نہانی سے نیت صالحہ کے ساتھ تلاعب کرے تو اسے اجر و ثواب ملے۔ اور اگر عورت مرد کے آلۂ تناسل سے نیک نیتی کے ساتھ دل بہلائے تو وہ بھی اجر و ثواب پائے۔

یہ نفس کشی کے بریلوی سلوک کے طریقے ہیں اور پھر اس کے بعد

پھر ایک ایسا مقام بھی آتا ہے کہ بریلوی نماز پڑھتے وقت عورتوں کے اندام نہانی برہنہ کر کے ان کو سامنے بٹھاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں احتلام تو آتا ہے مگر اعلحضرت فرماتے ہیں کہ اس احتلام سے نماز میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔

عورتوں کو سامنے بٹھا کر اور وہ بھی مقام مخصوص اور ممنوع کو برہنہ کر کے بریلویوں کی نماز کی کیفیت کوئی ان پر الزام نہیں لگا رہا بلکہ ان کے اعلحضرت خود بیان کرتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ کتاب الطہارہ کھولیئے اور مجدد صاحب کا جدید فتویٰ ملاحظہ فرمایئے فرماتے ہیں۔ نمازی اپنی نماز میں اپنی یا بیگانی عورت کے فرج کے اندر کی طرف نظر کرے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۶۷)

مجھے تو اعلحضرت کی اس لطف اندوزی پر تبصرہ کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہو رہی ہے مگر کیا کروں ان اپنے منہ میاں مٹھو بننے والوں کو یہ بتائے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں جو شب و روز علمائے دیوبند پر الزام تراشیوں کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ جو صورت اعلحضرت نے تحریر فرمائی ہے کیا یہ اتفاقیہ ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ ایسی صورتیں بڑے اہتمام سے بنائی جائیں تب بنتی ہیں

یعنی عورت کو اس صورت کے لئے تیار کر کے سامنے بٹھایا جائے اور

تو سامنے ہو میں سجدہ کروں تب لطف ہے سجدہ کرنے کا
تو اور کہیں میں اور کہیں تیرے نام کا سجدہ کون کرے

ایسی صورت میں نو آموز اور ناپختہ کار بریلویوں کو احتلام آجانا قرین قیاس ہے۔

بریلوی مذہب میں خدا شادی شدہ ہے

عیسائیوں کا عقیدہ ہے حضرت مریم طاہرہ وطیبہ علیہا الصلوٰۃ اللہ کی بیوی ہیں اور اسی طرح مشرکین مکہ کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ مگر بیوی کا تعین ان سے منقول نہیں بریلویوں نے اس مشکل کو حل کر دیا اور اللہ کے لئے العیاذ باللہ بیویوں کا تعین بھی کر دیا چنانچہ احمد رضا فرماتے ہیں۔

حضرت موسیٰ سہاگ مشہور بزرگ گذرے ہیں ـــــــــ میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے۔ ایک بار شدید قحط پڑا۔ بادشاہ، قاضی و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعاء کے لئے گئے آپ انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں جب لوگوں کی آہ و زاری حد سے گذری تو ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فرمایا مینہہ بھیجئے یا اپنا سہاگ واپس لیجئے۔ سہاگن بیوی کا یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح امڈیں اور جل تھل ہو گیا۔ (ملفوظات جلد ۲ ص ۸)

احمد رضا کتنی شرمناک بات کہہ گئے یعنی اللہ کے لئے اس زنانہ صفت بزرگ کو بیوی ثابت کر دیا۔ احمد رضا کے دل میں اگر ذرہ برابر بھی خدا تعالیٰ کا خوف اور قرآن کریم پر ایمان کی معمولی رمق بھی ہوتی تو اس بزرگ کو اللہ کی بیوی اور سہاگن ہرگز نہ بناتے اور اس بزرگ کے اس جملہ "اپنا سہاگ واپس لیجئے۔ پر نکیر کرتے یا کوئی اچھی سی تاویل کرتے؟

جس سے بزرگ مذکور کا مطلب بھی اسلامی ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی اہانت سے بھی بچ جاتے مگر کیا کیا؟

اسے بھی ملاحظہ فرمالیجئے فرماتے ہیں کہ:

حضرت موسیٰ سہاگ ایک دفعہ نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے۔ ادھر سے قاضی شہر کو جامع مسجد کو جاتے تھے۔ انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا۔ یہ وضع مردوں کو حرام ہے، مردانہ لباس پہنئے اور نماز کو چلئے، اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا، چوڑیاں زیور اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لئے۔ خطبہ سنا جب نماز قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی۔ اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا، اللہ اکبر، میرا خاوند حی لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کئے دیتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک سرخ جوڑا اور وہی چوڑیاں۔ (ملفوظات احمد رضا جلد ۲ ص ۸۱)

لیجئے بجائے تاویل و تردید کرنے کے الٹا خدا کی بیوی ہونے پر ایک جھوٹا قصہ بھی بیان کر دیا آخر اس من گھڑت اور جھوٹی کہانی سے احمد رضا کا مطلب کیا ہے؟

ظاہر ہے کہ احمد رضا کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی بھی بیویاں ہیں اور اس قصہ کو قرآنی آیت سمجھ کر بیان کر رہے ہیں تاکہ وہ ان کے مدعا کی دلیل ہو جائے اس کے علاوہ اور مطلب بھی کیا ہو سکتا ہے الامان الحفیظ - بریلوی مذہب سے سو بار الامان -

بریلوی مذہب میں مصیبت کے وقت یا اللہ کہنا شیطانی وسوسہ ہے

احمد رضا ملفوظات میں ایک جھوٹی اور من گھڑت کہانی کا سہارا لیتے ہوئے اولیائے کرام کو مصیبت کے وقت پکارنے اور ندائے غیر اللہ کے جواز میں فرماتے ہیں کہ:

سید جنید بغدادی ایک روز دریائے دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی طرح چلنے لگے ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی لیکن کشتی نہ تھی اس لیے اس نے حضرت سے عرض کی میں کس طرح پار آؤں - فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ - اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا (ملفوظات احمد رضا جلد ا ص۱۱۷)

یہ بھی اعلیحضرت کا جھوٹ ہے اور پھر دلیری اور سینہ زوری دیکھئے کہ خدا کو پکارنے پر شیطان لعین کا وسوسہ کہہ رہے ہیں یہ ہے بریلوی تعلیم کا خلاصہ یہ لوگ اسی لئے غیروں کو پکارتے اور ان سے مصیبت کے وقت امداد مانگتے ہیں کیونکہ خدا سے مانگنے اور اسے مصیبت کے وقت پکارنے کو شیطان لعین کے وساوس اور دھوکوں سے ایک وسوسہ اور دھوکہ تصور کرتے ہیں ؎

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے
غیروں سے امیدیں خدا سے ناامیدی

بریلویوں کا عقیدہ کہ مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے

بریلوی مذہب کے زعیم مفتی احمد یار لکھتے ہیں کہ اس عبارت میں حسب ذیل فائدے ہیں۔

(۱) پیر کا مرید کے پاس حاضر و ناظر ہونا (۲) مرید کا تصور شیخ میں رہنا (۳) پیر کا حاجت روا ہونا (۴) مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے (۵) پیر مرید کو القاء کرتا ہے (۶) پیر مرید کا دل جاری کر دیتا ہے۔ (جاء الحق جلد ۱ ص۱۵۷)

لیجئے اب تو خدا سے بھی چھٹی ہوئی جو کچھ لینا ہو بس پیر کی چوکھٹ سے مل جائے گا۔ العیاذ باللہ۔

بریلوی مذہب کی تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو خداوند کریم کی ذات سے چڑ ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوائے کچھ نہیں کہ یہ لوگ دراصل خدا کے وجود ہی سے لوگوں کو انکار کرانے پر تلے ہوئے ہیں اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ جب مرید اپنے پیر کو ان چھ چیزوں پر قادر مطلق سمجھے گا تو اسے خدا کے پاس جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

بریلویوں کے مذہب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نبی علیہ السلام کے بیٹے ہیں

امام بریلویہ فرماتے ہیں

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا
(حدائق جلد ص۴)

ایک مقام پر فرماتے ہیں

یہ منہ ورنہ کسی قابل ہے یا غوث
تیرے بابا کا پھر تیرا کرم ہے
(حدائق بخشش جلد ۲ ص۱۳)

پہلے شعر میں حضرت شیخ کو قاسم اور ابن ابی القاسم کہا یعنی نبی علیہ السلام کے ایک فرزند ارجمند کا نام قاسم تھا جس کی وجہ سے نبی علیہ السلام کی کنیت ابوالقاسم تھی تو احمد رضا فرما رہے ہیں کہ وہ قاسم دراصل شیخ عبدالقادرؒ ہی ہیں۔

اور پھر عبدالقادرؒ ہوتے ہوئے حماقت دیکھئے کہتے ہیں کہ آپ قادر ہیں کیونکہ آپ کا بابا یعنی باپ مختار ہے اور دوسرے شعر میں کہتے ہیں کہ مجھے خدا سے کیا واسطہ بس مجھ پر تو محبوب سبحانی آپ کے بابا کا اور پھر آپ کا کرم ہے۔ جب آپ قادر ہیں تو اللہ کے کرم کی کیا ضرورت یہ دونوں شعر از اول تا آخر کفر کی آمیزش میں بسے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے میں ان پر تفصیلی کلام نہیں کرنا چاہتا صرف اتنا

بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ احمد رضا نے شیخ القادر جیلانیؒ کو نبی علیہ السلام کا بیٹا مان کر جہاں سارے حقائق کا انکار کیا ہے وہاں قرآن کریم کی اس آیت کا بھی انکار کر دیا جس میں اللہ نے نبی علیہ السلام کے رجال میں سے کسی کے بھی باپ ہونے کی نفی فرمائی ہے آپ اگر غور و فکر سے کام لیں تو آپ کو بریلوی مذہب چند ناقابل فہم شیطانی وساوس کا مجموعہ اور پلندہ معلوم ہوگا ان دو شعروں ہی کو لیجئے کہ ان میں شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو نبی علیہ السلام کا فرزند دلبند کہہ رہے ہیں اور پھر ایک جگہ معراج میں لکھتے ہیں نبی علیہ السلام جب براق پر سوار ہونے لگے تو شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے نبی علیہ السلام کو کندھا دیا تھا حالانکہ حضرت قاسم اس وقت پیدا ہی نہ ہوئے تھے تو شیخ عبد القادرؒ قاسم نبی علیہ السلام کے بیٹے کیسے ہو گئے؟

بریلوی عقیدہ ہے کہ خدا العیاذ باللہ بے اختیار ہے	اعلیٰحضرت ایک جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بے کسی بیان کرتے ہوئے ایک خالص جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے یوں لکھتے ہیں

رب عزوجل نے (غزوہ احزاب میں) حضور کی مدد کرنی چاہی ' ورشمالی ہوا کو حکم دیا کہ جا میرے حبیب کی مدد فرما اور کافروں کو نیست و نابود کر دے ہوا نے انکار کر دیا اور کہا کہ

الحلائل لا یخرجن باللیل	بیبیاں رات کو نہیں نکلتیں
فاعقمها الله تعالیٰ	اللہ تعالیٰ نے اس کو بانجھ کر دیا

اس وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا۔

(ملفوظات احمد رضا جلد ۴ ص ۷۸)

یہ بھی احمد رضا کا جھوٹ ہے

۱ —— اور اس روایت کا کتب حدیث وغیرہ میں کہیں تذکرہ نہیں۔

۲ —— شمالی ہوا کو بانجھ کہنا اور اس سے بارش کا نہ ہونا یہ بھی لغو اور باطل ہے میرا اپنا تجربہ ہے کہ شمالی ہواؤں سے بھی بارش ہوتی ہے۔

یہ جھوٹ دراصل احمد رضا نے اس لئے گھڑا تاکہ اپنی امت کو خدا کی بے

بسی دکھاسکیں اور لوگوں کو باور کراسکیں کہ خداوند کریم تو اب نعوذباللہ ریٹائرمنٹ کی مدت گزار رہے ہیں ان کے اختیار میں تو کچھ ہے نہیں اسی لئے تو ہوا نے آپ کے حکم سے انکار کردیا۔ خدا تعالیٰ کے متعلق جب احمد رضا اور اس کے متبعین کوئی بات کرتے ہیں تو وہاں بے اختیاری کی بو آتی ہے لیکن جب ولیوں اور نبیوں کا بیان آتا ہے تو ماشاءاللہ موت وحیات ریت کے ذرات ۔ درختوں کے پتے ۔ بارش کی بوندیں انقلابات عالم وغیرہ وغیرہ کے اختیارات بڑی دلیری اور ڈھٹائی سے تفویض کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بارے تو آپ نے بریلوی تصور ملاحظہ فرمالیا۔ اب ذرا اولیائے کرامؒ کے بارے گوہر فشانی ملاحظہ فرمائیے اور اس کے بعد آپ خود فیصلہ کریں کہ خدا کون ہے اور ولی کون ؟

فرماتے ہیں کہ

کُن اولیاءاللہ کی شان ہے ۔ اولیاءاللہ جس چیز کے لئے کن کہتے ہیں وہ فوراً پیدا ہو جاتی ہے ۔ اولیاء غیب دان ہیں اور مشکل کے وقت تشریف لاکر دستگیری فرماتے ہیں اور ہر جگہ موجود ہوتے ہیں ۔

(الجنۃ لاہل السنۃ صفحہ ۵۰۴)

دیکھا اولیاءاللہ کے اختیارات کس وسعت بے ایمانی سے دیئے جارہے ہیں اور ایک اللہ کے اختیارات کی عبارت بھی آپ دیکھ چکے ہیں ۔

میں نے اس عبارت کو اس بات کے استشہاد کے لئے پیش کیا ہے کہ بریلویوں کے نزدیک اولیاءاللہ کے اختیارات (نعوذباللہ) اللہ کے اختیارات سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو اس عبارت پر تھوڑا سا تبصرہ عرض کردوں !

اس عبارت میں یہ دو جملے پھر سے پڑھیں

۱ ـــــ مشکل کے وقت تشریف لاکر دستگیری فرماتے ہیں

۲ ـــــ ہر جگہ موجود ہوتے ہیں

اگر پہلا جملہ صحیح ہے تو دوسرا غلط

اور اگر دوسرا صحیح تو پہلا غلط
جو ہر جگہ موجود ہو اس کا تشریف لانا کیسے ممکن؟
اور جو تشریف لائے اس کا ہر جگہ ہونا چہ معنیٰ دارد؟
اس عبارت کو پڑھتے جائیے اور اپنی عقل کا ماتم کرتے جائیے۔

بریلوی مذہب میں تارکِ سُنّت اور جھوٹا آدمی بھی اہلِ سُنّت ہے

اوکاڑوی صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں جھوٹوں پر لعنت فرمائی گئی ہے اور حدیث شریف میں تارک سنت پر لعنت وارد ہے تو کیا جھوٹا اور تارکِ سنت، اہلِ سنت وجماعت سے خارج ہے؟ (تعارف علمائے دیوبند ص ۱۲۳)

اوکاڑوی صاحب کو دراصل مولانا رشید احمد کے ایک فتویٰ سے اختلاف ہے جس میں مولانا گنگوہی نے شیعوں کو ملعون لکھا ہے باقی تو سب اکھاڑہ بازی ہے اور فی الواقع غصہ اس بات پر ہے کہ شیعوں کو ملعون نہیں کہنا چاہئیے تھا اور دوسرا اوکاڑوی صاحب جھوٹے اور تارک سنت افراد واشخاص کو اہل سنت وجماعت کے دائرہ میں رکھ کر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ علاوہ ازیں اوکاڑوی صاحب بتلانا چاہتے ہیں کہ بریلویوں کی گنگا الٹی چلتی ہے یعنی بریلوی مذہب میں سچ جھوٹ ہے کفر اسلام ہے لڑائی صلح ہے تارکِ سنت اہلِ سنت اور عاملِ سنت وہابی ہے غالباً بریلویوں کے بھیجے معکوس ہوتے ہیں اسلئے ان کی دنیا بھی الٹی ہے تارکِ سنت کو اہل سنت وہی کہہ سکتے ہیں جس کی آنکھ نہ ہو ایک روایت ہے کہ اوکاڑوی کی ایک آنکھ نہیں ہے اگر یہ روایت درست ہے تو پھر ایسی باتیں اوکاڑوی صاحب کی شایان شان ہیں۔

بریلوی مذہب میں احمد رضا کے جھوٹ کا دوسرا نام قرآن ہے

آپ پہلے احمد رضا کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں۔
ڈاڑھی منڈانے اور کترانے کا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں۔ حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے۔ (احکام شریعت جلد ۲ ص ۱۷۳)

احمد رضا خان صاحب کے اس فتوے کو پڑھیں اور حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل سے آخر تک کی عبارت پھر سے پڑھیں اور اگر خدا توفیق دے تو احادیث کا مطالعہ فرمائیں اور قرآن کریم بھی پڑھ لیں نہ حدیث میں داڑھی منڈانے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کر دینے کا ارادہ ملے گا اور نہ قرآن کریم میں داڑھی منڈانے والے پر لعنت کا تذکرہ پائیں گے۔

یہ احمد رضا کی اپنی ہرزہ سرائی ہے جس کو قرآن کریم کی طرف منسوب کر کے خدا کے کلام پر بہتان باندھا ہے ـــــ اور اگر قرآن عظیم سے مراد احمد رضا کا اپنا فتویٰ ہے تو پھر اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ احمد رضا اپنی بھولی بھیڑوں کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ میری باتوں کو قرآن عظیم کہا کرو۔

اپنے جھوٹ پر چادر دیکھو کیسی خوبصورت چڑھائی چادر ہٹائی تو اندر چڑیل۔

بریلوی مذہب میں ساس کی شلوار کو شہوت سے ہاتھ لگانا خیر ہے

کوئی شخص مجدد صاحب سے پوچھتا ہے

عرض: معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوشدامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر اس کے جسم کو ہاتھ شہوت سے لگائے تو کیا حکم ہے؟

ارشاد اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر۔

(احکام شریعت جلد ۲ صـ۲۲۷)

سائل نے خوشدامن کی شلوار کو شہوت سے ہاتھ لگانے کی صورت میں سوال کیا ہے کہ اس کا کیا حکم ہے؟

بے علم علامے نے کتنا مضحکہ خیز جواب دیا ہے کہ ہاتھ لگانے والے کو اپنی ساس کے رانوں کی حرارت محسوس نہ ہو تو شلوار کے اوپر ساس کی رانوں سے لطف اندوز ہونے میں خیر ہے۔

اس فتوے سے مجدد صاحب کی فقہاء کی تصریحات سے عدم واقفیت عیاں ہے ـــــ فقہائے احناف نے شہوت سے مطلقاً ہاتھ لگانے کو حرمت مصاہرہ کا سبب لکھا ہے بلکہ شہوت سے دیکھنے کو بھی اسی حکم میں شامل کیا ہے۔

چنانچہ صاحب کنز الدقائق فرماتے ہیں۔

وَاللَّمْسُ وَالنَّظْرُ بِشَهْوَةٍ يُوجِبُ حُرْمَةَ الْمُصَاهَرَةِ

یعنی کسی عورت کو ہاتھ لگانے اور شہوت سے دیکھ لینے سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔

(کنز الدقائق ص۹۸)

اور حاشیہ پر ہے

اَوْ مَسَّهَا بِشَهْوَةٍ

یا عورت کو شہوت کے ارادے سے ہاتھ لگائے (تب بھی حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے گی)

معلوم نہیں مجدد صاحب نے حرارت کا نکتہ کہاں سے نکالا ہے؟ غالباً مجدد صاحب نے یہ نکتہ ایک باطل فرقے کی اس روایت سے حاصل کیا ہے جس میں تصریح ہے کہ اگر بیٹا اپنے آلہ تناسل پر ریشمی کپڑا لپیٹ کر اپنی ماں سے جماع کرلے تو کوئی حرج نہیں اس روایت کے جواز کی وجہ بھی حرارت کا نقدان ہی معلوم ہوتا ہے۔ مجھے تو یہ شخص علمی میدان میں سفید لٹھے کی مانند بالکل کورا معلوم ہوتا ہے اور بھولی بھیڑوں نے پتہ نہیں اسے مجدد کیوں مشہور کر دیا؟

بریلوی مذہب میں نبی اور ولی ہی خدا ہوتے ہیں

اس موضوع پر اگرچہ اجمالاً میں قبل ازیں بھی کچھ لکھ چکا ہوں مگر وہ مضمون ایک بحث میں ضمناً آجانے کی وجہ سے مفصل نہ تھا اس لئے اب ذرا تفصیلاً عرض کرتا ہوں۔

بریلوی مکتب فکر کے علماء اور شعراء نے اپنی کتب میں اس قسم کے مضامین پر بڑی سیر حاصل کلام کی ہے مگر شفیع اوکاڑوی اس سے انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بہت ضروری

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے

جو لینا ہے لے لیں گے محمدؐ کے در سے

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

یہ یا اس قسم کے ایسے اشعار جو عقیدہ و ایمان کی رو سے سراسر غلط ہیں ان کی نسبت علمائے اہل السنت (بریلوی) کی طرف کی جاتی ہے حالانکہ علمائے اہل سنت نے بارہا ان کی تردید کے ساتھ مطالبہ کیا ہے کہ بتاؤ یہ اشعار کس عالم اہل سنت نے کہے ہیں اور کس کتاب میں ہیں؟ (تعارف علمائے دیوبند صـ۹)

ماشاء اللہ اگر اوکاڑوی صاحب اس قسم کے اشعار کو کفریہ سمجھتے ہیں تو بڑی خوشی کی بات ہے چشم ما روشن دل ماشاد۔

مگر مولانا صاحب آپ کا یہ فرمانا محض کور بینی اور تحکم ہے کہ ان یا ان جیسے اشعار کی نسبت ملت بریلویہ کی طرف الزام ہے۔ آپ نے جو دو اشعار نقل کر کے فرمایا ہے کہ یہ عقیدہ و ایمان کی رو سے غلط ہیں اور ان جیسے کا معنیٰ یہ ہے کہ جن اشعار میں یہ مضمون ہو وہ بھی غلط ہوئے اگر ان دو شعروں کا آپ مضمون و مفہوم بیان کر دیتے تو ان جیسے اشعار کو منتخب کرنے میں کوئی اور اختلاف نہ ہوتا تاہم یہ کوئی اتنا دقیق مسئلہ نہیں کیونکہ یہ دونوں شعر اردو کے ہیں اور کسی بھی اردو دان کو ان کے مفہوم سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔

تو پہلے میں ان دونوں شعروں کا مفہوم اور خلاصہ عرض کیئے دیتا ہوں۔

پہلے شعر کا مطلب یہ ہے۔

کہ اللہ بس یکتا ہے اس کے علاوہ اب اس کے قبضہ میں کوئی اختیار نہیں —— اور اس نے اپنے تمام اختیارات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تفویض کر دیئے ہیں اس لئے اب جو ضرورت ہوگی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ لیں گے۔

اور دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ جسے ہم خدا کہتے ہیں اس کا نام زمین پر مصطفیٰ ہے اور عرشوں پر اسی کو خدا کہتے ہیں۔

یہ ہے ان دونوں شعروں کا مفہوم اور ان جیسے کا مطلب یہ ہوا کہ جن اشعار

میں یہ مفہوم ہو - اور آپ نے تسلیم کر لیا کہ ایسے مضمون پر مشتمل اشعار کفریہ ہیں اور ان کا کہنے والا کافر ہے -

رہا آپ کا مطالبہ تو واللہ آجتک مجھے آپ کے مطالبے کا علم ہی نہ ہو سکا ورنہ آپ کو اتنی تکلیف نہ ہوتی پہلی تکلیف کی معافی چاہتا ہوں اور فی الحال آپ کا مطالبہ پورا کرتا ہوں ذرا غور سے دیکھتے جائیے اور عقیدہ اور ایمان کی رو سے غلط کہتے جائیے -

۱ـــــ سب سے پہلے آپ کے اعلیٰحضرت سے بات شروع کرتا ہوں آپ کے اعلیٰحضرت ایک جگہ اول الذکر شعر کے مفہوم کو نثر میں یوں بیان کرتے ہیں -

اگر الوہیت (وحدت) عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا تو ضرور یہ بھی عطا فرماتا -

(ملفوظات جلد ۲ صـ۳۲)

فرمائیے اوکاڑوی صاحب یہ پہلے شعر کا مفہوم ہے یا نہیں اور یہ آپ کے اعلیٰحضرت کا عقیدہ ہے اسے بھی عقیدہ اور ایمان کی رو سے غلط کہیئے اگر ان کے عقیدے کو غلط نہیں کہتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے عوام الناس کو بیوقوف بنانے کے لئے سفید جھوٹ بولا ہے فی الواقع آپ کا بھی عقیدہ یہی ہے کہ اللہ اپنی وحدت دے نہیں سکتے ورنہ جس طرح سب کچھ دے کر کا رہائے دنیا سے ریٹائر ہو گئے ہیں اسی طرح یہ بھی دے دیتے -

اٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا دے

۲ــــ وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے (حدائق بخشش جلد ا صـ۱۱۳)

یہ بھی اعلیٰحضرت کا نعتیہ کلام ہے فرماتے ہیں کہ جب معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے اور نبی علیہ السلام کے مابین تمام پردوں کو ہٹا کر قریب بلایا تو کسی کو کیا خبر کہ وہاں کیا کیا راز ہائے سربستہ کھلے البتہ اتنا ضرور معلوم ہے کہ اس مقام پر دو ہستیاں جمع نہیں ہو سکتیں لہٰذا فرش سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر گئے یہی دراصل خدا تھے -

ایک مقام پر حامد رضا اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خدا اور رسولؐ کو ایک کیوں مانتے ہیں فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بھی قدیم ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی قدیم ہیں اور ہمارے نزدیک دو ہستیاں قدیم اور دائم نہیں ہو سکتیں اس اصول اور قانون کی وجہ سے دونوں کو ایک ہی ماننا پڑیگا چنانچہ فرماتے ہیں کہ ؎

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
بکل شئ علیم لوح محفوظ خدا تم ہو
نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر (حدائق بخشش جلد ۲ صـ ۱۰۴)
تم اول اور آخر ابتداء تم انتہا تم ہو

بڑے میاں نے تو صرف قصر دنیٰ کے پردے اٹھا کر ذرا اشاروں سے کام لیا مگر چھوٹے میاں نے تو کمال کر دیا اور بیٹے کے ذہن میں باپ ہی کی تعلیمات مسمومہ کے اثرات ہیں جس سے وہ خدا اور رسول دو جداگانہ وجود کے قائل نہیں بلکہ وجود ایک اور نام دو ہونے کے قائل ہیں اور کہتے یوں ہیں کہ جب زمین پر انسانوں کے جمگھٹ میں نبی علیہ السلام نظر آتے ہیں تو ان کا نام محمد اور احمد ہے۔

اور جب فرشتے دست بستہ ان کے دربار میں عالم اعلیٰ میں نظر آتے ہیں تو وہ خدا کہلاتا ہے گویا کہ جو زمین پر ہے یہ وہی ہے جو آسمان پر ہے اور جو آسمان پر ہے یہ وہی ہے جو زمین پر ہے۔ تو عیسائیوں کی طرح بریلویوں کا بھی عقیدہ یہ ہوا کہ دو ایک ہیں اور ایک دو ہیں بلکہ احمد رضا خان صاحب تو اس سے بھی ترقی کر کے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ دو اور ایک کی بات مت کرو ہم تو عیسائیوں کی طرح بالکل تین ایک اور ایک تین ہیں کے قائل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں ؎

اللہ سے احمد اور احمد سے تجھ کو
سب کن مکن حاصل ہے یا غوث
(حدائق جلد ۲ صـ ۹)

یعنی اللہ نے اپنے تمام اختیارات نبی علیہ السلام کے حوالے کر دیئے اور نبی علیہ السلام نے وہی اختیارات حضرت غوث رضی اللہ عنہ کو دیدیئے۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

۱ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام اختیارات نبی علیہ السلام کو دیدیئے اور خود اب سوائے احدیت اور وحدت کے کچھ نہیں اور اسی طرح پھر نبی علیہ السلام نے وہی اختیارات حضرت جیلانیؒ کو تفویض کر دیئے اور سوائے نبی ہونے کے اپنے پاس کچھ نہ رکھا تو گویا کہ اب احد اور احمد دونوں ریٹائرمنٹ کا زمانہ گزار رہے ہیں اور مختار صرف شیخ جیلانیؒ کی ذات ہے ـــــ یہ عقیدہ بھی کفریہ ہے۔

۲ـــــ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تینوں ہستیاں مساوی طور پر مختار ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ خدا کے پاس تمام اختیارات ذاتی ہیں اور نبی علیہ السلام کے پاس عطائی اور غوث پاکؒ کے پاس بذریعہ عطاء در عطا اور تینوں ہستیاں سپرپاور ہیں اور یہ بعینہٖ تثلیث ہے یہی عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔

کہ التثلیث فی التوحید

اور التوحید فی التثلیث

اور تمھارا عقیدہ بھی یہی ہوا کہ تینوں ایک اور ایک تین ـــــ اور یہ عقیدہ بھی کفریہ ہے اوکاڑوی صاحب میں نے آپ کا مطالبہ پورا کر دیا۔ اب فرمائیے اعلٰحضرت اور حامد رضا کے بارے میں کیا فیصلہ ہے۔

اور یا "بہت ضروری" کے تحت جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ سب تقیہ ہے ؎

ہم سے الجھو گے تو انجام قیامت ہوگا

ہم نے روندا ہے زمانہ میں حسینوں کا وقار

اوکاڑوی صاحب کو غالباً اپنے مکتب فکر کے لوگوں کی کتب دیکھنے کا موقع نہیں ملا ورنہ یہ بات قطعاً نہ کہتے ـــــ میں اس موضوع پر اگر بالاستیعاب لکھوں تو ایک دفتر درکار ہے اس لئے آخر میں تیسرا حوالہ صرف اس لئے نقل کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں تاکہ آپ کے تثلیث والے عقیدے کی ایک مزید دلیل بن جائے

۳ـــــ لیجئے یہ ہے میرے سامنے حدائق بخشش اس کا صـ۱۱۴ نکالیئے اور چوتھا شعر پڑھیئے آپ کے اعلٰحضرت فرماتے ہیں ؎

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

ہمارا تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ معراج کی شب نبی علیہ السلام اللہ سے ملنے گئے تھے مگر امام بریلویہ فرماتے ہیں کہ

معراج کی شب خدا سے خدا ملنے گیا تھا احمد رضا کا یہ شعر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہونے پر اتنا واضح ہے کہ اس پر نہ کسی قرینہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی تاویل وہیر پھیر کی احتیاج ——— اوکاڑوی صاحب! کیا یہ شعر جو مستوی عرش تھا اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر بعینہ اس کے ہم معنیٰ نہیں اب تو آپ ہی کے فتویٰ سے احمد رضا کافر ہوا اور اس کا شعر آپ کے عقیدے اور اگر آپ میں ایمان ہے تو ایمان کی رو سے بھی غلط ہوا۔ یا تو غلط کہیے اور یا اس بات کو تسلیم کیجئے کہ آپ کا اور آپ کے اکابر کا یہی عقیدہ ہے کہ خدا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی کوئی فرق نہیں جو مستوی عرش تھا وہی اپنا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھ کر مدینہ میں رونق افروز ہے فیا اسفیٰ۔

بریلویوں کا مذہب ہے کہ خدا اور رسولؐ دونوں بھائی ہیں

بریلوی مذہب کے نعت خوانوں کی بات نہیں بلکہ بریلوی مذہب کے بانی احمد رضا کی بات کرتا ہوں کہ ان کا یہ نظریہ ہے اور میں اکثر بریلوی مذہب کے احکام کے ثبوت میں احمد رضا ہی کے اقوال پیش کرنے کو اولیت دیتا ہوں رہ گئی برساتی مینڈکیں تو اولاً تو میں ان کو بریلوی سمجھتا ہی نہیں بلکہ وہ تو مطلق العنان بے دین لوگوں کی ایک کھیپ ہے جنہوں نے اپنی لادینیت اور مطلق العنانیت پر رضا خانیت کی چادر چڑھائی ہوئی ہے اور ان کی اکثر و بیشتر باتیں خود احمد رضا کے اقوال سے متصادم ہیں اس لئے میرے نزدیک نہ وہ بریلوی ہیں اور نہ ہی انھیں بریلوی کہنا قرین قیاس ہے اور اگر اندر رخانہ ان کا بریلویوں سے دین متین کی تصویر وہئیت کو بگاڑنے کا کوئی سمجھوتہ ہو تو وہ بات جدا ہے علاوہ ان کے بریلوی مذہب کے کچھ قوائم ہیں ان کی بات بریلویوں کے نزدیک وقیع ہوتی ہے اس لئے کبھی کبھی ان کے اقوال پیش کر دینے میں دریغ نہیں کرتا لیکن خدا اور اس کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کے بارے میں جتنا اہانت آمیز مضامین کا تانتا احمد رضا کی کتب میں ملتا ہے اتنا کھل کر اور دیدہ دلیری سے کسی نے نہیں لکھا۔

حتی کہ جو لوگ اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتے اور سرے سے خدا کے وجود ہی کے منکر ہیں انہوں نے بھی خدا کے ماننے والوں کا احترام کرتے ہوئے خداوند کریم کی ذات کے بارے میں بھی اتنی یادہ گوئی نہیں کی جتنی احمد رضا نے کی ہے ذرا ان کا اس شعر میں تخیل ملاحظہ فرمائیں ؎

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی علیہ السلام معراج پر تشریف لے گئے تو خدا اور آپ کے مابین لاکھوں پردے تھے اور وہ پردے بتدریج ایک ایک کر کے اٹھتے گئے اور پھر ہر پردے میں لاکھوں جلوے تھے یہ وقت بھی بڑا عجیب وقت تھا کہ دونوں بھائی پیدا ہونے کے بعد سے جو بچھڑے ہوئے تھے اب مل رہے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ دو بھائی پیدا ہونے کے ایک طویل مدت بعد ملیں تو وہ ملاقات جتنی فرحت بخش ہو سکتی ہے اس سے کہیں زیادہ ان دونوں جنم کے بچھڑے ہوؤں کی ملاقات میں انبساط کا منظر تھا۔

یہاں تک تو اعلحضرت کے شعر کا میں نے سادہ لفظوں میں مطلب بیان کر دیا ہے جو امید ہے کہ قارئین سمجھ گئے ہوں گے ——— لیکن اس شعر میں مندرجہ ذیل اعتراضات ہیں اور رضاخانیوں سے امید کرتا ہوں کہ ان کے جوابات سے بہت جلد نوازیں گے۔

۱ ——— حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے۔ یہ مقولہ احمد رضا کا اپنا ہے یا قرآن کریم و حدیث نبوی میں بھی اس کا کہیں تذکرہ ہے

اگر یہ احمد رضا کا اپنا مقولہ ہے تو ردی کی ٹوکری کی زینت بنا دیا جائے اور ——— اگر قرآن مجید و حدیث میں حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردوں کا تذکرہ ہے تو اسے بیان فرمائیے۔

۲ ——— ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے اس پر بھی یہی مذکورہ دو سوال ہیں۔

۳ ——— عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت الخ یعنی دونوں معراج کی شب ملے

اور ملنے کے بعد پھر فرقت یا فرقتِ طویلہ کے بعد دونوں میں وصل ہوا۔ مجھے بھی تسلیم ہے کہ دونوں ہستیوں کا اس شب وصل ہوا مگر تمہارے نزدیک تو یہ غلط ہونا چاہیئے کیونکہ تم تو نبی علیہ السلام کو ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر مانتے ہو تو حاضر و ناظر جب ہر جگہ موجود ہے تو اس کی جدائی اور بچھڑنے کے کیا معنیٰ؟

یہ آپ کے اعلحضرت کا ڈھول ہے یا جھوٹ

۴ —— جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے۔ نبی علیہ السلام کا جنم تو تسلیم لیکن خداوند ... تو لم یولد ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف جنم کی نسبت تو کفر ہے کیا احمد رضا نے اللہ کی طرف جنم کی نسبت کر کے کفر کا ارتکاب نہیں کیا؟

۵ —— زیر بحث شعر کے آخر میں احمد رضا فرماتے ہیں کہ "گلے ملے تھے"۔ قرآن کریم میں تو ہے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى۔ اگرچہ اس سے بھی محقق قول یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں اور اگر غیر مشہور قول ہی مراد لیا جائے جس میں اللہ اور نبی علیہ السلام کا تذکرہ ہے تب بھی گلے ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر آپ کے اعلحضرت نے گلے ملنے کی تعبیر کہاں سے نکال لی؟

بریلوی مذہب میں کتے کا گوشت اور پاخانہ پاک ہے

احمد رضا کی کتب میں کتے کا تذکرہ بڑی کثرت سے ملتا ہے اور گذشتہ اوراق میں میں آپ کی کتابوں سے کتے کا اوسط بھی بتلا چکا ہوں۔

مندرجہ ذیل فتویٰ سے کتے کے کثرت سے تذکرہ کی وجہ آپ خود ہی سمجھ جائیں گے اور تھوڑی سی رہنمائی میں کئے دیتا ہوں —— یعنی تمام مسلمان آجتک کتے کو نجس اور حرام کہتے آئے ہیں اور بریلوی مذہب میں بات اس کے برعکس ہے اس لئے احمد رضا نے پہلے اس کا اپنی کتب میں کثرت سے تذکرہ فرمایا تاکہ لوگ اس سے مانوس ہو جائیں اور جو صدیوں سے کتے سے نفرت چلی آرہی تھی وہ بتدریج ذہنوں سے نکل جائے۔ جب خانصاحب نے یہ سمجھ لیا کہ اب وہ نفرت نہیں رہی تو بعدہ یہ فتویٰ دیدیا چنانچہ فرماتے ہیں۔

عرض — کتے کا روآں تو ناپاک نہیں۔

ارشاد —— صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب ناپاک ہے۔ (ملفوظات جلد ۲ صـ ۹۱

اعلیٰحضرت کے اس ملفوظ کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں ناظرین خوب سمجھ جائیں گے کہ اعلیٰحضرت کتے کے لعاب ہی کو ناپاک فرما رہے ہیں اور لفظ "صرف" سے وضاحت کر دی کہ باقی سب حلال و طیب۔ کتا چونکہ فطرۃً اپنی جنس سے حسد کرنے والا جانور ہے اور بریلوی جب اس کے گوشت اور پاخانہ وغیرہ کو حلال سمجھتے ہیں تو اس کے کھانے کو کارِ خیر گردانتے ہوئے اندرونِ خانہ اس کے گوشت سے لطف بھی اٹھاتے ہوں گے۔ اسی کتا خوری کی وجہ سے بریلویوں کے اندر بھی وہی کتے والی دو عادتیں خصوصیت کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔

۱ــــــ لڑنا، جھگڑنا، بھونکنا۔ کتا جہاں اجنبی کو دیکھے گا، اس سے لڑے گا بھونکے گا۔ بریلوی بھی جہاں دیوبندی کو دیکھیں گے اس سے لڑیں گے اور لڑنے کی طاقت نہ ہوئی تو کافر تو ضرور کہدیں گے۔

۲ــــــ کتے میں وفاداری ہوتی ہے یہ بھی اپنے آقا کے بہت وفادار ہیں زندگی بھر انگریز کی وفاداری کے دم بھرتے اور وزارت کے خواب دیکھتے رہے اور اسی کے نقشِ پا پر اس کے اذناب چل رہے ہیں اسلام سے وفاداری نہیں بس وقت کے حاکم کی وفاداری کا دامن ہاتھ سے نہ جانے پائے۔

بریلوی مذہب میں شیخ عبدالقادرؒ (معاذاللہ) معرفت میں نبی علیہ السلام سے بھی بلند مقام رکھتے ہیں

امام بریلویہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مدح و منقبت میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ آپ کو آسمانِ معرفت کا چاند بنا کر بقیہ تمام مخلوق کو بشمول فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ضیا پاشیوں سے فیض یافتہ یقین کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

ہم توئی قطبِ جنوب و ہم توئی قطبِ شمال
نے غلط کردم محیطِ عالمِ عرفان توئی

(حدائق بخشش جلد ۲ ص ۸۱)

یعنی اے شیخ عبدالقادر آپ شمال و جنوب کے قطب ہیں ـــــــ اور اگلے مصرعہ میں کہتے ہیں کہ نہیں میں نے آپ کو صرف شمال و جنوب کا قطب کہہ کر غلط حرکت کی بلکہ آپ تو معرفت و خدا شناسی کی تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ناظرین اگر آپ تھوڑی

سی غور و فکر فرمائیں گے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اس شعر میں اعلیٰحضرت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کا ارتکاب کیا ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ ہے وہ دنیا ہے اور اسی دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں اور اعلیٰحضرت حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے بارے کہہ رہے ہیں کہ آپ تمام دنیا کو معرفت و خدا شناسی میں گھیرے ہوئے ہیں یعنی تمام دنیا سے معرفت میں بڑھے ہوئے ہیں تو گویا اعلیٰحضرت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو معرفت و خدا شناسی میں بڑھا ہوا کہا ہے جو سخت کفر ہے۔

نیز اس شعر کے آخری مصرعہ میں اعلیٰحضرت کی علمی بساط بھی واضح ہو گئی کیوں کہ ۔نے غلط کردم۔ خود غلط ہے بلکہ اس جگہ "نے غلط گفتم" ہونا چاہیئے تھا۔

لطیفہ ——— اس شعر میں آپ نے دیکھ لیا کہ بریلویوں کے اعلیٰحضرت شیخ عبدالقادرؒ جیلانیؒ کی تعریف کرتے ہوئے اتنے آگے نکل گئے کہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر بیٹھے اور ایک مقام پر بریلویوں کے ایک مفتی علمائے دیوبند کی تردید میں اپنی اندھی قلم اس طرح چلاتے ہیں کہ جنہیں ان کے پیر و مرشد معرفت میں نبی علیہ السلام سے بھی فائق مانتے ہیں وہ انہیں کو بے دین قرار دے جاتے ہیں۔ چنانچہ مفتی احمد یار لکھتے ہیں

نیز خدا تعالیٰ کی صفات واجب ہیں نہ کہ ممکن لہٰذا خدا کے لئے سکنا کہنا بے دینی ہے
(جاء الحق صـ ۲۸۹)

ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ بغیر باپ کے پیدا فرما دیں اور ہو سکتا ہے کہ باپ کے ہوتے ہوئے بھی کسی کو بیٹا نہ دیں اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ایک گناہ گار کو بغیر عذاب دیئے جنت میں داخل فرما دیں ——— مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے تمام جملے بے دینی پر مبنی ہیں ——— اور شیخ عبدالقادرؒ مفتی صاحب کے فتوے کے برعکس یوں فرماتے ہیں کہ

اگر وہ چاہتا ہے تو اس کو ترک کر دیتا ہے اور ایسا کرنا اس کی قدرت میں ہے اور ممکنات و موجودات سب چیزوں پر اپنی عام قدرت سے اختیار رکھتا ہے۔
(غنیۃ الطالبین۔ صـ ۱۲۵)

تو مفتی احمد یار کے فتوے سے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ عیاذاً باللہ بے دین ٹھہرے اب آپ ہی بتائیں کہ ان لوگوں کو پاگل کہوں یا کافر؟

بریلوی مذہب میں محفل میلاد میں قیام کرنے والے بندر ہیں

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔ میں نے بندر کو قیام کرتے دیکھا ہے میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے منجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مودب بیٹھا سن رہا تھا جب قیام کا وقت آیا مودب کھڑا ہو گیا پھر جب بیٹھے تو وہ بھی بیٹھ گیا۔ وہ بندر تھا وہابی نہ تھا۔ (ملفوظات جلد ۴ صہ ۵۴)

ناظرین کرام اعلیٰحضرت کے اس ملفوظ کو آپ دوبارہ پڑھیں اور اس کے بعد فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسا شخص مجدد تو کیا ایک باہوش آدمی کہلوانے کا بھی مستحق ہے؟

مجلس میلاد میں قیام کے جواز پر بندروں کے عمل کو پیش کرنا کونسی عقلمندی ہے اور طرفہ تماشہ دیکھئے فرماتے ہیں کہ وہ بندر تھا وہابی نہ تھا یہ بعینہٖ فباؤ ابغضب علیٰ غضب ہے۔ اس لئے کہ اگر میں اسی واقعہ کو بیان کرنے کے بعد کہوں کہ اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد میں قیام بندر کرتے ہیں انسان نہیں تو کیا آپ اس پر کوئی معارضہ پیش کر سکتے ہیں؟

مسائل کو ثابت کرنے کا یہ عجیب طریقہ ہے ادھر تو قیام کو واجب کہتے ہیں۔ اور واجب ثابت کرنے کے لئے بندروں کی کہانیاں پیش کر رہے ہیں مولنا یہ شریعت ہے مداریوں کا کھیل نہیں۔

نیز اس حکایت سے معلوم ہوا کہ اعلیٰحضرت اپنے گھر میں بندر بھی رکھا کرتے تھے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انہیں نچاتے بھی تھے یا صرف محفل میلاد کے لئے پال رکھے تھے؟

گل چین نے کیا گلشن سرسبز کو تاراج
اب ہو کے رہا مرغ گرفتار کہاں جائے

بریلوی مذہب میں اب بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے

ملت رضائیہ کے امام و بانی اپنے نعتیہ کلام میں فرماتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا بلکہ اب بھی کھلا ہے جب دروازہ کھلا ہے تو مطلب واضح ہے کہ اس دروازے سے اور نبی بھی آسکتے ہیں چنانچہ آپ کا شعر ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں ؎

فتح باب نبوت پہ بیحد درود (حدائق بخشش جلد ۲ ص ۷۲)
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

یہاں فتح بمعنیٰ مفتوح یا فاتح کے ہے کیونکہ مصدر معنیٰ میں فاعل یا مفعول کے ہوتی ہے اگر معنیٰ میں مفتوح کے ہے تو پھر شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ نبوت کے کھلے ہوئے دروازے پر بیحد درود اور اگر فتح بمعنیٰ فاعل یعنی فاتح کے ہے تو پھر یہ معنیٰ ہوں گے کہ نبوت کے دروازے کو کھولنے والے پر بیحد درود تو اس وقت مراد یہ ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کے دروازے سے داخل ہونے والا ہو اس پر بیحد درود وہ چاہے اسود عینی ہو یا مسلیمہ کذاب یا مرزا غلام احمد یہ تمام لوگ ہی مراد ہوں گے۔

اور علامہ احمد رضا کی دیگر عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ "فتح باب نبوت" سے مرزا غلام احمد ہی مراد ہیں کیونکہ آپ ایک دوسرے مقام پر احمدیوں یعنی مرزائیوں کی مسجد کے عبادت گذار پر بھی درود بھیج رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ ؎

زاہد مسجد احمدی پر درود
دولت جیش عسرہ پہ لاکھوں سلام (حدائق ج ۲ ص ۳۶)

یہ شعر پہلے شعر کا مؤید ہے کہ فتح باب نبوت سے آپ کی مراد اجرائے نبوت ہے اسی لئے آپ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اجرائے نبوت کا عملی نمونہ بنے ہیں میں ان کی قائم کردہ مسجد میں بیٹھ کر عبادت کرنے والے زاہد پر بھی درود بھیجتا ہوں ——

—— فرمائیے جناب والا آپ علمائے دیوبند کے بارے میں فرمایا کرتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے قائل نہیں تو احمد رضا کے بارے میں کیا خیال ہے یہاں تو نبوت کے دروازے کھولے جا رہے ہیں اور جن لوگوں نے نبوت کا

دعویٰ کیا ان کی مسجد کے زاہد پر بھی درود بھیجا جا رہا ہے۔ منکر ختم نبوت آپ ہوئے یا ہم؟

تم اگر چاہو برائی نہ کسی کی اکبر
پھر تمہارا بھی جہاں میں کوئی بدخواہ نہ ہو

بریلویوں کے نزدیک پیر مرید کی بیوی کے پاس سوتا ہے

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں کہ سیدی احمد سلجماسی کی دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیئے عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا؟ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا (ملفوظات جلد ۲ ص ۴۹) تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہوتا ہر آن ساتھ ہوتا ہے۔

امام بریلویہ دراصل اولیائے کرام کے حاضر و ناظر کے مسئلہ پر بحث فرماتے ہوئے زیر بحث مسئلہ کو دلائل سے ثابت کر رہے ہیں اور دلیل دیکھئے کتنی بھونڈی اور لچر ہے کہ ہر پیر اپنے مرید اور اس کی بیوی کے مخصوص اوقات میں ان کے پاس ہوتے ہیں اور لاکھوں مریدوں کا پیر روزانہ لاکھوں نظارے کرتا ہے —— پیر کی ایسی کیفیت کا تذکرہ قرآن و حدیث میں تو کہیں ہے نہیں احمد رضا نے یہ لطیف مضمون کہاں سے نکال لیا غالباً یہ بھی افتادِ طبع کی شرارت ہے؟

ناظرین کرام آپ سابق اوراق میں پڑھ آئے ہیں کہ یہ بات خود بریلویوں کو تسلیم ہے کہ احمد رضا چلبلی طبیعت رکھتے تھے یہ من گھڑت کہانی بھی اسی چلبلی طبیعت کا شاخسانہ ہے میرا خیال ہے کہ کوئی باپردہ خاتون اعلیٰحضرت کی مرید ہوئی ہوگی اور اعلیٰحضرت نے اس کے حسن کا چرچا سن لیا ہوگا آپ کی خواہش ہوگی کہ وہ بے پردہ ہو کر میرے سامنے آئے اور میں اس کے حسنِ دلربا سے لطف اٹھاؤں لیکن وہ اس پر آمادہ نہ ہوتی ہوگی چنانچہ اعلیٰحضرت نے یہ حکایت گھڑ کر اسے سنائی ہوگی کہ ہم

سے پردہ فضول ہے ہم تو تمہارے مخصوص اوقات میں بھی تمہارے پاس ہوتے ہیں اور تمام نظاروں سے لطف اندوز ہوتے ہیں ہم سے پردہ فضول ہے لہذا جب ہمارے سامنے آیا کرو تو نقاب الٹ دیا کرو۔

سبحان اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے؟

اعلیحضرت کی اسی روایت سے غالباً آجکل کے جاہل پیروں نے فائدہ اٹھا کر برملا کہنا شروع کر دیا ہے کہ مریدنی کو پیر سے پردہ کی ضرورت نہیں بلکہ پردہ جائز ہی نہیں کیونکہ میدانِ محشر میں ہم نے ان کی سفارش کرنی ہے اگر ہم انہیں دنیا میں نہ دیکھیں گے تو آخرت میں پہچان نہ سکیں گے۔ اس مقام پر اعلیحضرت کی ہوشیاری کی داد دینی پڑے گی اس لئے کہ جب امام بریلویہ نے یہ من گھڑت حکایت بیان کی تو فوراً ان کے ذہن میں یہ بات گردش کرنے لگی کہ یہ بات تو اس سادہ لوح مریدنی کی سمجھ میں نہیں آئے گی کیونکہ اس کے ذہن میں فوراً یہ اعتراض بار بار آرہا ہو گا کہ اگر کسی پیر کی دس ہزار مریدنیاں ہونگی تو وہ سب کے پاس بیک وقت کیسے اور کیوں ہو سکتا ہے اس لئے آپ نے فوراً ایک دوسرا عنوان اختیار کر کے ایک دوسرا گھڑنتو چھوڑا اور یوں فرمایا کہ

اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات ج ۱ ص ۱۲۷)

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدرت می شناسم

باب چہارم

بریلوی مکتب فکر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بعد تمام کائنات سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ آپ ہی تمام کائنات کی تخلیق و ایجاد کی علت ہیں۔ غوث و اقطاب۔ ابدال و مدار۔ صدیق و شہید۔ صالح اور ولی۔ عابد و زاہد۔ امام و عالم۔

فقیہہ و محدث غرضیکہ تمام شعبہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اشخاص وافراد فیضانِ نبوت مصطفوی علی صاحبہاالف الف تحیۃ سے مستفیض و مستفید ہوکر ہی کچھ پاتے ہیں اور آپ ہی امام الانبیاء ہیں۔ آپ ہی کے اقوال وافعال تمام لوگوں کے اقوال وافعال پر فائق ہیں کوئی خواہ کچھ ہی کیونکہ نہ ہو آپؐ کی رفعتوں اور بلندیوں تک اس کو رسائی نصیب نہیں ختم نبوت کے تاجدار ہیں۔ خداوند کریم نے تمام کمالات کی آپؐ پر تکمیل فرمادی ہے۔ آپ کی مانند نہ کوئی ہوا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ آپؐ علم میں۔ فہم و فراست میں۔ زہد و عبادت۔ تفکر و تدبر میں۔ حسن و جمال۔ عطا و نوال میں تمکین و تلطف میں۔ عفو و درگذر میں اپنی مثال آپ ہی تھے درِ مصطفیٰ کو چھوڑنے والے کو بجز روسیاہی اور ٹھوکروں، ذلتوں اور خجالتوں کے کچھ حاصل نہیں لیکن اس کے بالمقابل اگر آپ ملت بریلویہ کے مزعومات اور ہفوات کو دیکھیں تو وہاں آپ کو اس سے مختلف باتیں ملیں گے جس کو تفصیلاً اور بالاستیعاب بیان کروں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے اس لئے میں ناظرین کرام کی خدمت میں بریلوی مکتب فکر کی کتب کی کچھ عبارات پیش خدمت کرتا ہوں جس سے آپ پر واضح ہو جائے گا کہ ان کے نزدیک سرور کائنات منبع جود وسخا صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حیثیت ہے۔

بریلوی مذہب میں نبی علیہ السلام حضرت غوثؓ کے در کے سوالی ہیں (العیاذ باللہ)

بریلویوں کے مجدد صاحب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مدح سرائی کرتے ہوئے یوں ہذیان کے مرتکب ہوتے ہیں۔

کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث
وہ کچھ بھی ہو تیرا سائل ہے یا غوث

(حدائق بخشش ج ۲ ص ۲)

اس شعر میں پہلے آپ دو لفظوں کا مفہوم ذہن نشین فرمائیں اس کے بعد مراد شاعر کا تعین خود بخود ہو جائے گا۔ پہلا لفظ ہے سالک جو صوفیائے کرامؒ کی اصطلاح میں زاہد و عابد اور مجاہدہ وریاضت کرنے والے پر بولا جاتا ہے اور مراد اس سے اولیائے کرامؒ ہوتے ہیں اسی لئے طریق ولائت کو سلوک اور اسے اپنانے والوں کو اہل

سلوک کہتے ہیں۔
اور دوسرا لفظ ہے "واصل" جس کے لغوی معنی پہنچا ہوا یا پہنچنے والا۔ مگر صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ان لوگوں کو واصل کہتے ہیں جو خداوند کریم کی قربتوں تک پہنچ چکے ہوں یعنی انبیائے کرام
خلاصہ کلام یہ کہ سالک سے اولیائے کرام اور واصل سے انبیائے عظام مراد ہوتے ہیں
اب احمد رضا کے شعر کا ترجمہ کیجئے جو یوں ہو گا۔
کہ اے غوث انبیائے کرام ہوں یا اولیائے کرام وہ سب کے سب آپ کے سوالی اور بھکاری ہیں۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا اس ایک ہی شعر میں بریلویوں کی نبی علیہ السلام سے فرضی محبت کا بھرم ختم نہیں ہو جاتا؟
اگر کسی صاحب کو اس شعر میں کلام ہو اور وہ یہ کہے کہ واصل سے مراد انبیائے کرام نہیں ہیں جب انبیائے کرام مراد ہی نہیں تو پھر ظاہر ہے کہ اس شعر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بھی نہیں مگر مجھے اس جواب سے اتفاق نہیں کیونکہ ایک دوسرا شعر میرے مضمون کی تائید کرتا ہے جس میں احمد رضا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بزعم خویش حضرت غوث کی محفل میں فیوض و برکات حاصل کرنے کی غرض سے لا کر بٹھاتے ہیں جیسا کہ

بریلویوں کا عقیدہ کہ نبی علیہ السلام غوث پاک سے فیض حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں	ملت بریلویہ کے نقیب اور بانی اپنی ریختہ کتاب میں لکھتا ہے

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیرے وعظ کی محفل ہے یا غوث
(حدائق بخشش جلد ۲ ص۷)

تمام ولی۔ تمام رسول اور خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم احمد رضا کے غوث کی وعظ کی محفل میں حاضری دیا کرتے تھے اس شعر میں تو احمد رضا نے حد ہی کر دی تمام دنیا کا مرکز اپنے غوث کو قرار دے رہے ہیں حالانکہ تمام عوالم کا مرکز تو نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذات ستودۂ صفات ہے احمد رضا دراصل نبی علیہ السلام کی ختم نبوت کے قائل نہ تھے اس شعر میں اسی اجرائے نبوت کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ بندۂ خدا کو ذرا بھی حیا نہ آئی اتنی بڑی دلیری بغیر دلیل کے کیسے کی جا سکتی ہے مسئلہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا ہے کسی اور کے بارے کہتے تو ہم گرفت کبھی نہ کرتے کجا منشائے کائنات کی رفعت اور کجا شیخ عبد القادر جیلانیؒ کروڑوں عبد القادر جیلانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کے تسمے پہ قربان کئے جا سکتے ہیں شیخ عبد القادر جیلانیؒ تو آپ کے غلاموں کے غلاموں کے غلاموں کے غلام تھے ان کی محفل وعظ کو عظمت دینے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کا ذرا بھی خیال نہ کیا؟

مگر رضا کی بدا انداز اسی کی بربادی کا سبب بن گئی اس سے آپ کی شان میں کیا فرق آئے گا رضا کی اس یاوہ گوئی کے بعد بھی ہم کہتے رہیں گے ؎

کائناتِ حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام ہو کر رہ گئی

اور

جتنے فضائل، جتنے محاسن ممکن ہیں ہو سکتے ہیں
تو نے کئے سب ان میں فراہم صلی اللہ علیہ وسلم
وہم کی ہر زنجیر کو توڑا، رشتہ ایک خدا سے جوڑا
شرک کی محفل کر دی برہم صلی اللہ علیہ وسلم

بریلویوں کا عقیدہ کہ نبی علیہ السلام شیخ عبد القادر کے مرید تھے

ملک کے کچھ بشر کے کچھ جن کے ہیں پیر
تو شیخ عالی وسافل ہے یاغوث

(حدائق بخشش ج ۲ ص ۷)

یعنی پیروں کی تین قسمیں ہیں

۱ ـــ فرشتوں کے پیر جیسے جبرئیل یہ بھی جھوٹ ہے اس لئے کہ آج تک کسی نے بھی جبرئیل کو فرشتوں کا پیر نہ ہی لکھا اور نہ ہی کہا ہے یہ صرف احمد رضا کی اپنی ایجاد و اختراع ہے جو اسلام کے سراسر خلاف ہے۔

۲ــــــ کچھ انسانوں کے بھی پیر ہیں جیسے نبی علیہ السلام اور تمام انبیائے کرام جو اپنی اپنی امتوں کے پیر ہیں اور تمام امتیں اپنے اپنے نبیوں کی مرید ہیں۔

۳ــــــ تیسری قسم کے پیر وہ ہیں جن کے جنات اور شیاطین مرید ہوتے ہیں جیسے احمد رضا خود جو شیاطین کے پیر ہیں۔

اس تقسیم کے بعد اب ان تینوں قسموں کے پیروں کو پھر دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں ایک پیر عالی یعنی آسمانوں کے پیر اور دوسرے پیر سافل یعنی زمین کے پیر۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اے عبدالقادر جیلانیؒ آپ ان کے پیر ہیں۔ عالی کے بھی اور سافل کے بھی۔

عالی میں جبرئیل علیہ السلام اور سافل میں تمام انبیائے کرام داخل ہیں۔ یعنی اے شیخ عبدالقادر آپ جبرئیل اور نبیوں کے پیر ہیں۔ یہ تمام انبیائے کی توہین ہے۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ سب کائنات نبی علیہ السلام کی مرید ہے اور احمد رضا کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام شیخ عبدالقادر کے مرید ہیں اس سے بڑھ کر کیا کفر ہوگا

بریلوی مکر ــــــــــ مجدد صاحب کے الفاظ اگرچہ عمومی ہیں مگر آپ کی مراد انبیائے کرام نہیں اس لئے یہ کہنا بیجا ہے کہ آپ نے اس شعر میں تمام انبیائے کرام کی توہین کا ارتکاب کیا ہے

الجواب۔ آپ کا یہ فرمانا کہ اس شعر میں انبیائے کرام مراد نہیں، ہم تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی یہ شعر کفریہ ہی رہتا ہے اس لئے کہ پھر مراد یہ ہوگی کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پیر ہیں۔ حالانکہ صحابہ کرام نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے مرید ہیں جس پر قرآنی نص موجود ہے جس نے بیعت ہونے والوں کو رضا و رضوان کی خوشخبری دیدی۔ اگر اس شعر میں انبیاء کرام مراد نہیں تو پھر احمد رضا کے اس شعر کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

پہلا مطلب تو یہ ہے کہ شیخ عبدالقادرؒ اس وقت نبی علیہ السلام کے روپ میں تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ کی نبی علیہ السلام سے بیعت دراصل شیخ عبدالقادر ہی کے ہاتھ پر بیعت تھی تو یہ مطلب درست ہی نہیں بلکہ کفر ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہو سکتا کہ نبی علیہ السلام اور عبدالقادر جیلانیؒ دو علیحدہ علیحدہ ہستیاں ہیں پھر اس کے معنی یہ ہوں گے عبدالقادرؒ ماسوا انبیائے کرام کے جملہ انسانوں کے پیر ہیں جس میں صحابہ بھی داخل ہیں یعنی وہ صحابہ کے بھی پیر ہیں تو یہ مضمون بھی صحابہ کرام کی توہین پر مشتمل ہونے کے باعث کفریہ ہے غرضیکہ یہ شعر کسی بھی پہلو سے درست نہیں ہر طرح سے کفریہ ہے ؎

عجب کچھ پھیر میں ہے سینے والا جیب و داماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

بریلوی عقیدہ کہ سید جیلانی معرفت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلند مقام رکھتے ہیں

احمد رضا کا ہذیان در ہذیان ملاحظہ فرمائیں ؎

ہم تو ئی قطب جنوب و ہم توئی قطب شمال
نے غلط کردم محیط عالم عرفاں توئی

(حدائق بخشش ج ۲ ص ۶۷)

یعنی اے شیخ جیلانیؒ آپ جنوب اور شمال کے قطب ہیں پھر فرماتے ہیں کہ نہیں مجھے ہذیان ہو گیا آپ صرف شمال و جنوب ہی کے قطب نہیں بلکہ آپ معرفت و خدا شناسی کی تمام دنیا کو گھیرنے والے ہیں تمام دنیا میں جتنے لوگ معرفت و خدا شناسی رکھتے ہیں آپ ان تمام پر فائق ہیں!

مجدد صاحب کا مضمون تو ہذیانی ہے ہی مگر تلفظ میں بھی ہذیان کے مرتکب ہو گئے اس لئے کہ شعر کے دوسرے مصرعہ میں فرما رہے ہیں "نے غلط کردم" حالانکہ یہاں "نے غلط گفتم" ہونا قرین قیاس تھا۔ خیر یہ بات تو میں نے ضمناً عرض کر دی عرض یہ کر رہا تھا کہ اس شعر میں بھی احمد رضا نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی ہے۔ اس لئے کہ معرفت و خدا شناسی کے جس قدر درجے مراحل ہیں وہ تمام انبیائے کرام نے عموماً اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصاً بدرجہ اتم و اکمل طے کئے ہیں اور مجدد بدعات فرما رہے ہیں کہ معرفت میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے تمام جہاں کا احاطہ کر رکھا ہے یعنی سب سے فوقیت و سبقت حاصل کر لی ہے۔

بیچارا رضابے نوا مقام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے نا آشنا یہ تمام زندگی مختلف امراض میں مبتلا رہنے اور بدیسی سازشوں کی جکڑبندیوں میں الجھ جانے کے سبب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفعتوں کو بغور مطالعہ نہ کر سکا اور شیخ عبدالقادرؒ کو عالم معرفت کے اوج وارتقاء تک یوں پہنچا دیتا ہے جس سے نبی علیہ السلام کی واضح اہانت کا یقین ہو جاتا ہے اگر وہ اس نبی امی اور معرفت وخداشناسی کے تاجدار کو بنظر عمیق دیکھ پاتا تو اسے یہ کہنا پڑتا کہ آپؐ کی ذات کو زیر بحث لانا ہی فضول ہے آپؐ کی ذات جہاں جہاں سے گذر گئی وہ مقامات بھی معرفت خداوندی کے شاہکار بن گئے آپؐ جس پانی سے اپنے موئے مبارک دھولیں وہ زبان حال سے یوں کہنے پر مجبور ہو جائے ؎

برق ہر اک موج میں ہے زلف ہی کا سا مزاج
جب سے وہ دریا پہ آکر بال اپنے دھو گیا

اور سورج کے پجاری جو اس کی شعاعوں اور کرنوں کو دیکھ کر اس کے گرویدہ ہو چکے ہیں اگر ایک نظر ہمارے آقا مدنی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیں تو ؎

پھر آفتاب کو دیکھیں نہ آفتاب پرست
برق جو یار کے رخسار آتشیں کو تکیں

بریلویوں کا عقیدہ کہ نبی علیہ السلام شیخ عبدالقادرؒ کے فیضیافتہ شاگرد ہیں (العیاذ باللہ)

اعلیحضرت ایک مقام پر شیخ عبدالقادرؒ کی تعریف کرتے ہوئے نبی علیہ السلام کی بایں الفاظ توہین کرتے ہیں۔

؎ قمر پر جیسے خور کا یوں تیرا قرض
سب اہل نور پر فاضل ہے یا غوث
غلط کردم تو واہب نہ مقرض
تیری بخشش تیرا نائل ہے یا غوث

(حدائق بخشش ج ۲ ص ۱۱)

یعنی جس طرح چاند سورج سے روشنی حاصل کر کے سورج کا مقروض ہے اسی طرح سب نور والے حضرت غوثؒ سے فیض حاصل کر کے آپ کے مقروض ہیں۔

اگلے شعر میں اپنی ہذیانی کیفیت کا اظہار کرتے ہیں اور اس کیفیت میں ایک اور ہذیان ہو جاتا ہے یعنی "غلط گفتم" کی جگہ پھر "غلط کردم کہہ رہے ہیں اور ہذیان در ہذیان کے بعد کہتے ہیں کہ آپ مقرض نہیں بلکہ واہب ہیں یعنی قرض دینے والا تو پھر اپنی دی ہوئی چیز واپس لے لیتا ہے اور آپ تو سب نور والوں کو اپنا فیض ہبہ کر دیتے ہیں ——— اور ظاہر ہے بریلوی عقیدہ کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں جیسا کہ احمد رضا ایک جگہ کہتے ہیں ۔

تو تو عین نور ہے تیرا سب گھرانہ نور کا الخ

اب ذرا صغری کبری ملاحظہ فرمائیے اور اکاڑوی صاحب سے نتیجہ نکلوا لیجئے ۔ نبی علیہ السلام نور ہیں ۔ اور نور والے عبد القادرؒ سے فیض پاتے ہیں ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ العیاذ باللہ نبی علیہ السلام عبد القادرؒ سے فیض پاتے ہیں ۔ اگر کوئی بریلوی نبی علیہ السلام کو تمام کائنات سے اعلیٰ اور ارفع کہتا ہے تو وہ محض تقیہ بازی ہوتی ہے اور اصل عقیدہ آپ نے خود ہی ملاحظہ فرما لیا ۔

لوگوں کا مال بھی اڑاتے ہیں اور ایمان بھی اگر عوام الناس ان کی اندرونی شرارتوں اور خبث باطن سے واقف ہو جائیں تو یوں پکار اٹھیں ؎

لو وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں

بریلوی مسلک کہ نبی علیہ السلام دُلہا ہیں

احمد رضا لکھتے ہیں ؎

شب اسریٰ کے دلہا ——— نوشۂ بزم جنت ———

(حدائق بخشش ج ۲ ص ۲۸)

اس جگہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو دُلہا اور نوشہ کہہ کر آپ کی سخت توہین کی گئی ہے ۔ دنیا کے تمام نوشوں کو نبی علیہ السلام کی گرد پا پر قربان کیا جا سکتا ہے ۔ نوشہ کا مقام اگر بلند و ارفع ہو تو اس سے تشبیہ دیجئے نوشے وشے کیا حیثیت رکھتے ہیں جو ان سے آپؐ کو تشبیہ کا سوچا بھی جائے مگر بریلوی مذہب چونکہ نبی علیہ السلام

سے عناد اور بغض کا دوسرا عنوان ہے اس لئے ان سے ایسی باتوں کا صدور بعید از قیاس نہیں۔

احمد رضا کی تعظیم حضورؐ ہی کی تعظیم ہے

احمد رضا کے ایک مرید خاص نے آپ کی مدح میں ایک کتاب مدائح اعلیٰحضرت کے عنوان سے لکھی ہے اور آج تک کسی بریلوی عالم نے اس کی تردید میں ایک لفظ تک نہیں کہا جس سے معلوم ہوا کہ اس کتاب کے جملہ مندرجات بریلویوں کے نزدیک مسلم اور ناقابل تردید ہیں اس کتاب میں ایک شعر یوں ہے ؎

تیری تعظیم ہے سرکار عرب کی تعظیم
تو ہے اللہ کا اللہ تعالیٰ تیرا

(مدائح اعلیٰحضرت ص ۲۸)

کہاں مقام مصطفیٰؐ اور کہاں آشوب چشم کا دائمی مریض مُلّا!

کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ جس کے جن اور انسان ہونے کا ابھی تک بریلویوں کو علم نہیں ہو سکا اس کی تعظم کو نبی علیہ السلام کی تعظیم کے برابر کہنا نبی علیہ السلام کی سخت توہین ہے خدا ایسی جرأت سے ہر مسلمان کو بچائے۔

بریلویوں کے نزدیک احمد رضا امام اور نبی علیہ السلام مقتدی عیاذاً باللہ

احمد رضا اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ان "مولوی برکات احمد" کے انتقال کے بعد مولوی سید احمد صاحب خواب میں زیارت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا "برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے الحمدللہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھایا تھا"

ملفوظات اعلیٰحضرت ج ۲ ص ۲۲۵

یہ تمام خواب احمد رضا نے صرف آخری جملے کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے گھڑا ہے تاکہ لوگ مجھے بزرگ تصور کریں اور اس کے ماننے والوں نے اس بکواس کے خلاف ایک جملہ بھی نہیں کہا اس سے بڑھ کر نبی علیہ السلام کی اور کیا توہین ہوگی کہ جس

بنیؐ کی امامت میں تمام انبیاء مقتدی ہونے پر فخر کریں اور آپؐ موجودگی میں کوئی نبی بھی امامت کے فرائض انجام نہ دے سکے علامہ آلوسی بخارا کہتے ہیں کہ وہ نبیؐ میرا مقتدی ہے

میں یہاں مناسب سمجھتا ہوں کہ شفیع اوکاڑوی سے عرض کرتا جاؤں اوکاڑوی صاحب اپنی کتاب "علمائے دیوبند کا تعارف" میں دو خواب نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ :-

ان دونوں خوابوں میں غور فرمائیے۔ پہلے خواب سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھانوی صاحب کی نماز جنازہ پڑھی ظاہر ہے کہ تھانوی صاحب کی نماز جنازہ کسی مولوی نے پڑھائی ہوگی تو وہ مولوی امام ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی بنے۔ خواب سے صراحۃً ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھانوی صاحب کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی تو تھانوی صاحب امام ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی، ان خوابوں کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ تھانوی صاحب کا مقام اتنا بلند ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکی اقتداء کرتے ہیں۔

(علمائے دیوبند کا تعارف ص۳۶، ۳۷)

اوکاڑوی صاحب! تفصیلی گفتگو تو میں آپ سے اس وقت کروں گا جب خدا نے بالمشافہ گفتگو کی کوئی صورت نکال دی اب تو آپ سے اتنا ہی عرض کروں گا کہ احمد رضا کا مقصد اس خواب کی اشاعت سے اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ احمد رضا کا مقام اتنا بلند ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی اقتداء کرتے ہیں احمد رضا کے اس خواب کا آپ کے پاس کیا جواب ہے رہی آپ کے پیش کردہ دو خوابوں کی بات اور ان کا جواب تو وہ ظاہر ہے کہ

ما هو جوابك في هذه الرواية فهو جوابنا في تلك الرواية

بریلویوں کے نزدیک احمد رضا ساقی کوثر

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے ؎ جام کوثر کا پلا احمد رضا
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو ؎ اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا

(مدائح اعلیٰحضرت ص۲۸)

بریلویوں کے نزدیک میاں بیوی کے جماع کرنے کیوقت بھی حضورؐ موجود ہوتے ہیں

بریلوی مسلک کے لاہوری امام اپنی کتاب میں ایک طویل اور لاحاصل بحث کے آخر میں لکھتے ہیں کہ

ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں (مقیاس حنفیت ص۲۸۲)

میں اس مسئلہ کے فیصلہ کو بلا تبصرہ ناظرین کی رائے پر چھوڑتا ہوں آپ خود ہی فیصلہ دیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے یا نہیں اور اگر بریلوی اس مسئلہ کو خدا کی ذات پر قیاس کریں تو آپ جواب میں اتنا فرما دیں کہ یہ عجیب منطق ہے تمہارا جی چاہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے شیخ جیلانیؒ کا مقام بڑھا دو کبھی احمد رضا کو ساقی کوثر کہہ دو اور جب کہیں پھنس جاؤ تو خدا پر قیاس کرنے لگ جاؤ۔ خدا پر قیاس کرنے کا معنیٰ تو یہ ہوا کہ پھر تم نبی علیہ السلام کو خدا کی طرح مانتے ہو اگر یہ قیاس صحیح ہے تو پھر قیاس مع الفارق کس کو کہتے ہیں؟

بریلویوں کے نزدیک نبی علیہ السلام کے روضۂ انور کی خوشبو برکات احمد کی قبر سے

مجدد بریلویہ ایک مقام پر برکات احمد کی مدح و ثناء کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا تو بلا مبالغہ وہی خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی۔

(ملفوظات ج ۲ ص۳۵)

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں تو کیا ہے آپ یقین جانیئے احمد رضا کی باتیں پڑھنے سے اس کے پاگل ہونے کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کی تائید میں میرے پاس احمد رضا کے سوانح نگار کی روایات موجود ہیں پہلے آپ انہیں ملاحظہ فرمالیں اس کے بعد اس کے اسباب و علل پر مختصر سی بات کریں گے جس سے آپ کو اعلحضرت کے بارے رائے قائم کرنے میں سہولت ہوگی۔ سوانح نگار

کی زبانی سنیئے

چنانچہ اس استفتاء کا جواب باہر ہی بیٹھے لکھ رہے تھے کہ حقہ بھرنے کو خادم گیا اس وقت حضرت نے لکھنا چھوڑ دیا عادت کریمہ تھی کہ جب تک لکھتے چشمہ لگائے رہتے جب لکھنا موقوف فرماتے عینک کو پیشانی کے اوپر چڑھا لیتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰحضرت کی نگاہ شورٹ سائٹ تھی یعنی دور کی نگاہ اچھی نزدیک کی کمزور تھی جیسا کہ عام طور پر بوڑھے لوگوں کی نگاہ ہوا کرتی ہے اسی لئے لکھنے پڑھنے کے وقت چشمہ لگالیا کرتے اور فارغ وقتوں میں وہ چشمہ خارج ہو جاتا اوپر چڑھالیا کرتے تھے اسی عادت کی وجہ سے ایک مرتبہ بہت وقت ہوئی چشمہ حضرت نے پیشانی پر چڑھالیا تھا کچھ دیر تک لوگوں سے باتوں میں مشغول رہے اس کے بعد کچھ لکھنا چاہا تو ذہن سے بات اتر گئی کہ چشمہ اوپر چڑھالیا ہے چشمہ کی تلاش شروع کی - مگر چشمہ نہ ملا - - - - - - - - - - - - - اتنے میں اتفاقیہ منہ پر ہاتھ پھیرا تو چشمہ پیشانی پر سے ڈھلک کر آنکھوں پر آرہا -

(حیات اعلیٰحضرت ج ا ص۶۴)

اس واقعہ پر میں مزید مرچ مصالحہ لگانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا البتہ ایک بات عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس پیش کردہ عبارت کے آخر میں آپ کو جو نکتے نظر آرہے ہیں یہ میں نے عبارت ترک کر کے نہیں لگائے بلکہ اصل عبارت میں یہ موجود ہیں میں نے من وعن عبارت نقل کر دی ہے اب یہ سوانح نگار ہی جانے کہ اعلیٰحضرت نے اس مقام پر کیا حرکت کی تھی جس کو سوانح نگار نے نقل کرنا مناسب نہ سمجھا اور نکتے لگا کر اشارہ کر دیا کہ اس مقام پر اعلیٰحضرت سے کوئی ایسی حرکت ضرور سرزد ہوئی ہے جس کے نقل کرنے سے اعلیٰحضرت کے متعلقین کے قلوب مجروح ہوں گے اس لئے انھوں نے اس بات کو گول کر دینے میں عافیت سمجھی۔

دوسری روایت ــــــ اسے بھی سوانح نگار ہی کے الفاظ سے نقل کرتا ہوں لکھتے ہیں کہ

جناب سید ایوب علی صاحب فرماتے ہیں کہ حضور کی عمر شریف ۵-۶ سال ہوگی اس وقت صرف ایک بڑا کرتا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے کہ سامنے سے چند طوائف

زنان بازاری گزریں آپ نے فوراً کرتے کا اگلا دامن دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر چہرہ مبارک کو چھپالیا یہ کیفیت دیکھ کر ان میں کی ایک طوائف بول اٹھی واہ صاحب منہ تو چھپالیا اور ستر کھولدیا آپ نے برجستہ اوس کو جوابدیا جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔

(حیات اعلحضرت ج ۱ ص۲۳)

اس روایت سے جہاں اعلحضرت کی حماقت کا ثبوت ملتا ہے وہاں یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ مجدد صاحب کی نظر اور ستر ۵-۶ سال ہی کی عمر میں بہکنے لگ گئی تھی۔
یہ اور اس جیسی روایات کو دیکھ کر خود بریلوی آج تک یہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ احمد رضا انسان تھا یا جن؟
چنانچہ احمد رضا کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ

انہیں کا بیان ہے کہ اس قسم کے واقعات مولوی صاحب کو بار ہا پیش آئے تو ایک روز تنہائی میں حضور سے کہنے لگے صاحبزادے سچ سچ بتادیں کسی سے کہوں گا نہیں تم انسان ہو یا جن (حیات اعلحضرت ج ۱ ص۲۴)

ایک اور مقام پر اعلحضرت کا اپنا مقولہ نقل کرتے ہیں کہ

اعلحضرت خود فرمایا کرتے تھے کہ میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے تھے ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کردیتا جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظ بہ لفظ سنادیتا روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن

(حیات اعلحضرت ج ۱ ص۳۲)

اس پر مزید شواہد و قرائن پیش کئے بغیر اصل مقصد کی طرف چلتے ہیں یعنی احمد رضا سے یہ غیر انسانی حرکات کیوں صادر ہوا کرتی تھیں؟ تو میرا خیال ہے کہ احمد رضا ہمیشہ کسی نہ کسی مرض میں مبتلا رہتے تھے جس کی وجہ سے ان کا دماغی توازن برقرار نہیں رہتا تھا مرض کے شدید حملہ کی وجہ سے بسا اوقات وہ اس قسم کی باتیں کر جایا کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت کا علیٰ سبیل الاستمرار والدوام مریض ہونا خود بریلویوں کو تسلیم ہونے کے علاوہ احمد رضا نے خود بھی اس کا اقرار کیا ہے چنانچہ حیات اعلحضرت کے سوانح نگار نے

جلد اول کے آخر میں اعلحضرت کے کچھ خطوط نقل کیئے ہیں جو ۱۳۲۸ھ سے ۱۳۳۹ھ کے درمیانی وقفہ میں انہیں کے ہاتھ سے لکھے ہوئے موجود ہیں جن میں آپ نے بار بار اپنے مریض ہونے کی صراحت فرمائی ہے۔ (ایضاً ص۷۷)

چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں

(۱) آج درد و کرب و تپ کی زیادت کی شدت رہی
(حیات اعلحضرت ج ۱ ص۲۶۶)

ایک اور خط میں لکھتے ہیں

(۲) آج ۲۲ ربیع الاول شریف تک کامل چار مہینے ہوئے سخت علالت اٹھائی مدتوں مسجد کی حاضری سے محروم رہا۔

ایک اور خط میں اپنے مرض کا بایں الفاظ تذکرہ فرماتے ہیں کہ

(۳) طبیعت اچھی نہیں رہتی ایک ہفتہ میں بخار کے تین دورے ہو چکے ہیں
(ایضاً ص۲۷۹)

ایک اور جگہ اپنی دائمی مرض کا رونا روتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

(۴) ہر سال روز عید یا ایک روز بعد تک درد سر رہتا ہے اس سال آج ۳ عید تک ہے (ایضاً ص۲۸۲)

ایک اور خط دیکھئے لکھتے ہیں

(۵) مجھے ۱۷ دن سے بخار آتا ہے نقاہت بشدت ہو گئی ہے۔
(ایضاً ص۲۹۰)

اور ملاحظہ فرمائیں

(۶) مجھے بخار کو آج ۳۳ روز ہوئے ہیں (ایضاً ص۲۹۱)

آگے چلیئے فرماتے ہیں کہ

(۷) ۱۷ ربیع الاول شریف کو مفصل خط اپنی علالت کا بھیجا ساڑھے پانچ مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ پر آشوب آیا سوا پانچ مہینے لکھنا پڑھنا موقوف رہا سن کر زبانی جواب لکھواتا رہا اسی طرح بعض رسائل لکھوائے آنکھ پر اب تک بہت ضعف ہے مجبور ہو کر اب ایک ہفتہ سے لکھنا شروع کر دیا ہے . . . . ۱۲ ربیع الاول شریف

سے طبیعت ایسی علیل ہوئی کہ کبھی نہیں ہوئی تھی چار چار پہر پیشاب بھی بند رہا۔۔۔ مگر آج دو مہینے کامل ہوئے ضعف میں فرق نہیں مسجد کو چار آدمی کرسی پر بٹھا کرلے جاتے ہیں اور کرسی پر لاتے ہیں۔ (ایضاً صـ ۲۹۸)

ایک اور خط کا طرز علالت دیکھئے

(۸) آپ کا خط دوبارہ پریشانی دُنیا آیا تھا ہفتے ہوئے اور اس کا جواب آج دوں کل دوں مگر طبیعت علیل بار بار بخار کے دورے۔ (ایضاً صـ ۳۰۷)

امراضِ کثیرہ اور شدیدہ کے مجدد صاحب پر بار بار دورے آپ کے بڑ بڑے پن کا سبب بنے اور پھر یہ غصہ بیچارے دیو بندیوں پر نکالا گیا۔ یہ امراض ہی دراصل اعلحضرت کے فقدان فہم و دانش کے مستقل اسباب بن گئے جس کی وجہ سے اعلحضرت اول فول بکا کرتے تھے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

میں نے قارئین کو ملت بریلویہ کی چند باتیں اور بھی پیش کرنی ہیں اس لئے اس بحث کو یہیں پہ ختم کر کے اس ملت کے میدانِ تہہ میں چلتے اور دور کھڑے ہو کر ان کی حیرانی اور پریشانی کا تماشہ دیکھتے ہیں یعنی اب ذرا ملت رضائیہ میں زبان کے چٹخارے اور دوزخِ شکم کی گل کاریوں کی محبوب بحث شروع کرتے ہیں آپ ذرا دور ہی سے ان حرافوں کی ستم کیشی دیکھیں اور زبان حال سے یوں کہتے جائیں۔ ؎

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمھاری ستم کیشی کو اگرچہ ہو چکے ہیں تم سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

باب پنجم
ملتِ بریلویہ میں

ماکولات اور مشروبات مدارِ ایمان ہیں

اعلحضرت کے علو مرتبت کا تقاضا تو یہ تھا کہ میں اس بحث کا آغاز آپ ہی کے کسی ارشاد سے کرتا لیکن اس مجبوری سے کہ آپ کو اس مسئلے کی اہمیت اور افادیت سے روشناس کرا سکوں اس بے ادبی کی جسارت کر کے ملت بریلویہ کے ایک بے اقبال

مولوی کی گوہر فشانی سے شروع کرتا ہوں جو ڈیرہ غازیخان کے ایک غیر معروف موضع کے ایک نومولود محلہ کے رہنے والے ہیں اور اپنی نسبت سعید احمد کاظمی کی طرف کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ

اور اہل سنت والجماعت عرس و میلاد کرنے والوں اور کھانے یا شیرینی وغیرہ پر فاتحہ پڑھنے والوں اور گیارہویں شریف کرنے والوں کو صحیح العقیدہ مسلمان گردانتے ہیں فلہٰذا فی زمانہ عرس اور فاتحہ کرنے والوں ہی کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے۔

(نجدی وہابی کی پہچان و تاریخ ص۶۵)

اس فتویٰ سے معلوم ہوا کہ ملت بریلویہ میں عرس اور فاتحہ کی اتنی اہمیت ہے کہ ان دونوں کو نہ کرنے والا یا ان کو صحیح اور درست نہ ماننے والا نہ ہی مسلمان ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ گویا کہ عرس اور گیارہویں کی مزید ار کھیر مدار ایمان و دین ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بریلویوں کا علمائے دیوبند سے کوئی اصولی اختلاف نہیں ہے بلکہ محض حلوے مانڈے اور گیارہویں وغیرہ کا اختلاف ہے اوکاڑوی صاحب اپنی نقل زدہ کتاب میں "نگاہ اولین" کا عنوان قائم کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

اس رسالہ کے لکھنے کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ عوام و خواص کو معلوم ہو جائے کہ حلوے مانڈے کا چکر نہیں۔ (علمائے دیوبند کا تعارف ص۸)

اوکاڑوی صاحب نے اپنی بات پر نظر ثانی نہیں فرمائی ورنہ یوں نہ فرماتے غالباً اوکاڑوی صاحب کے ذہن میں یہ بات ہے کہ نظر ثانی دو آنکھوں سے کی جاتی ہے اور چونکہ اوکاڑوی صاحب کی ایک آنکھ خراب ہے اس لئے انہوں نے نظر ثانی کی زحمت نہیں فرمائی بنا بریں آپ نے عنوان "نظر اولیں" قائم فرمایا ہے۔

اوکاڑوی صاحب! آپ اپنے ذہن سے اس وہم کو جھٹک دیں کہ ایک آنکھ والے کے لئے نظر ثانی ناجائز ہے آپ ایک آنکھ سے بھی نظر ثانی فرما سکتے ہیں۔ یا جس طرح آپ نے رسالہ مصباح الجدید کو دیکھ کر من وعن نقل کر دیا ہے اسی طرح اگر آپ اپنے مذہب کی تمام کتابیں دیکھ لیتے تو یہ بھانت بھانت کی بولیاں تو نہ بولنی پڑتی۔

اب آیئے اس ملت کے بانی کے پاس چلیں وہ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں

ان کے بچپن، جوانی، بڑھاپے کی باتیں بعد میں ہوں گی سنا ہے وہ بستر مرگ پر پڑے ہیں اور مرتے وقت آدمی پر خدا کا خوف آخرت کی فکر وغیرہ کا تصور غالب ہوتا ہے اس لئے اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اس وقت جو بات کروں وہ تنقید ونکیر سے بالاتر ہو ابھی ابھی کسی نے بتلایا کہ بریلویوں کے مجدد کے کار تجدید میں صرف دو گھنٹے ۱۷ منٹ باقی ہیں چنانچہ ہم بڑی تیزی سے دوڑتے ہوئے ان کے پاس جب پہنچے تو وہ یوں فرما رہے تھے کہ

اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیجدیا کریں (۱) دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو (۲) مرغ کی بریانی (۳) مرغ پلاؤ خواہ بکری کا (۴) شامی کباب (۵) پراٹھے (۶) اور بالائی (۷) فیرینی (۸) ارد کی پھریری دال مع ادرک ولوازم (۹) گوشت بھری کچوریاں (۱۰) سیب کا پانی (۱۲) سوڈے کی بوتل۔ (وصایا شریف ص۱۱)

اعلحضرت کا ذوقِ اشیاء خوردنی

اس وصیت میں پوری درجن کھانوں کی منتخب کرنا اور ان کی ترتیب اعلحضرت کے حسن ذوق پر دلالت کرتی ہے جس پر ذرا تفصیل سے کلام کر لی جائے تو کلام میں اور بھی حسن پیدا ہو سکتا ہے تو اس کلام کا آغاز ہم ایک سوال سے کرتے ہیں اور وہ یہ کہ

جن بارہ کھانوں کا اعلحضرت نے بستر مرگ پر تذکرہ فرمایا ہے یہ کھانے اتنے ہیں کہ اگر ان تمام کو مجتمع کر کے ایک بھینس کے سامنے ڈالدیا جائے تو وہ بھی منہ پھیر لے اور اعلحضرت تو ایک نفیس مزاج اور لطیف طبع آدمی تھے ان کی خوراک تو اتنی اشیاء نہیں ہو سکتیں لیکن بستر مرگ پر ان کا تذکرہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ زندگی میں عموماً اتنی ہی اشیاء نوش فرمایا کرتے ہوں گے تو ایک نفیس آدمی اتنی چیزیں کیسے کھا سکتا ہے۔

(الجواب: آپ کا اعلحضرت کے بارے فرمانا کہ وہ نفیس مزاج اور لطیف طبع آدمی تھے یہ آپکا اپنا مفروضہ ہے آپ کو اگر اعلحضرت کے بارے میں معلومات نہیں تو آپ حیات اعلحضرت کا مطالعہ فرمائیں اس میں آپ کو اس کا جواب مل جائے گا اور اس کے بعد آپ کے ذہن سے اس قسم کے اوہام از خود دور ہو جائیں گے بلکہ آپ فرمائیں گے کہ اس طرح کے آدمی کے لئے اتنی اشیاء بھی کم ہیں۔ چنانچہ اعلحضرت کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ

وہ تو ہٹے کٹے بریلی میں ڈٹے ہوئے ہیں۔

(حیات اعلیٰحضرت ج ۱ ص ۲)

لیجئے سوانح نگار فرما رہے ہیں کہ اعلیٰحضرت کی صحت اتنی قابل رشک ہے کہ آپ ہٹے کے ساتھ ساتھ کٹے بھی تھے ظاہر ہے کہ جو شخص ہٹا اور کٹا ہو اس کی خوراک بھینس جتنی نہ سہی۔ بھینس کے بچے کی خوراک کے مطابق تو ہونی چاہئے اور ان بارہ چیزوں میں ہر ایک کی مقدار آپ ۱/۲ سیر کریں تو کل خوراک ۶ سیر بنتی ہے اور ہٹے کٹے مرد کے لئے ۶ سیر خوراک کوئی زیادہ خوراک نہیں لہذا اعتراض فضول اور اعلیٰحضرت کی وصیت درست اور مبنی بر حقیقت۔

ایک اور سوال

اعلیٰحضرت کی مذکورہ وصیت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے جو بارہ کھانوں کا اپنی وصیت میں تذکرہ فرمایا ہے ان میں جو ترتیب قائم کی گئی ہے وہ اتفاقاً یوں قائم ہو گئی ہے یا کسی خاص وجہ کے تحت اس کو قائم کیا گیا ہے؟

اس سلسلے میں اگر چہ حتماً کچھ نہیں کہا جا سکتا البتہ اعلیٰحضرت کی زیرکی اور سمجھداری کے پیش نظر یہ قیاس آرائی ہی کی جا سکتی ہے کہ کھانوں کی مذکورہ ترتیب اتفاقی نہیں بلکہ اعلیٰحضرت نے یہ ترتیب کئی اسباب اور وجوہ کے تحت خود قائم فرمائی ہے۔

وجہ اول: جو شخص کھانوں کا بہت رسیا ہو وہ اولاً نمکین کھاتا ہے اور پھر میٹھا زیادہ شوقین ہونے کی وجہ سے پھر نمکین کھاتا ہے اور ذائقہ تبدیل کرنے کے لئے پھر میٹھا اور جو اس سے زیادہ شوقین ہو وہ کھانے کا افتتاح بھی میٹھے ہی سے کرتا ہے دودھ کا برف میٹھا مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ شامی کباب اور پراٹھے سب نمکین۔ اس کے بعد بالائی اور فیرنی میٹھی۔ ذائقہ تبدیل ہو گیا اس لئے اب کوئی نمکین اور چٹ پٹی چیز ہونی چاہئے اس کے لئے آپ نے فرما دیا کہ اردکی پھریری دال مع ادرک ولوازم اور گوشت بھری کچوریاں اس کے بعد اب کوئی ایسا جامع سیال ہو جس سے ان کھانوں کی تہہ بھی جم جائے اور منہ بھی میٹھا ہو جائے اس کے لئے ایک سیر سیب کا پانی اتنا ہی انار کا پانی اور اگر کوئی کسر باقی رہ گئی ہو تو سوڈے کی بوتل کافی ہے۔ دیکھا اس ترتیب میں اعلیٰحضرت نے اپنی تمام تر مجددانہ صلاحیتوں کو کس خوبی سے سمو دیا؟

وجہ دوئم :- ان بارہ اشیاء کے ساتھ کہیں کہیں آپ کو کچھ قیود بھی ملیں گی۔ مثلاً دودھ کے برف کے ساتھ دو شرطیں (۱) خانہ ساز یعنی بازاری نہ ہو (۲) اگر چہ بھینس کے دودھ کا ہو یعنی ہر فرض سے اہم فرض تو یہی ہے کہ بھینس کے دودھ کا نہ ہو اور اگر کسی کو سعی بسیار کے باوجود بھینس کے علاوہ کوئی دودھ میسر نہ ہو سکے تو پھر بھینس کے دودھ کا بھی قبول ہے۔

اس کے بعد اروی کی دال کے ساتھ دو شرطیں ہیں (۱) پھریری (۲) مع ادرک اور لوازم یہ اس لئے کہ اتنی چیزوں کو ہضم کرنا کوئی معمولی کام نہیں ممکن ہے ان چیزوں کو کھانے کے بعد نفخ اور ریاح ہو جائے اور وہ بھی قبر جیسی تنگ و تاریک جگہ میں اس لئے ادرک کا ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ ریاح کے لئے بہت مفید ہے اور لوازم سے معلوم نہیں اعلیٰحضرت کی کیا مراد ہے اس کی تعیین تو کوئی بریلوی ملاں ہی کر سکتا ہے یا کوئی عمر رسیدہ اعلیٰحضرت کا عقیدتمند جو ان کے شب و روز کے معمولات بچشم غائر دیکھ چکا ہو۔

اور آخر میں سوڈے کی بوتل کو اس لئے ذکر فرمایا کہ اگر ان اشیاء کے ہضم ہونے میں کوئی کسر باقی رہ جائے تو اس کو سوڈے کا پانی پورا کر دے گا لہذا معلوم ہوا کہ ان اشیاء کی ترتیب محض اتفاقی نہیں بلکہ تمام طبی قواعد و اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے قائم کی گئی ہے۔

سوال ــــ اعلیٰحضرت نے مرنے سے پہلے اتنی ساری چیزوں کی وصیت کیوں کی مطلق یوں کہہ دیتے کہ کچھ مالی خیرات بھی کر دیا کرنا

جواب ــــ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بریلوی ہونے کی علامت ہی یہی ہے کہ پیٹ پوجا کرو اور لوگوں کا مال اڑاؤ جیسا کہ خود جامع وصایا شریف لکھتے ہیں کہ:

پیارے سنی بھائیو! اعلیٰحضرت قدس سرہ نے اپنے متعلقین کو بارگاہ الٰہی میں نذر کا صحیح طریقہ تعلیم فرمایا ہے (الیٰ ان قال) تاکہ سنیت پر صحیح عمل ہو زیادہ وضاحت دیکھنا ہو تو قہر خداوندی صـ۱۱۵ دیکھئے (وصایا شریف صـ۱۱)

قہر خداوندی تو آپ ہی کو نصیب! ہمیں تو اس کی رحمت چاہیئے تم اپنی پسند دیکھو ہم اپنی پسند ــــ اس سے معلوم ہوا کہ بریلویوں کے نزدیک صحیح سنیت یہی ہے کہ نذر و نیاز اڑاؤ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ دراصل اس وصیت میں اعلیٰحضرت نے اپنے مذہب

کے پیرو کاروں اور متبع لوگوں کی رعایت کی ہے کہ اب چونکہ میں مر رہا ہوں اور میرے مرنے کے بعد ظاہر ہے کہ انگریزی دست نصرت ختم ہو جائے گا اور میرے ماننے والے جن کی میں اپنی زیست میں مالی مدد کیا کرتا تھا فاقوں مریں گے اس لئے قوم کو کھانے پلانے کا ذہن دے کر جاؤں تاکہ ان بیچاروں کا کام چلتا رہے اسی لئے بعد والوں نے کھانے پینے اور مال اڑانے کو صحیح سنیت کی علامت بنا دیا اور عوام میں سے جو ان کی نذر و نیاز سے تواضع نہ کرے اس کو سنیت کے رجسٹر سے یک جنبش قلم خارج کر دینا اپنا وطیرہ بنا لیا کوئی جتنے جرائم کا ارتکاب کیوں نہ کرے بس دیگ کھڑکا کر ایک طشت بھر کر پیش کر دے وہ پکا سنی اور اگر کوئی تمام شریعت پر عمل کرے لیکن ان کے دوزخ کی آگ کو نہ بجھائے وہ پکا وہابی ؎

حلوے مانڈے سے کام رکھو بھائی مردہ دوزخ میں جائے یا پائے بہشت

سوال ـ بریلویوں کے ہاں یہ کھانوں کی ٹوکریاں جو آتی ہیں اور یہ بھی زیادہ زور نذر و نیاز ـ گیارہویں شریف ـ فاتحہ ـ تیجہ ـ ساتہ ـ چالیسواں وغیرہ پر دیتے رہتے ہیں تو کیا ان کے ہاں بعینہ وہ اشیاء مُردوں کو ملتی ہیں یا ان کا ثواب، بعض علاقوں میں سنا گیا ہے کہ ان کے مولویوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ مرنے والے کے وارث گرم گرم حلوہ ہمارے پاس بھیجا کریں کیونکہ قبر میں میت کو جو مار پڑتی ہے ہم اس کی گرم گرم حلوا سے ٹکور کرتے ہیں ـ

جواب ـ مسئلہ تو یہی ہے کہ مردہ کو ان اشیاء کا ثواب ملتا ہے ـ اشیاء نہیں مگر بریلی شریف کی گنگا الٹی ہے اس لئے ان کے نزدیک اصل اشیاء پہنچتی ہیں جیسا کہ وصایا شریف میں ہے کہ جب اعلحضرت بارہ کھانوں پر مشتمل وصیت چھوٹے مولنا صاحب کو لکھوا رہے تھے تو سوڈے کی بوتل کے بعد پھر "دودھ کا برف" لکھوایا اس تکرار کی وجہ محشی یوں لکھتا ہے کہ

دودھ کا برف دوبارہ پھر بتایا، چھوٹے مولنا نے عرض کیا اسے تو حضور پہلے لکھا چکے ہیں، فرمایا پھر لکھو انشاء اللہ مجھے میرا رب سب سے پہلے برف ہی عطا فرمائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا کہ ایک صاحب بوقت دفن بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ ساز لے آئے ـ (برحاشیہ وصایا شریف نوری کتب خانہ ص ۱۱)

یہ عبارت کسی تشریح کے بغیر اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بریلویوں کے نزدیک مرنے کے بعد اصل اشیاء ملتی ہیں اب اگر بریلوی اس بات کے قائل نہیں تو وہ محض تقیہ بازی سے زیادہ کچھ نہیں کیونکہ ان کے نزدیک تو احمد رضا کا دین اور مذہب جو ان کی کتب سے ظاہر ہے اس پر عمل کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے اور یہ تو کتب میں مندرجہ مذہب سے زیادہ اہم ہے اس لئے کہ اعلحضرت کا اپنا ملفوظ ہے اور چھوٹے میاں کا تحریر کردہ ہے جس میں آپ فرما رہے ہیں کہ "میرا رب مجھے سب سے پہلے برف ہی عطاء فرمائے گا" اور پھر یہ کرامت سو فیصد درست ثابت ہوئی کہ ایک صاحب بوقت دفن بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ ساز لے آئے جو رب نے دفن کے بعد آپ کو عطا فرما دیا ——— تو یہ ایصالِ ثواب تو نہ ہوا ایصالِ اشیاء ہوا خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ دینِ محمدی (علیٰ صاحبہا الف الف تحیہ) میں ایصال ثواب ہے۔ اور دینِ رضائی میں ایصالِ اشیاء ہے۔

قارئین کی مزید تسلی کے لئے اعلحضرت کا ایک ملفوظ بیان کر دینا موقع محل کے مناسب سمجھتا ہوں تاکہ ایصالِ ثواب اور ایصالِ اشیاء کی پوری وضاحت ہو جائے۔ مجدد صاحب کے ملفوظ جلد اول کا صفحہ نکالئے اور پڑھیئے۔

ایک بی بی نے مرنے کے بعد اپنے بیٹے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا صبح کو صاحبزادے نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔ تیسرے روز خبر ملی کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے لڑکے نے فوراً نیا عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا کہ یہ میری ماں کو پہنچا دینا رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمھیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔

دیکھا آپ نے اعلحضرت بعینہ کفن پہنچ جانے کی فرما رہے ہیں نہ کہ اس کفن کے ثواب کی۔

معلوم ہوا کہ بریلویوں کا اصل چیز پہنچنے کا عقیدہ ہے۔ اور اعلحضرت نے یہ گھڑنتو بھی اسی لئے چھوڑا ہے تاکہ عوام یہ سمجھ کر کہ مولویوں کو جو چیزیں دی جائیں وہ اپنی اصل ہیئت

کے ساتھ مردوں کو ملتی ہیں زیادہ سے زیادہ دے کر ان کے پیٹ کی آتش کو فرو کریں۔

احمد رضا خانصاحب سے اسی مسئلہ کو دریافت کیا جاتا ہے تو آپ جواب میں کچھ اس طرح کی بات ارشاد فرماتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر والوں کو جو اشیاء بھیجی جاتی ہیں وہ ان اشیاء کو اسی ہیئت اور صورت میں قبول کر کے متمتع ہوتے ہیں چنانچہ میں ذیل میں سوال و جواب دونوں نقل کرتا ہوں آپ کو ان کے عقیدے کا خود ہی اندازہ ہو جائے گا۔

مسئلہ نمبر۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین۔ – – – – – – – – جو اشیاء کہ شیرینی یا چاول وغیرہ لاتے ہیں ان کی قبروں پر رکھکر فاتحہ دیتے ہیں پس یہ از روئے قرآن و حدیث درست ہے یا نہیں

(احکام شریعت جلد ا صـ۶۷)

اس کے جواب میں بالکل آخر میں فرماتے ہیں کہ

فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا تو ویسا ہی منع ہے جیسا چراغ پر رکھ کر جلانا اور اگر قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں۔ (احکام شریعت جلد ا صـ۷۲)

یعنی کھانا قبر کے اوپر نہ رکھیں قبر سے ذرا جدا اور تھوڑے سے فاصلے پر رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اب اس فقیہہ بے فقاہت سے کوئی پوچھے کہ ذرا جدا رکھوا کر آپ کیا کریں گے ظاہر بات ہے کہ جیسے قبر کے اوپر کھانا رکھنا ایک نامعقول حرکت ہے اسی طرح ذرا جدا رکھنا بھی مگر مجدد صاحب فرما رہے ہیں کہ ذرا جدا رکھ دو۔ غالباً ان کے نزدیک مردہ تھوڑی دیر کے بعد اٹھے گا اور ماحضر کو تناول فرما کر پھر اپنی قبر میں چلا جائے گا ان عقل کے مسکینوں سے کوئی پوچھے کہ وہاں چلے جانے والے کو تمہارے کھانوں اور شیرینیوں کی ضرورت نہیں۔ یہ تمہارا اپنا ذاتی خیال ہے اور وہ بھی اس لئے کہ تمہیں یقین ہے کہ اس جہاں میں تمہارا کوئی حصہ نہیں اس لئے تم یہیں سے کھانوں کا بندوبست کر کے جانا چاہتے ہو مگر یہ خیال رکھیں وہاں انگریزی حکومت نہیں جو تمہارے فتووں کے موافق چلے گی اس لئے یہ خیال ہی خیال ہے۔ یہاں کے کھانے آپ کو نہ پہنچ سکیں گے اور وہاں کے کھانوں کی آپ کو خود ہی کوئی امید نہیں بس وہاں تو تاسف ہی ہوگا خدا محفوظ فرمائیں۔

معلوم نہیں احمد رضا کو مفتی کس نے مشہور کر دیا میں نے اس کی تمام کتابوں

کا مطالعہ کیا ہے۔ ان سے جہاں لو ربیسیوں باتیں معلوم ہوئیں ایک بات یہ بھی عیاں ہوئی کہ یہ بیچارہ فن فتویٰ سے بالکل نا آشنا تھا اسی ایک فتوی کو دیکھیے مستفتی کا سوال کیا ہے اور جواب میں اوٹ پٹانگ بونگے جملے تحریر کرکے صورتحال کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں مگر مشہور ہے کہ اندھوں میں کانا راجہ اور احمد رضا فی الواقع تھا بھی کانا جیسا کہ میں گذشتہ اوراق میں محولہ بحث کر آیا ہوں۔ نیز اس جواب میں قبروں کو چراغ سے تشبیہ دے کر اہل قبور کی سخت اہانت بھی کر گئے الامان والحفیظ۔

یہ طویل بحث تو ایک سوال کے جواب میں ضمناً آگئی تھی اصل مسئلہ تو یہ تھا کہ ملتِ بریلویہ میں کھانا پینا اور پیٹ پوجا ہی اصل دین اور شریعت ہے اب اسے اجمالاً حوالہ قلم کرتا ہوں۔

احمد رضا زیادہ پی کر ساری رات پریشان رہے

دیارِ حبیب میں اگر کسی کو جانے کی سعادت نصیب ہو تو آدمی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مستانہ واریوں گیت گائے کہ ؎

امیدیں لاکھوں ہیں مگر بڑی امید یہ ہے کہ ہو سگانِ حرم میں میرا نام شمار

اور کھانے پینے کے تمام گورکھ دھندے ختم کرکے عشقِ حبیبؐ میں آدمی مگن رہے لیکن ایک مجدد بریلویہ ہیں جو وہاں پہنچ کر بھی اسی کھانے پینے کی مرغوب اور دیرینہ حرکت سے باز نہیں آتے اور وہاں پہنچنے کے بعد بھی اتنا کھا پی لیتے ہیں کہ نہ عبادت کر سکے اور نہ ہی آرام۔

متاعِ دین و دانش لُٹ گئی اللہ والوں کی یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی

اب آپ مجدد صاحب کا اقرارنامہ ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں کہ

اونٹ کرائے کر لئے سب اشرفیاں پیشگی دیدیں آج سب اکابر سے رخصت ہونے کو ملا۔۔۔۔۔۔۔ ہر جگہ چائے پینی ہوئی جس کا شمار فنجان تک پہنچا۔۔۔۔ اور چائے گردے کو مضر ہے۔۔۔۔۔۔ رات کو معاذ اللہ بشدت توالی گردہ کا درد ہوا ساری رات جاگتے کٹی۔

(ملفوظات جلد ۲ ص ۱۳)

مجدد صاحب کے ملفوظ کو غور سے پڑھیں اور پیٹ پرستی کا اندازہ فرمائیں

نیاز اور فاتحہ خوانی کے لئے احمد رضا کا کیچڑ میں گرنا

احمد رضا خانصاحب فاتحہ خوانی اور نیاز کو حاصل کرنے کا ایک واقعہ یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ

بارش بڑے زور سے برسنا شروع ہوا بعد ختم سلام کے مسجد سے باہر آیا میرے والد صاحب زاد عمرہٗ کی ملاقات ہوئی آپ فرمانے لگے فرزند نیاز ختم دلائل طیار ہے فاتحہ پڑھ کر کھالو میں دوڑا تو میرا پاؤں پھسلا اور زانو کے بل ہوگیا۔ کیچڑ زانو میں لگی آخر کھڑا ہوگیا۔ (فتاویٰ افریقہ ص۸۵)

دیکھا بیچارے احمد رضا خانصاحب پیٹ کے پوجاری نیاز اور فاتحہ کو ہضم اور ہڑپ کرنے کے لئے کتنے بیقرار کیچڑ میں گرتے پڑتے بالآخر نیاز کو پا ہی لیا۔ غالباً کیچڑ کو حلوہ شریف سمجھ کو زانو کے بل ہو کر کھا۔نے لگے ہوں گے اور جب بدمزہ پایا تو کیچڑ سمجھ کر پھر حلوے اور نیاز کی طرف دوڑنے لگے سبحان اللہ مجدد کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے جو کھانے پینے کے طریقوں کی تجدید کرے۔

احمد رضا کا ٹھنڈا حلوہ

احمد رضا خانصاحب اپنی حلوہ خوری کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں کہ

انہوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تام پوچھا کہ مجھے کیا چیز مرغوب ہے۔ آخر گذارش کی کہ "الحلوا البارد" شیریں سرد (یعنی ٹھنڈا حلوہ) ان کے یہاں دعوت میں انواع اطعمہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی کہ اس الحلوا البارد کے بالکل مصداق تھی نہایت شیریں وسرد اور خوشذائقہ ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے کہا کہ رضی الوالدین اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہو جائیں گے۔

(ملفوظات جلد۲ ص۱۶ سطر۱)

مجدد اکل وشرب کی روایت سے معلوم ہوا کہ حلوہ ٹھنڈا آپ کی مرغوب غذا تھی ظاہر ہے کہ غذاؤں میں مرغوب غذا آدمی اکثر وبیشتر استعمال کرتا ہے بنابریں مجدد صاحب حلوہ شریف بھی دیگر اشیائے خوردنی کے ساتھ کثرت اور رغبت سے تناول فرمایا کرتے ہوں گے۔

مگر تعجب ہے آپ کے سوانح نگار کی معلومات پر کہ انہوں نے مجدد صاحب کی روزمرہ کی خوراک کو بیان کرتے ہوئے حلوہ شریف کو کیوں حذف کر دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ۔

حضور کی غذا زیادہ سے زیادہ ایک پیالی شوربا بکری کا بغیر مرچ کا اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ اور وہ بھی روزانہ نہیں بلکہ بسا اوقات ناغہ بھی ہوتا تھا۔
(حیات اعلحضرت جلد ۱ صـ۲۷)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سوانح نگار کے حضور کھانا نہیں کھاتے تھے بلکہ چکھتے تھے اور پھر بھی ہٹے کٹے تھے۔

مگر سوانح نگار کی یہ روایت بدنیتی پر مبنی ہے وہ دراصل اعلحضرت کو فرشتہ صفت ثابت کرنے کی سعی کر کے دروغ سے کام لے رہے ہیں اور جھوٹے کا حافظہ بہت کمزور ہوتا ہے اسی لئے ایک دوسرے مقام پر جب اعلحضرت کی خوراک کو بیان کرنے لگے تو سابقہ تحریر کو بھول کو یوں رقمطراز ہوتے ہیں کہ

اعلحضرت قدس سرہٗ کی عام غذا روٹی چکی کے پسے ہوئے آٹے کی اور بکری کا قورمہ تھا گائے کا گوشت تناول نہیں فرمایا کرتے تھے۔ (حیات اعلحضرت جلد ۱ صـ۹)

لیجئے یہاں حضور والا کو روٹی اور قورمہ عام طور پر کھانے کا عادی بتلا رہے ہیں اگر آپ ان دونوں روائتوں کو غور سے پڑھیں گے تو آپ کو ان دونوں روائتوں میں کھلا تضاد ملے گا اگر پہلی روایت درست مان لی جائے تو دوسری غلط اور اگر دوسری صحیح تسلیم کر لی جائے تو پہلی غلط۔

اعلحضرت کے کھانے کی متضاد روائتوں میں تطبیق

ان دونوں روائتوں کو بظاہر درست تصور کرنے سے عقل ابا و انکار کرتی ہے لیکن اگر غور و فکر کیا جائے تو تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ پہلی روایت کو روزانہ کے ناشتے پر محمول کر لیا جائے اور دوسری کو کھانے پر یعنی ایک پیالی شوربہ اور ڈیڑھ بسکٹ آپ کا روزانہ ناشتے میں استعمال کرنے کا معمول تھا اور روٹی قورمہ روزانہ کھانے میں تناول فرماتا آپ کی عام

عادت تھی۔ اگر میری اس رائے سے ملتِ رضائیہ کے اذناب اتفاق فرمالیں تو دونوں روائتیں تنقید ونکیر کے تیکھے تیروں کی زد سے بچ سکتی ہیں۔

کھانے میں بد احتیاطی موت کا پھار بننے لگی

آپ ابھی ابھی پڑھ چکے ہیں کہ اعلحضرت گائے کا گوشت تناول نہیں فرمایا کرتے تھے اور اس سے ذرا دیر پہلے آپ اعلحضرت کی ایک وصیت بھی پڑھ چکے ہیں جس میں آپ نے بارہ کھانوں کو مرنے سے دو گھنٹے پہلے پکارا ہے انہیں بارہ کھانوں میں کباب شریف کا ذکر بھی ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کباب اس شیر بیشہ کی محبوب ترین خوراک تھی اس لئے کباب کی حد تک کبھی کبھی آپ بد احتیاطی سے کام لے کر گائے کے گوشت کے بھی کباب تناول فرمالیا کرتے تھے اس کے نتیجہ میں چاہے بڑی سے بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی آپ اس سے بے پرواہ ہو کر اپنے ذوق کی تکمیل فرمایا کرتے تھے اس سلسلہ میں اگر میں کچھ عرض کردوں تو ممکن ہے کسی کی کبیدگیٔ خاطر کا سبب بن جائے لہٰذا مناسب ہے کہ اعلحضرت کے سوانح نگار ہی کے قلم کے رشحات کو نقل کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ اس واقعہ کی اس طرح عکاسی فرماتے ہیں کہ

ایک شخص نے حضور کی دعوت کی وہ لے گئے اعلحضرت فرماتے تھے ان دنوں سید حبیب اللہ صاحب دمشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں یہی کھانا تھا سید صاحب نے فرمایا کہ آپ گائے کے گوشت کے عادی نہیں ہیں اور یہاں اور کوئی چیز موجود نہیں ہے بہتر ہے کہ صاحب خانہ سے کہدیا جائے میں نے کہا میری عادت نہیں۔ وہی پوریاں کباب کھائے۔ اسی دن مسوڑوں میں ورم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہو گیا مشکل سے تھوڑا سا دودھ حلق سے اتارتا تھا اور اسی پر اکتفا کرتا بات بالکل نہ کرسکتا تھا یہاں تک کہ قرأت سرّیہ بھی میسر نہ تھی۔ سنتوں میں بھی کسی کی اقتداء کرتا - - - - - جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا بخار بہت شدید اور کان کے پیچھے گلٹیاں میرے منجھلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا وہی ہے وہی ہے یعنی طاعون۔ (حیات اعلحضرت جلد ا صا۹)

لیجئے بسیار خوری اور عدم احتیاط کے سبب اعلیٰحضرت بقول معالج طاعون کے مرض میں مبتلا ہو کر نمازوں میں قرأت اور قرآن خوانی وغیرہ کارہائے خیر سے بھی گئے مالِ بیگانہ دلِ بے رحم کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

احمد رضا کے طالب علموں کا ذوق اشیاء خوردنی

آدمی جس ذوق کا ہوتا ہے اس کے ذوق کے اثرات اس کے اردگرد کے ماحول پر بھی ویسے ہی مرتب ہوتے ہیں خانصاحب چونکہ بسیار خوری میں اپنی مثال آپ ہی تھے اور اسی وجہ سے آپ کوئی قابل ذکر علمی کام نہ کر سکے اور نہ ہی تشنگان علوم دینیہ کا آپ کی طرف رجوع ہوا اور جو بھولے بھٹکے آجاتے ہیں وہ آپ کے اسی رنگ میں رنگے جاتے اور ان کی اڑان بھی کھانے تک محدود رہتی اور جو چیزیں امام بریلویہ کے رگ و ریشہ میں رسی بسی تھیں وہی چاٹ طلباء کو بھی لگ گئی۔ اس بات کو امام بریلویہ کے سوانح نگار بڑے فخر سے لکھتے ہیں کہ

منجملہ اور باتوں کے اعلیٰحضرت نے جملہ طلبائے مدرسہ اہل سنت وجماعت منظر اسلام کی ان کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی۔

بنگالی طلبہ سے دریافت فرمایا آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا مچھلی بھات چنانچہ روہو مچھلی وافر طریقہ پر منگائی گئی اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی۔ بہاری طلبہ سے دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے ہم لوگوں نے کہا بریانی، زردہ، فیرینی، کباب، میٹھا ٹکڑا وغیرہ بہاریوں کے لئے پر تکلف کھانا تیار کرایا گیا پنجابی اور ولائتی طلبہ کی خواہش ہوئی دنبہ کا خوب چرب گوشت اور تنور کی پکی گرم گرم روٹیاں

(حیات اعلیٰحضرت جلد ا صـ۴۷)

اعلیٰحضرت کے طلبہ کا ذوق اشیاء خوردنی بالکل اعلیٰحضرت سے ملتا جلتا ہے دراصل ان کے ہاں رکھا ہی کیا تھا۔ علم کے نام کی تو کوئی چیز ان کے ہاں تھی ہی نہیں البتہ جفر وغیرہ کے کچھ ٹوٹکے خوب جانتے تھے اور جو طلبہ آتے تھے وہ بس یہی کچھ سیکھتے تھے اور باقی کھانا پینا اور مفردات کی خاصیات تھیں زندگی بھر مرغن کھانوں کے رسیا رہے طلبہ کو بھی یہی لت ڈال دی اور مرتے وقت بجائے فکر آخرت کرنے کے درجنوں کھانوں کا ذکر کرتے ہوئے اس جہاں سے رخصت ہو گئے۔ خس کم جہاں پاک۔

اعلحضرت سوہن حلوہ خرید رہے ہیں

مولانا احمد رضا خانصاحب دنیا میں آئے ہی صرف کھانے پینے کے لئے تھے اس لئے کبھی آپ کو شیرینی کھاتے ملیں گے کہیں آپ کے سامنے سرد وشیریں ماکولات کی پلیٹیں پڑی نظر آتی ہیں کہیں آپ ماں باپ کو راضی کرنے والا حلوہ شریف کھا رہے ہیں۔ کہیں فاتحہ کی نیاز کے پیچھے دوڑتے ہوئے کیچڑ میں پھنسے ہوئے ملتے ہیں کہیں سوہن حلوہ کے اردگرد طواف کرتے پائے جاتے ہیں۔ اعلحضرت کے سوانح نگار سوہن حلوے کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

ایک مسلمان ساکن محلہ قرولان حلوہ سوہن فروخت کیا کرتے تھے ان سے حضور نے کچھ حلوہ سوہن خرید فرمایا (حیات اعلحضرت جلد ا ص۴۶)

کیوں نہ خریدتے اعلحضرت تو دنیا میں تشریف ہی اسی لئے لائے تھے کہ حلوے شریف کی حقیقت پر جو دبیز پردے پڑے ہوئے تھے ان کو اٹھائیں تو پھر حلوہ قرولان کا ہو یا کہیں کا بس اعلحضرت نے دیکھا فوراً منہ میں پانی آیا جب تک حلوہ شریف منہ میں جائے آپ کی طبیعت بیقرار رہتی تھی اسی لئے جہاں حلوہ دیکھا پہلے تو کوشش کرتے رہے کہ مفت میں ہاتھ آجائے تو فبہا اگر سعی بسیار کے باوجود حلوہ مفت نہ مل سکے تو پھر تسکین طبع کے لئے اعلحضرت خرید بھی لیا کرتے تھے ——— جب آدمی کا مشن ہی حلوہ شریف ہو اور تمام کوششوں کی آخری منزل ہی کھانا پینا ہو اور خوب پیٹ بھر کر بڑکیں مارنا ہو وہ دین کی ایسی ہی خدمت کرسکتا ہے جیسے مجدد بدعات نے کی ہے۔

احمد رضا کی شیرینی

ایک کہاوت مشہور ہے کہ بچپن کی عادت پچپن تک نہیں جاتی اس کہاوت کو محفوظ کرنے کے بعد آپ کی یہ پریشانی خود بخود دور ہو جائے گی کہ اعلحضرت اپنی زندگی میں سرد شیریں (ٹھنڈا حلوہ) اور والدین کو راضی کرنے والا حلوہ، سوہن حلوہ وغیرہ وغیرہ الائیں بلائیں مع فرنی شریف کے رسیا کیوں تھے؟

دراصل اعلحضرت کو بچپن ہی میں مٹھائیوں کے کھانے کی لت پڑ گئی تھی جو تمام زندگی کا معمول بن گئی چنانچہ اعلحضرت کے سوانح نگار اس بات کو اعلحضرت کی زبانی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ

والد ماجد قدس سرہٗ العزیز نے مجھے شیرینی کھانے کے لئے ایک روپیہ عنایت فرمایا تھا۔
(حیات اعلیٰحضرت جلد ا صفحہ ۴۶)

احمد رضا چاہتے تھے کہ سب کو شیرینی کھانیکا عادی بنا دیا جائے

خود تو اعلیٰحضرت شیرینی مع دیگر لوازم کے کھانے کے عادی ہو چکے تھے مگر اوروں کو بھی اس راستے پر لگانے کی کوشش فرمایا کرتے تھے تاکہ دنیا یہ نہ کہے کہ میں اس میدان میں اکیلا اور تنہا ہوں اور آج یہ جم غفیر اور اچھی خاصی بھیڑ اعلیٰحضرت ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ طریقہ کار آپ کا یہ ہوتا تھا کہ کسی بے علم کو ہتھیایا اور اسے کہا کہ فتویٰ لکھو پھر اس کی خود ہی تصدیق کر کے اسے انعام دیتے اور کہتے کہ اس روپے کی شیرینی لے کر کھا جاؤ
سوانح نگار ہی کے الفاظ پیش خدمت ہیں۔

آج آپ نے جو فتویٰ لکھا ہے یہ پہلا فتویٰ ہے اور ماشاء اللہ بالکل صحیح ہے اس لئے اسی اتباع میں ایک روپیہ آپ کو شیرینی کھانے کے لئے دیتا ہوں۔
(حیات اعلیٰحضرت جلد ا صفحہ ۴۶)

اگر مقصود انعام تھا تو اس کو شیرینی کھانے کے لئے مقید کیوں کیا؟
معلوم ہوا کہ انعام بہانہ تھا مقصود شیرینی کھانے کا عادی بنانا تھا۔

احمد رضا اور دیوالی کی مٹھائی

دیوالی ہندوؤں کے ایک تہوار کا نام ہے اس دن وہ لوگ مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔
احمد رضا سے کسی نے سوال کیا کہ اس دن ہندوؤں کی یہ مٹھائی لینی چاہیئے یا نہیں آپ فرماتے ہیں کہ اس دن نہ لیں اور دوسرے دن لے لیں۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

عرض۔ کافر جو ہولی اور دیوالی میں مٹھائی تقسیم کرتے ہیں مسلمان کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد۔ اس روز نہ لے ہاں دوسرے روز دیں تو لے لے کوئی حرج نہیں۔
(ملفوظات جلد ا صفحہ ۱۱۵)

آپ سوچتے ہوں گے کہ ہولی اور دیوالی کے تہوار پر تقسیم کی جانے والی مٹھائی پہلے دن شاید حرام ہوتی ہوگی اور دوسرے دن حلال ہو جاتی ہو اس لئے آپ نے پہلے دن

پیسے سے منع فرمایا اور دوسرے دن لینے کی اجازت دیدی لیکن آپ یقین جانیئے ایسی بات نہیں نہ ہی ایسا کوئی مسئلہ ہے کہ ایک چیز ایک روز حرام ہو اور وہی اسباب وعلل دوسرے روز بھی اس میں موجود ہوں اور وہ حلال ہو جائے۔

دراصل حلال وحرام کی بات نہیں بلکہ بات دوسری ہے آپ کو یاد ہو گا میں گزشتہ اوراق میں ایک بحث کے ذیل میں عرض کر آیا ہوں کہ اعلحضرت ہندو مت کے پرچارک تھے اور لبادہ اسلام کا اوڑھ کر مسلمانوں کو سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ کے تحت کسی اور پلیٹ فارم کیطرف لے جانے کے لئے مامور تھے یہاں بھی اس طرف تلمیح ہے۔

یعنی آپ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ پہلے روز تم مٹھائی نہ لو بلکہ ہندؤں کے ساتھ مل کر ان کی خوشی میں شریک ہو جاؤ اور دوسرے روز جیسے وہ کھائیں گے تم بھی مزے اڑاؤ۔

اور اگر امتِ رضائیہ اس مفہوم سے انکار کرے تو پھر میرے دو سوالوں کا جواب دیدے میں اس مضمون سے رجوع کر لوں گا۔

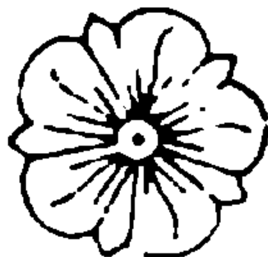
۱ـــــ جو چیز ایک دن پہلے حرام تھی وہ ایک دن بعد حلال کیسے ہو گئی؟

۲ـــــ اور اگر دوسرے دن حلال ہے تو پہلے دن حرام کیوں تھی؟

بریلوی اگر صاحب علم ہوتے تو اس بات کا امکان تھا کہ شامی درمختار وغیرہ کتب فقہ سے کوئی دور کی جزئی تلاش کر لاتے مگر ؎

یہ مرتبہ بلند ملا جسے مل گیا — ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

اس لئے یہ میرے ان دو سوالوں کا جواب دینے سے قاصر وعاجز رہیں گے جس کی بنا پر انہیں سابقہ مضمون تسلیم کئے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو گا اور جواب دینے کی کوشش میں ندامت یا اعلحضرت کے فتوے پر ماتم کرنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہو گا یہ تو احمد رضا کے بعض فتوؤں پر طائرانہ نکیر ہے اگر ضرورت پڑی تو میں اس سلسلہ میں مفصل اور مبسوط تبصرہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں وہاں آپ کو اعلحضرت کے فتوؤں کی نشاندہی کروں گا کہ مجدد صاحب فتوؤں کے نام سے کیسے قیامت کی چال چل گئے۔



باب ششم

احمد رضا حقیقت کے آئینہ میں

اس عنوان کے ذیل میں احمد رضا کے ان اقوال کو پیش کرنا ہے جن میں احمد رضا نے اپنی ذات کی نقاب کشائی فرمائی ہے مگر اس سے پہلے میں اس بات کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ مجھے اس عنوان اور اس کے تحت احمد رضا کی ذات کو اس کے اپنے بیانات کی روشنی میں واضح کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی تو اس سلسلہ میں بعض بریلوی مکتب فکر کے مصنفین اور ناقدین کی حضرت تھانویؒ اور دیگر اکابر علمائے دیوبند کی وہ تحریریں ہیں جن کو انہوں نے اکابر علمائے دیوبند کی توہین و تنقیص میں بطور دلیل و استشہاد نقل کیا ہے۔

چنانچہ اولاً میں ناظرین کی خدمت میں چند اقتباس نقل کر دینا موقع و محل کے مناسب سمجھتا ہوں۔

۱ـــــ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

بعض لوگ قلیل الکلام ہوتے ہیں اس سے بھی رعب ہوتا ہے اور میں اس قدر بکی ہوں کہ ہر وقت بولتا ہی رہتا ہوں مگر پھر بھی نہ معلوم لوگ کیوں اس قدر مجھ کو ہوا بنائے ہوئے ہیں۔

(افاضات یومیہ جلد ۱ صفحہ ۱)

اس عبارت پر "بریلوی مولوی" عنوان قائم کرتا ہے۔

میں بکواسی ہوں (دیوبندی مذہب صفحہ ۱۳۹)

اسی طرح بیسیوں عنوانات سے بریلوی مکتب فکر کے ناخواندہ مولویوں کی ہذیانی کیفیت کا ان کی تالیفات میں انبار موجود ہے جس کے کچھ نمونے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

۲ــــ مجھے کچھ نہیں آتا	دیوبندی مذہب	صـ۱۴۱
۳ــــ میں بُرا ہوں		صـ۱۴۲
۴ــــ تھانوی صاحب بدتر و ذلیل	〃	〃
۵ــــ رشید احمد گنگوہی ذلیل	〃	صـ۱۴۴
۶ــــ دیوبندی تمام احمق	〃	صـ۱۴۵

اسی کتاب میں اسی طرح کی باتوں سے مرتب کتاب نے کئی صفحے لکھ دیئے ہیں آپ سوچتے ہوں گے ایسی باتوں کو نقل کرنے سے آخر کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا جواب واضح ہے کہ دراصل اکابر علمائے دیوبند کی ایسی عبارتوں کو نقل کرنے سے ان کا مقصد یہ ہے کہ جب علمائے دیوبند خود اپنے کو ذلیل۔ بدتر مان رہے ہیں تو پھر ہم انہیں کیوں باعزت و باوقار سمجھیں چنانچہ انہیں کی زبانی سنیئے۔

دیوبندیوں کو مستند بیوقوف ہونے کی سند عبدالوہاب نجدی سے ورثہ میں ملی ہے جس کا ثبوت دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے خود دیا ہے۔ لکھتا ہے کہ میں بے وقوف ہوں مثل ہدہد۔ - - - - اور دوسری جگہ اسی صفحے پر لکھتے ہیں کہ چھینٹ چھینٹ کر تمام احمق میرے حصے میں آ گئے - - - - - - - ناظرین اب آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ جو مستند بیوقوف ہوں وہ کیوں نہ ایسے اقوال شنیعہ واہیہ رکیکہ کا مظاہرہ کریں۔ (نجدی وہابی کی پہچان و تاریخ صـ۱۴۰)

ان اور ان جیسی دیگر عبارات کو نقل کرنے کا مطلب اب آپ خوب سمجھ گئے کہ کیا ہے۔

ایسی عبارات کے میرے نزدیک صحیح اور مستند جوابات موجود ہیں مگر ان احمقوں کو جواب دے کر مزید جری کرنا ہوگا جیسا کہ میں نے اس کتاب کے شروع میں وعدہ کیا تھا کہ میں جواب نہیں دوں گا بلکہ ان سے جواب لوں گا اس وعدہ کے مطابق اب میں ملت بریلویہ سے جواب مانگتا ہوں اور انشاء اللہ جلوہ سے حاصل شدہ

ہمہ توانائیوں کو صرف کر دینے کے بعد بھی ان سے جواب نہ بن آئے گا ہاں البتہ یہ کچھ اچھلیں گے، پھدکیں گے اور کچھ دیر تڑپیں گے اور پھر گالیاں دیں گے اور میں یوں کہوں گا ؎

گالیاں دے کر پھڑک جاتے ہیں آپ
کیا مزا ہے تلخی و دشنام میں

اگر طرز استدلال اور جرح و تنقید کا یہی طریق کار آپ کو پسند ہے اور اس طریق کو کسی کی ذات اور شخصیت کی توہین اور عدم اہمیت پر بطور استشہاد پیش کرنا آپ کے مذہب کا قانون و منہاج ہے تو آیئے اسی قانون اور ترازو پر اعلحضرت کو پرکھتے اور تولتے ہیں اور بُرا نہ منایئے بلکہ اپنے قانون کی رو سے ایسے شخص کی تقلید اور اتباع کو ترک کرکے راہِ راست پر آجایئے یا پھر پڑھتے جایئے اور اپنے مذہب یا قانون پر ماتم کرتے جایئے

ہزاروں کتوں کی طرح رضا بھی ایک کُتّا

احمد رضا صاحب اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں
(حدائق بخشش جلد ا صک۴)

آپ نے مولنا تھانوی کی عبارت کو دیوبندیوں کے بیوقوف ہونے پر بطور سند پیش کیا تھا اب بتایئے احمد رضا کے اس ارشاد کے بعد بریلویوں کو کیا کہوں؟

اس شعر میں احمد رضا نے اپنے کلب (کتّے) ہونے کا صرف اقرار ہی نہیں کیا بلکہ خود کو ہزاروں دیگر کتوں کی مانند قرار دیا ہے اب احمد رضا کے اذناب سے یہ امور دریافت طلب ہیں۔

۱ـــــ یہ شعر اگر اپنے مفہوم کے اعتبار سے درست ہے تو احمد رضا کو کتا کہو۔

۲ـــــ اگر احمد رضا کو کتا نہیں کہتے اور نہ ہی تسلیم کرنے کو دل مانتا ہے تو پھر صاف کہو کہ احمد رضا جھوٹے اور کذاب ہیں۔

۳ـــــ بصورت اول تمہارا مقتدا کتا ہے۔

۴ـــــ بصورت ثانی تمہارا مقتدا کذاب ہے۔

۵ ــــ کتا مقتدا نہیں ہو سکتا ۔
۶ ــــ کذاب بھی مقتدا نہیں ہو سکتا ۔

بنا بریں آئندہ کے لئے احمد رضا کی اتباع کا قلادہ اتار کر پھینکنے کا عزم کرو اور دامانِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستگی اختیار کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو جاؤ ۔

رضا مجرم و ناکارہ | اعلیٰحضرت کا نعتیہ کلام ملاحظہ فرمایئے ۔

ع مانا کہ سخت مجرم و ناکارا ہے رضا
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ اے خبر
(حدائق بخشش جلد ا ص۲۷)

بریلویوں کا رضا بدکار | بریلویوں کے اعلیٰحضرت ایک جگہ پر اپنی امت کو بدکرداری پر جری اور معاصی کے ارتکاب پر فخر کی یوں تلقین فرماتے ہیں ع

بدکار رضا خوش ہو بدکام بھلے ہوں گے
وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا
(حدائق بخشش جلد ا ص۱۸)

اس شعر میں بریلویوں کے رضا نے کچھ باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے اور بعض باتیں وضاحۃً بیان کی ہیں ۔

۱ ــــ احمد رضا نے اپنی ذات کے بارے میں اعتراف کیا ہے کہ "میں (رضا) بدکار ہوں
۲ ــــ دوسری بات جو قابلِ تعجب اور مضحکہ خیز ہونے کے ساتھ ساتھ احکامِ اسلامیہ کے صراحۃً خلاف ہے وہ یہ ہے کہ عزت مآب "اپنی بدکاری اور سیاہ کاری پر بھی خوش ہیں" میں طوالت کے خوف سے اس امر پر مزید گفتگو نہیں کرتا صرف اتنا بتلائے دیتا ہوں کہ گناہوں پر خوش ہونا مسلمان کا شیوہ نہیں ۔
۳ ــــ تیسری بات جو پہلے مصرعہ کے آخر میں بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ آپ یقین سے فرما رہے ہیں کہ" اب میرے تمام بُرے کام اچھے ہو جائیں گے" اس مصرعہ میں اپنی بدکاری اور بدکرداری کا بھی وثوق رکھتے ہیں مگر اب سستا چھوٹنا چاہتے ہیں اور اپنے گناہوں کو نیکیوں

سے بدلنے کے لئے بڑی آسان سی ترکیب نکالی ہے اور وہ بقول احمد رضا کے اچھے میاں کی آمد

۴ —— شعر کے دوسرے مصرعہ میں کسی "اچھے میاں" کو یاد کر رہے ہیں یہ اعلیٰحضرت کا کنایہ ہے جس کو اگر وہ اپنے الفاظ اور اپنی تحریر میں بیان کر جاتے تو شاید بریلویوں پر قیامت ہی آجاتی اس لئے اب ہمیں خود ہی معلوم کرنا ہوگا کہ اعلیٰحضرت کے "اچھے میاں" کون ہیں؟

میرے نزدیک اس کی مرادیں دو احتمال ہیں۔

احتمالِ اول ۔ ممکن ہے اچھے میاں سے مراد۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہو مگر یہ احتمال بایں وجہ نہیں ہوسکتا کہ احمد رضا کے نزدیک "میاں" کے ایک معنی دلال ۔ یعنی الرابطة بین الزانی والزانیة کے بھی ہیں اور پھر احمد رضا کے نزدیک یہ بھی لازم ہے کہ جس لفظ کے معنیٰ میں کہیں بھی برائی اور نقص کا شبہ نکلتا ہو اس لفظ کو نبی علیہ السلام کے لئے استعمال کرنا باعثِ حبطِ اعمال ہے لہذا احمد رضا کے اپنے اصول و قوانین کی رو سے اچھے میاں سے نبی علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات تو مراد ہو نہیں سکتی اس لئے کوئی اور مراد متعین کی جائے گی جو احمد رضا کے اپنے مفروضہ دین کے بھی خلاف نہ ہو اور ہمیں بھی اس پر اعتراض کرنے کا موقعہ نہ ملے۔

احتمالِ ثانی ۔ "اچھے میاں" سے مراد احمد رضا کے محبوب و مرغوب حاکمان ذی وقار۔ انگریز سرکار رہے جنہیں وہ تاپور بھی مانتے ہیں۔

۵ —— اس پورے شعر سے احمد رضا نے اپنی امت کو ایک تاثر دیا ہے اور وہ یہ کہ شب و روز گناہ کرو اور پھر توقع یہ رکھو کہ ہم سب خوب سے خوب تر کے مستحق ہیں تو گویا کہ احمد رضا نے اس شعر سے بُرائی کو رواج دینے اور عام کرنے کی تلقین کی ہے۔ جس کو قرآن کریم نے منافقوں کی عادت بیان کی ہے۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ	منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک دوسرے کو برائی کرنے اور نیکی سے روکنے کی تبلیغ کرتے ہیں۔
پارہ ۱۰ رکوع ۱۴ سورت توبہ	

بدی کو رضا سے شرم ؎

تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے

ہیں وہ کہ بدی کو عار آتا

حدائق بخشش حصہ اول ص ۱۲

اس شعر میں بتلا رہے ہیں کہ میں اتنا بُرا ہوں کہ بُرائی بھی مجھے دیکھ کر مارے شرم کے اپنے چہرے پر نقاب ڈال کر کہتی ہے کہ اعلحضرت آپ کو دیکھ کر اب مجھے اپنے وجود ہی سے شرم محسوس ہونے لگی ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ آپ کی موجودگی میں میری ضرورت ہی نہ تھی ۔

بریلویوں کے رضا نہ اپنے گھر کے اور نہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے در کے

نہ گھر کا رکھا نہ اس در کا ہائے ناکامی

ہماری بے بسی پر بھی نہ کچھ خیال کیا

(حدائق جلد ا ص۱۹)

رضا نکما

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ تھی

اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا (ایضاً ص۳)

رضا خوار، خطاوار، بیمار، گناہ گار

خوار و بیمار، خطا وار گناہ گار ہوں میں (ایضاً ص۳)

بریلویوں کے رضا، بد، چور، مجرم

بد سہی، چور سہی، مجرم ناکارہ سہی (ایضاً ص۳)

بکتا ہے

ان کے آگے دعویٰ ہستی رضا کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم (ایضاً ص۳)

ان مذکورہ اقوال میں اعلحضرت نے اپنے بارے میں نکمے، خوار، بیمار، خطا وار، گناہ گار، بد، چور، مجرم، بکواسی، ناکارہ ۔ نہ گھر کے نہ گھاٹ کے اور سگ وغیرہ ہونے کا اقرار واعتراف کیا ہے اور ان اقوال سے زیادہ قوی کوئی قول نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ اپنی ذات کے بارے میں خود ان کے اپنے ریمارکس ہیں اور اپنی ذات کے بارے ہر آدمی کو بدیہی علم ہوتا ہے اور

دوسرے کے بارے میں ظنی اور تخمینی۔

ان یقینی اور بدیہی اقوال سے ثابت ہوا کہ احمد رضا کو ایک عام آدمی بھی بمشکل مانا جاسکتا ہے چہ جائیکہ وہ ایک قوم کا مقتدا، امام اور نبی کہلائے

مگر تعجب تو اس قوم یا بھولی بھیڑوں پر ہے جنہوں نے اس کو اپنا مقتدا سمجھا ہوا ہے۔

احمد رضا کے مستند ذلیل اور سگ، ہونے کے لئے امید ہے بریلوی مطالبہ تشنہ نہ رہا ہوگا۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ